تاریخ اسلام

منتخب از

تذکرۃ الکرام

جو

مسلم یونیورسٹی کے درجۂ ہائی اسکول کے لئے

بجائے دینیات کے مقرر ہوئی

اور

باہتمام محمد مقتدی خاں شروانی

مطبع مسلم یونیورسٹی انسٹیٹیوٹ علی گڑھ میں طبع ہوئی ۱۳۴۳ھ ۱۹۲۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتخاب تذکرۃ الکرام

باب اوّل

قبل لکھنے تواریخی حالات خلفائے عرب و اسلام کے یہ نہایت ضروری امر ہی کہ کچھ حالت اور کیفیت ملک عرب اور اُس کے بانی کی بیان کی جائے۔ عربستان ایک جزیرہ نما ہے جو بر اعظم ایشیا کے جنوبی اور مغربی گوشہ کے حد پر واقع ہی۔ اُس کی مشرقی حد بحیرۂ فارس اور دریائے عمان ہی۔ جنوبی حد بحر ہند ہے۔ اور مغربی حد بحر احمر (ریڈ سی) ہی یہ جزیرہ نما بالفعل چار حصوں میں تقسیم ہی۔

الخصہ اور حجاز (جس میں یمن شامل ہی) اور نجد اور عمان۔ نجد ایک وہابی امیر کے تصرف میں ہے۔ اور عمان امام مسقط کے زیر حکومت ہی۔ اس جزیرہ کا اکثر حصہ بلکہ قریب القریب کل ریگستان اور کوہستان ہے۔ اس میں کسی قسم کی زراعت نہیں ہو سکتی سوائے بعض خاص جگہوں کے جیسے طائف موخہ وغیرہ ہی اس جزیرہ نما کے باشندوں کی اوقات گوشت اور دودھ پر اکثر ہے۔ مویشی پالتے ہیں اور کوہستانوں میں چراتے ہیں۔ لیکن سمندر کے کنارے کے رہنے والے تجارت کا پیشہ بھی کرتے ہیں۔ درمیان اُن زمانوں کے کہ واقعات سے تمام

دنیا پر اثر پڑا جن سے اقلیم ایشیا و افریقہ و فرنگ (یورپ) زیروزبر ہوئے۔ صرف یہ جزیرہ نما جس کو عربستان کہتے ہیں ابتدائے زمانہ سے تعابت ساتویں صدی عیسوی تک محفوظ رہا۔ ہرگاہ چھوٹے چھوٹے ملک اور سلطنتیں عروج پر ہوئیں اور نزدل میں درآئیں۔ ہرگاہ بہت قدیم خاندان گذر گئے ہرگاہ حدود اور نام ملکوں کے بدل گئے اور اُن کے باشندے تمام ہو گئے اور قیدی بنائے گئے۔ صرف عربستان اپنے ریگستانوں کے بیچ میں اصلی حالت پر آزاد رہا اور نہ اُس کے خانہ بدوش باشندے کسی کے غلام ہوئے۔ اس جزیرہ نما کی ابتدائی حالت یوں بیان کرتے ہیں کہ ملک عرب سام بن نوح کی اولاد سے بعد طوفان نوح کے آباد ہوا۔ چوتھی پشت میں سام کے ایک شخص ہوا تھا جس کا نام قحطان تھا۔ اُس کے فرزندوں میں سے ایک کا نام عرب تھا جس نے یمن کو بسایا۔ اور دوسرے بیٹے کا نام یرحام تھا جس نے حجاز کو آباد کیا۔ حجاز وہ سرزمین ہے جو بحر احمر (رڈسی) کے کنارے پر ہے اور جس میں شہر مکہ اور مدینہ واقع ہیں۔ الغرض سام بن نوح کی اولاد سے بہت قومیں ہوئیں۔ انھیں میں سے قوم عاد اور ثمود بھی تھی جن کی بربادی کا حال قرآن مجید میں مذکور ہے۔ بعض ان میں سے پہاڑوں پر جا بسے جو بدو اور اعرابی کہلاتے ہیں اور بعض شہروں میں آباد ہوئے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بی بی ہاجرہ اور اپنے بیٹے اسمٰعیل کو فاران کے پہاڑ پر چھوڑ گئے اور پیاس کی شدت سے اُن کی حالت غیر ہوئی۔ قدرت الٰہی سے چاہ زمزم ظاہر ہوا۔ حضرت اسمٰعیل نے اسی جگہ اپنی اقامت کی اور شہر مکہ کی بنیاد پڑی۔ آپ کے بارہ بیٹے ہوئے آپکی اولاد سے اس علاقہ کی آبادی خوب ہوئی جب ابراہیم دوسری مرتبہ اپنے بیٹے اسمٰعیل کی ملاقات کے لیے فاران کی طرف آئے، خانۂ کعبہ کی بنیاد ڈالی اور اُس تاریخ سے مکہ عظمت کے قابل ہوگیا۔ خانۂ کعبہ کی زیارت کو دور دور سے لوگ آنے لگے حضرت اسمٰعیل ہی کے خاندان میں اس علاقہ کی حکومت اور خانۂ کعبہ کی خدمت برابر رہی۔ اسی خاندان میں ایک شخص قریش نامی ہوا۔ ان کے وقت میں خانۂ کعبہ کی خدمت

زمانہ کے ذمہ رہی اور قریش کے قوم کی بہادری اطراف میں مشہور ہوئی۔ لیکن کبھی کسی بڑے بادشاہ نے مثل قیصر روم اور کسریٰ فارس کے اس ملک کی طرف رُخ نہ کیا اور یہ ملک آزاد رہا۔ قوم قریش میں جب ہاشم بن عبد مناف کے بیٹے عبدالمطلب کا زمانہ ہوا تو کعبہ کی خدمت اُن کے سپرد کی گئی۔ اور بنی ہاشم تمام قوموں سے عرب کے ممتاز سمجھے جانے لگے۔ انھیں کے زمانے میں حبشہ کے بادشاہ نجاشی ابرہہ نے جسے اصحاب فیل کہتے ہیں ہاتھیوں سے کعبہ کے توڑنے کے واسطے فوج کشی کی آخر اُس کی فوج تباہ ہوئی۔ اب اہل عرب کی شہرت غیر ملکوں میں پھیلنے لگی۔ لیکن اس وقت تک عرب کی قومیں جہالت کی تاریکی میں مبتلا تھیں آپس میں برابر لڑائی جھگڑا کرتی تھیں۔ خانہ کعبہ کو بتوں سے بھر دیا تھا اور اصلی ابراہیمی مذہب سے درگذر کر بت پرستی کرنے لگے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے بادل سے دنیا کو شاداب کرنا چاہا اور حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نوشیرواں کے ۴۰ سنہ جلوس میں یعنی اُسی سال میں جس میں اصحاب فیل نے حملہ کیا تھا، شہر مکہ میں پیدا ہوئے اور آسمان سے زمین تک اپنی ہدایت کی روشنی سے منور کر دیا۔

باب دوسرا

فصل اوّل

رسالت وخلافت محمد صلعم سنہ ۵۶۹ء

حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ابن خواجہ عبداللہ ابن عبدالمطلب شہر مکہ میں ماہ ربیع الاول میں یعنی اپریل کے مہینے سنہ ۵۶۹ عیسوی میں پیدا ہوئے۔ آپ

جزیرہ نما [illegible]

شجاع اور مشہور قوم سے قریش کی تھے جن کی دو شاخیں مشہور تھیں۔ ایک
دوسری بنی امیہ۔ ہاشم آپ کے مورثِ اعلیٰ شہر مکہ کے بڑے بہی خواہ تھے۔
درمیان ریگستان اور سنگستان کے آباد ہے۔ اور سابق زمانوں میں اکثر قحط سالی غلہ
رہا کرتی تھی۔ شروع میں چھٹویں عیسوی صدی کے ہاشم نے دو سالانے قافلے قائم کیے
جاڑے کے موسم میں یمن کی طرف اور دوسرا ایام گرما میں ملک شام کی طرف جاتا اس
سے رسد وغیرہ کثرت سے مکہ میں لائی جانے لگی۔ اور علاوہ ان کے تجارت کی چیزیں بھی
آنے لگیں۔ اب یہ شہر تجارت کا مرکز ہوگیا۔ اور اس قوم کے لوگ جو اکثر اس تجارت
میں مصروف ہوئے مالدار اور قوی ہوگئے۔ اس وقت چونکہ خانۂ کعبہ کی خدمت بھی
ہاشم کے متعلق تھی، اس خدمت سے اعزاز ظاہری اور بھی بڑھا اور شہر مکہ پر پورا اختیار
بھی رہا۔ ہاشم کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے خواجہ عبدالمطلب جانشین ہوئے۔ اور
ایسے ہی خدمات ان سے ظہور میں آئے جس سے خانۂ کعبہ کی خدمت بنی ہاشم میں موروثی
ہوگئی۔ اس سے بنی امیہ کو نہایت اضطراب اور رشک ہوا خواجہ عبدالمطلب کے تیرہ بیٹے
اور کئی بیٹیاں تھیں۔ لیکن جن کا نام تواریخوں میں مذکور ہے وہ ابوطالب اور ابولہب اور
حضرت عباس اور حضرت حمزہؓ اور خواجہ عبداللہ اور زبیر ہیں۔ خواجہ عبداللہ سب سے
خوبصورت اور پیارے تھے اُن کی شادی حضرت آمنہ سے ہوئی تھی جو اسی مشہور خاندان
سے قریش کے تھیں خواجہ عبداللہ اپنے حسن وجمال میں بےمثل تھے کہ اکثر عورتوں کو اس شادی
کا رشک ہوا۔ اس مناکحت کے درخت کے صرف ثمر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔
آپ کی ولادت میں اکثر باتیں تعجب خیز ظہور میں آئیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ کو بارِ حمل سے
کسی قسم کی تکلیف جو عورتوں کو پیش آتی ہے نہ ہوئی۔ جب آپ صلعم پیدا ہوئے ایک نور
ظاہر ہوا جس سے اطراف کے ملک روشن ہوگئے۔ اور آپ صلعم نے سر آسمان کی طرف اُٹھا
کر فرمایا۔ اللہ اکبر و لا الٰہ الا اللہ انا رسول اللہ۔ آپ کی پیدائش کے وقت آسمان اور

زمین کانپی اور دریائے ساوہ جو جاری تھا خشک ہوگیا۔ ہرگاہ دجلہ اسقدر امڈا کہ کنارے سے اوپٹ گیا۔ اور کسریٰ کے ایوان میں زلزلہ آیا۔ اور چودہ کنگرے اُس کے گر گئے۔ اُسی رات کو فارس کے قاضی نے خواب دیکھا کہ وحشی اونٹوں کو عربی گھوڑوں نے زک دی اُس نے یہ خواب بادشاہ سے ذکر کیا اور اُس کی تعبیر کہی کہ عرب کی جانب سے اس ملک کو نقصان پہونچے گا۔ اُسی رات کو آتش پرستوں کا آتشکدہ جو ہزار برس سے روشن تھا بجھ گیا۔

آپ کی ماں کے ایک قرابت مند نے جو بڑے منجم تھے آپ کو دیکھ کر پیشین گوئی کی کہ آپ بڑی سلطنت کے بانی ہونگے اور نیا مذہب قائم کرینگے۔ آپ کے جدا مجد خواجہ عبدالمطلب نے آپ کی پیدائش کے ساتویں روز تمام سرداران قریش کی دعوت کی۔ اور آپ صلعم کو سب کے سامنے لاکر فرمایا کہ یہ لڑکا فخر خاندان اور ممدوح خلائق ہوگا اور اسی نے آپ کا نام محمد صلعم یعنی سراہے ہوئے رکھا۔ آپ کی ولادت کے جیسے تعجب خیز واقعات ہیں ویسی ہی آپ کی طفولیت کی بھی حیرت افزا باتیں ہیں۔ ہنوز آپ پیدا نہوئے تھے کہ آپ کے والد خواجہ عبداللہ نے وفات فرمایا۔ اور سوائے پانچ اونٹ اور کچھ بھیڑوں اور ایک حبشی کنیز برکات کے اور کچھ ترکہ نہ چھوڑا تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کو اس حادثہ سے نہایت صدمہ ہوا۔ اور خاص مکہ کی آب و ہوا لڑکوں کے حق میں ناموافق ہونے کے باعث اُن کو تلاش ہوئی۔ کہ کسی ہمسایہ کی قوم بدو کی عورت کے سپرد آپ کو دودھ پلانے کے لیے کریں۔ اقوام بدو کی عادت تھی کہ سال میں دو مرتبہ یعنی موسم بہار اور موسم سرما میں لڑکوں کے دودھ پلانے کے واسطے آیا کرتے تھے لیکن انکو مالداروں کے لڑکوں کی طرف توجہ رہتی تھی اور آپ صلعم کی طرف بوجہ غربت کے کسی کو رغبت نہوئی۔ آخرش حلیمہ سعدیہ کو یہ دولت نصیب ہوئی۔ اور آپ صلعم کو اپنے گھر لے گئیں۔

قوم بنی سعد قحطانی عرب کے خاندان سے ہیں۔ اور اُن کی سکونت اُن پہاڑوں کے دروں میں ہے جن کا سلسلہ طائف سے جنوب کی طرف چلا گیا ہے۔

حلیمہ کے اس کام سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اُن کے گھر پر نازل ہوئی اور جب تک آپ اُن کے مکان میں رہے اُن کو برابر ترقی رہی کنوئیں اور چشمے اُن کے علاقے کے کبھی خشک نہ ہوئے۔ اور چراگاہ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہے۔ اُن کی بکریوں کے گلوں میں بڑی افزائش ہوئی۔ اور اُن کی زراعت میں خوب پیدا ہوا۔ اور اُن کے مکان میں برابر امن و امان رہا۔

آپ ﷺ میں نمو کی قوت اپنے سن کے اعتبار سے بہت زیادہ تھی۔ جب آپ تین مہینے کے ہوئے تو کھڑے ہونے لگے جب سات مہینے کے ہوئے تو چلنے لگے۔ اور دس مہینے میں لڑکوں کے ساتھ تیر اور کمان لیے پھرتے۔ آٹھویں مہینے میں آپ ایسا بولنے لگے کہ لوگ سمجھنے لگے اور ایک سال بعد آپ اس طرح بولنے لگے کہ اُس سے سننے والے کو آپ کی عقلمندی پر تعجب ہوتا۔

تین برس کی عمر میں جب آپ اپنے رضاعی بھائی مسرود کے ساتھ میدان میں تھے کہ دو چمکیلے فرشتے ظاہر ہوئے۔ فرشتوں نے آپ کو زمین پر لٹایا اُن میں سے ایک نے جن کا نام جبریل تھا۔ آپ کا سینہ چاک کیا لیکن اُس سے آپ کو ایذا نہ ہوئی۔ آپ کا دل نکال کر صاف کیا۔ اور اُس سے وہ سیاہ خون دُور کیا جو حضرت آدم کے صلب میں پشت در پشت چلا آتا ہے۔ اور اصل عصیان کی بنیاد وہی ہے۔ جب اُس کو صاف کر چکے تو اُس میں نُورِ ایمان اور علم اور رسالت کا نور بھرا۔ اور اُس کو سینہ میں رکھ کر پھر سینہ کو برابر کر دیا۔ اب آپ کے چہرہ مبارک سے وہ نور چمکنے لگا جو حضرت آدم کے وقت سے برابر حضرت اسمٰعیل تک آیا تھا۔

علاوہ اس نشانی کے آپ کے دونوں شانوں کے بیچ میں مُہرِ نبوت تھی جو کا نِ دو

کی نظروں میں بھی مثل کبوتر کے انڈے کے مسّوں کی طرح معلوم ہوتی تھی۔ جب اس واقعہ کی خبر حلیمہ سعدیہ اور اُن کے شوہر کو ملی، اُنھوں نے اس کو کسی قسم کی آفت مثل پری اور جن کے سایہ کے گمان کر آپ کو آپ کی والدۂ ماجدہ حضرت آمنہ کے پاس پہنچا دیا۔ آپ اُس وقت سے اپنی والدۂ ماجدہ کے ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ جب آپ چھ برس کے ہوئے آپ کی والدۂ ماجدہ کسی اہل قرابت کی ملاقات کو آپ صلعم کو ساتھ لے کر مدینہ گئیں اور جب وہاں سے واپس ہوئیں تو اثنائے راہ میں ابواکے مقام میں انتقال فرمایا۔ اور وہیں دفن کی گئیں۔ آپ کی خادمہ برکات آپ کو وہاں سے خواجہ عبدالمطلب کے پاس لائیں جنھوں نے آپ کی پرورش فرمائی۔ دو برس بعد جب خواجہ عبدالمطلب نے دیکھا کہ ہمارا زمانہ آخر ہے آپ کو اپنے بڑے بیٹے خواجہ ابی طالب کے سپرد کیا۔ اور اُنھوں نے نہایت شفقت سے آپ کی پرداخت کی۔ خواجہ ابی طالب اپنے باپ کے بعد خانۂ کعبہ کے بھی محافظ ہوئے۔

فصل دوسری

یہاں پر خانہ کعبہ کی اصلیت اور حج کا ذکر لکھا جاتا ہے۔ جب حضرت آدم اور حوّا بہشت سے نکالے گئے۔ تو وہ متفرق زمین پر ڈالے گئے۔ حضرت آدم جزیرہ سراندیپ میں حوّا بحر احمر (رڈسی) کے کنارے جہاں اسوقت شہر جدّہ آباد ہے۔ دو برس تک حضرت آدم زمین پر پھرا کیے۔ آخرش جبل عرفات پر جو مکہ سے قریب ہے حضرت حوّا سے ملاقی ہوئے۔ اپنی افسردگی میں حضرت آدم نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھایا۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی دعا کی کہ ایسا ہو کہ ویسی ہی مسجد جس میں وہ بہشت میں عبادت کرتے تھے اور جس کے گرد فرشتے پھرتے تھے اس زمین پر بھی بنا کریں۔ چنانچہ حضرت آدم کی دعا قبول ہوئی۔

ایک روشن ابر کی بنی ہوئی مسجد اُسی مسجد کے مقابل میں جو بہشت میں ہے فرشتے زمین پر لائے اور جہاں اب خانہ کعبہ ہی قائم کیا اسی طرف حضرت آدم سجدہ کرنے لگے۔ اور اُس کے گرد سات مرتبہ روزانہ طواف کرتے۔ بعد انتقال حضرت آدم کے اُس مسجد کو فرشتوں نے زمین سے اُٹھالیا۔ لیکن اُسی جگہ حضرت شیث نے مٹی اور پتھر سے اُسی صورت کا مکان بنایا۔ اُس کا نشان طوفان نوحؑ کے باعث باقی نہ رہا۔ کئی پشت بعد حضرت ابراہیم کے زمانے میں جب حضرت ہاجرہ اور اُن کے بیٹے حضرت اسمٰعیل اس ریگستان میں قریب ہلاکت کے پیاس سے ہوئے فرشتوں نے ایک چشمہ اُن کو اُسی جگہ کے قریب جہاں حضرت آدم کے واسطے مسجد اُتاری گئی تھی دکھایا۔ یہی چشمہ اب چاہ زمزم کہلاتا ہی اور خاندان اسمٰعیل میں اُس کی تقدیس کیجاتی ہے۔ کچھ دنوں بعد قوم العمالک[۱] کے دو اشخاص اپنے اُونٹ کی تلاش میں یہاں آئے اور کنوئیں کو دیکھ کر شہر مکہ کی بنیاد ڈالی۔ اور حضرت ہاجرہ اور اسمٰعیل کی خبرگیری اپنے تعلق لی۔ وہ لوگ مابعد میں شہر مکہ کے باشندوں سے نکالے گئے لیکن حضرت اسمٰعیل اُن میں رہے۔ جب آپ جوان ہوئے آپ کی شادی ایک شاہزادے کی لڑکی سے ہوئی جن سے آپ کی بہت اولاد ہوئی جو تمام عربستان میں پھیل گئی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت اسمٰعیل نے خانہ کعبہ کی بنیاد اسی جگہ ڈالی جہاں فرشتوں نے پہلے مسجد اُتاری تھی۔ اس متبرک کام میں حضرت ابراہیم نے بھی آپ کی مدد کی۔ جب حضرت ابراہیم خانہ کعبہ کی دیوار بناتے تھے ایک پتھر آپ کے معجزے سے اُٹھتا اور گرجاتا۔ اور اب تک حضرت ابراہیم کے پاؤں کا نشان اُس پر موجود ہے۔

ہرگاہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ اسی طرح مصروف تھے کہ حضرت جبریل انکے پاس ایک پتھر لائے۔ اس کے بارے میں لوگوں کو اختلاف ہے بعضوں کا قول ہی کہ یہ بہشت کے قیمتی پتھروں سے ہی جو حضرت آدمؑ کے ساتھ زمین پر اُتارا گیا۔ اور

---

[۱] عملق یا عمالقہ بھی اس کو کہتے ہیں ۱۲

بعد طوفان نوح کے اُس کا کچھ نشان نہ رہا اور اب اس کو جبریل نکال کر لائے۔ اور بعضوں کا قول جو زیادہ مستند ہے یہ ہے کہ ایک فرشتہ حضرت آدم کا محافظ تھا۔ لیکن جب آدم عصیان میں مبتلا ہوئے اُس پر بھی اللہ تعالیٰ کا عتاب ہوا اور وہ پتھر ہو گیا اور اُن کے ساتھ بہشت سے نکالا گیا۔ حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل نے اس پتھر کی عظمت کی اور خانہ کعبہ کے بیرونی گوشہ پر اُس کو نصب کیا۔ اس پتھر کو حجرِ اسود کہتے ہیں۔ اور طواف کرنے والے جو مرتبہ طواف کرتے ہیں اُسی قدر بوسے اُس کو بھی دیتے ہیں۔ ایسا مشہور ہے کہ جب یہ پتھر نصب کیا گیا تھا نہایت شفاف تھا۔ لیکن گناہگاروں کے بوسوں سے سیاہ ہو گیا جنھوں نے دیانت داری سے مراسم حج ادا کئے ہیں قیامت کے دن یہ پتھر اُن کا گواہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ اسقدر قدیم زمانے سے خانہ کعبہ اور چاہ زمزم قابلِ عظمت ہیں۔

شہر مکہ جس کے شہر پناہ کے اندر یہ متبرک چیزیں قبل ظہور اسلام کے بھی مدت دراز سے تھیں مقدس شہر سمجھا جاتا تھا اور ہے۔ اور عربستان کے ہر اطراف سے لوگ زیارت کو آیا کرتے تھے۔ اس متبرک جگہ کا لوگوں کا ایسا خیال تھا کہ چار مہینے تک جس میں مراسم حج ادا کیے جاتے تھے۔ کسی قسم کا جنگ اور تشدد آپس میں نہیں کرتے تھے معاند قومیں بھی اپنے ہتھیاروں کو پھینک دیتی تھیں۔ اور ریگستانوں میں امن کے ساتھ بسر کرتیں۔ اور مکہ کے دروازے میں حاجیوں کے احرام میں جمع ہوتیں۔ سات مرتبہ طواف کرتیں۔ حجر اسود کو بوسہ دیتیں۔ چاہِ زمزم کا پانی پیتیں۔ اُس سے وضو کرتیں اور بعد انجام کرنے کل مراسم حج کے گھر کو واپس جاتیں اور تب ہتھیار اُٹھاتیں ایّام جہالت میں یعنی قبل اجرائے مذہب اسلام کے بھی روزے اور نماز کا اہل عرب میں رواج تھا۔ دن میں تین مرتبہ نماز پڑھتے صبح اور دوپہر اور شام کو اور اپنا مُنھ خانہ کعبہ کی طرف رکھتے۔ اور روزہ تین زمانوں میں رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ تین روز

تک اور دوسری مرتبہ نوروز تک اور تیسری مرتبہ ایک مہینہ تک۔

فصل تیسری

اب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سن شریف بارہ برس کا ہوا۔ لیکن آپ کی ادراک باعتبار سن کے بہت زیادہ تھی۔ آپ کے چچا خواجہ ابوطالب علاوہ اُس بزرگی کے کہ خانۂ کعبہ کی حفاظت کے سبب سے تھی۔ قوم قریش کے بڑے تاجروں میں تھے اور اُس قافلہ کے ساتھ جس کو آپ کے جد امجد ہاشم نے جاری کیا تھا اور جو ملک شام اور یمن کو روانہ ہوا کرتا تھا۔ بڑے کوشاں رہے۔ قافلہ کی آمد و رفت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جوش پیدا ہوا کہ ہم بھی بیرونی ملکوں کی سیر کرتے۔ اس لیے جب آپ کے چچا خواجہ ابی طالب قافلہ کے ساتھ شام کو چلے تو آپ اُن کے گلے میں لپٹ گئے۔ اور درخواست کی کہ ہم کو بھی ساتھ لے چلیے۔ خواجہ ابوطالب نے آپ کی استدعا قبول کی۔ اُنھوں نے خیال کیا کہ اب آپ کا سن شریف ایسا ہوا کہ بیرونی کاموں کو آپ دیکھ سکیں گے اور رفقائے کے ضروری کاموں کو انجام دیا کریں گے۔ اس لیے خواجہ ابی طالب نے شوق سے آپ کی التجا قبول کی اور آپ کو ملک شام کی طرف لے گئے۔ راہ کے جانے میں آپ اُن جگہوں سے گذرے جہاں واقعات حضرت ہاجرہ اور بنی ثمود کے پیش آئے تھے اور ان کے حالات سے واقفیت حاصل کی۔

قوم ثمود ایک قوی قوم تھی جو حضرت ابراہیم کے قبل تھی۔ وہ لوگ جب بُت پرستی میں مبتلا ہو گئے۔ اُن پر اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح پیغمبر کو بھیجا کہ اُن کو ہدایت کریں۔ لیکن اُن لوگوں نے نہیں مانا۔ اور کہا کہ اگر آپ پیغمبر برحق ہیں تو اس پہاڑ سے ایک بڑی اونٹنی مع بچے کے ظاہر ہو چنانچہ حضرت صالح نے دعا کی اور ایک بہت بڑی اونٹنی پہاڑ پھٹ کر نکل آئی اور اُس نے بچہ دیا۔ اس معجزہ سے قوم ثمود کے بعض آدمی ایمان لائے۔ لیکن

اکثر کافر ہے۔ حضرت صالح نے اُس اُونٹ کو قوم ثمود میں چھوڑ دیا۔ اور کہا کہ اگر تم اس کو مضرت پہونچاؤ گے تو تم پر قہر الٰہی نازل ہوگا۔ کچھ عرصے تک لوگوں نے اُس کی چرائی سے تکلیف اٹھائی۔ اور جب وہ پانی پیتی تو چشمہ خشک ہو جاتا۔ اور اُس قوم کے مویشیوں کو تکلیف ہوتی۔ لیکن اسقدر دُودھ دیتی کہ تمام قوم کے واسطے کافی ہوتا۔ قوم ثمود اس پر اُس سے ناراض ہوئی اور اُس کو مار ڈالا۔ اور بچہ پہاڑ میں بھاگا اور غائب ہوگیا اس پر ایک مہیب آواز آسمان سے آئی اور سخت بجلی کڑکی اور صبح کو تمام قوم ہلاک ہوئی اور اُس زمین پر قہر الٰہی رہا۔

دوسرا واقعہ اسی قسم کا شہر ایلا کا تھا۔ یہ جگہ سابق میں قوم یہود سے آباد تھی جو بُت پرستی میں مبتلا ہوگئی۔ اور شنبہ کی احتیاط کو بھول گئی۔ یعنی شنبہ کو مچھلی کا شکار کرنے لگی۔ اس لیے ان پر قہر الٰہی نازل ہوا۔ اور بڈھے اُن میں کے سور ہوگئے اور جوان بندر بن گئے۔ بُت پرستی سے ممانعت کرنے میں آنحضرت صلعم ان دونوں واقعات کا اکثر بیان فرماتے۔

اس سفر میں حضرت صلعم کے کئی معجزے دیکھے گئے۔ دوپہر کے وقت فرشتوں نے اپنے پروں سے سایہ کیا۔ اور ایک ابر کا ٹکڑا آپ کے سر پر ہمیشہ سایہ کرتا دکھائی دیتا۔ اور ایک خشک درخت کے نیچے جو آپ کھڑے ہوئے تو وہ شاداب ہوگیا اور آپ کے سر پر اُس کا سایہ ہوا۔

آپ کا قافلہ شہر بُصریٰ میں جو ملک شام کی سرحد پر ہے پہنچا۔ یہاں قوم متاسح آباد تھی۔ لیکن یہ لوگ نصرانی عیسائی تھے۔ یہ بڑی تجارت کی جگہ تھی۔ اور قافلہ یہاں پر نصرانی درویشوں کے معبد کے قریب ٹھہرا۔ ان درویشوں کے اہل برادری نے آنحضرت صلعم اور آپ کے چچا ابوطالب کی بڑی خاطر داری کی۔ انھیں درویشوں میں سے ایک نے جس کا نام بحیرا راہب تھا آپ کی بڑی منزلت کی۔ اور اُس

سے نے ابی طالب سے چلتے وقت کہا کہ اس لڑکے کی بڑی خبر گیری کرنا کہ یہود ان کے بڑے دشمن ہو نگے۔ اور آپ صلعم کی پیٹھ کی مہر نبوت کو دیکھ کر کہا کہ یہ نبی آخر الزماں ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملک شام کی منزلت فرماتے تھے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم جب اُس ملک میں گئے اور اللہ کی توحید پھیلائی۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شام کو چالیس ابدال سے دُنیا کی حفاظت کے واسطے ہمیشہ آباد رکھا ہے جب ایک اُن میں کا مر جاتا ہے تو دُوسرا اُس کی جگہ پر قائم ہو جاتا ہے۔ اور دوسرا قول آپ کا ہے کہ اہلِ شام کو بشارت ہو کہ اللہ کی رحمت کے فرشتے اپنا بازو اُس پر پھیلائے رکھتے ہیں۔

فصل چوتھی

ایک مرتبہ جب آپ صلعم کا سن شریف سولہ برس کا ہوا۔ آپ صلعم اپنے چچا زبیر کے ساتھ کہ اس کا تب کے مورث اعلیٰ ہیں یمن کو گئے۔ اور پھر دوسری مرتبہ انہیں کے ساتھ بنی ہوازن کی لڑائی میں گئے جس میں قوم کنانہ کی مدد اہل قریش نے بمقابلہ ہوازن کے کی تھی۔ اور آپ صلعم اس لڑائی میں تیر وغیرہ سے اپنے چچا زبیر کو مدد دیتے رہے یہ پہلا معرکہ تھا جس میں آپ ہتھیار بند ہوئے لیکن خود نہ لڑے صرف اپنے چچا زبیر کی حفاظت ڈھال وغیرہ سے اور تیروں کے مہیا کرنے سے کرتے رہے اہل عرب اس لڑائی کو الفجار کہتے ہیں کیونکہ یہ لڑائی ماہِ حرام میں ہوئی۔ اس کے بعد اکثر لوگوں نے آپ کو یمن اور شام کا امین مقرر کیا جس سے آپ کا تجربہ بڑھتا گیا۔ اور آپ کی استعداد اور لیاقت ظاہر ہو تی گئی۔ اور امین کا لقب پایا۔ اسی زمانہ میں شہر مکہ میں ایک بیوہ عورت تھیں جن کا نام خدیجہ تھا اور وہ قوم قریش سے تھیں۔ ان کے دو نکاح ہو چکے تھے اُن کے آخری شوہر نے کہ بڑے مالدار تاجر تھے انتقال کیا۔ اس لیے اُن کو خانگی امورات کی انجام دہی کے لیے کارندہ درکار ہوا۔ اُن کے بھتیجے قطیمہ آنحضرت صلعم

کے بڑے دوست تھے اور آپ صلعم کی لیاقت ذاتی اور خوبی سے خوب واقف تھے۔ اُنھوں نے خدیجہ سے آپ کی سفارش کی۔

خدیجہ نے آپ کا مشاہرہ المضاعف کیا۔ اور اُس قافلہ کے ساتھ جو شام کی طرف جانے والا تھا آپ کو روانہ کیا۔ اُس وقت حضرتؐ کا سن شریف بیس برس کا تھا اس سفر میں آپ صلعم کے ساتھ خدیجہ کے بھتیجے اور اُن کے غلام میسرہ بھی تھے اس کام کو آپ صلعم نے اس خوبی سے انجام دیا کہ جب آپ صلعم واپس آئے خدیجہ نے آپ کا مشاہرہ المضاعف کر دیا۔ خدیجہ نے اس کے بعد آپ صلعم کو یمن کی جانب روانہ کر دیا۔ اور جب یہ قافلہ پھرا خدیجہ کو آپ صلعم کا انتظار تھا۔ ہنوز آپ صلعم راہ میں تھے کہ خدیجہ نے سائباں سے دیکھا کہ کوئی چیز آپ کے سر پر سایہ کیے ہے۔ اس لیے اُن کو حضرتؐ سے اعتقاد ہوا اور اپنی دایہ سے کہا کہ دیکھو اللہ تعالےٰ نے اپنے پیارے پر فرشتوں سے سایہ کرایا ہے۔

اسی شام کے سفر میں ایک راہب نے جس کا نام نسطورا تھا آپ کی بڑی منزلت کی اور آپ کی اور آپ کے قافلہ کی دعوت کی اور کہا کہ آپ نبی آخرالزماں ہیں اور میسرہؓ نے یہ سب حال دیکھا اور سنا اور خدیجہ سے کہا۔

اب خدیجہ نے اپنے غلام میسرہ کے ذریعہ سے آپ صلعم کے پاس نکاح کا پیغام کیا میسرہ نے آپ سے کہا آپ کو تعجب ہوا۔ آخرش باتیں مقابل میں طے ہوئیں اور ایک روز نکاح کا قرار پایا خدیجہ کے باپ کو آپ صلعم کی غربت پر عذر ہوا تھا۔ لیکن خدیجہ نے نہ مانا نکاح کے روز خدیجہ نے بڑی دعوت کی جس میں اُن کے باپ حمزہ اور خواجہ ابی طالب بھی شریک تھے۔ خواجہ ابی طالب نے آپ صلعم کی طرف سے اور ورقہ نے خدیجہ کی طرف سے مبارکباد کی تقریر پیش کی۔ اور سبھوں نے بخوشی و خرمی اس کام کو انجام دیا۔

آپ صلعم نے اس کے بعد طعام ولیمہ کیا۔ اور ایک اونٹ ذبح کر کے سب کی دعوت کی اس وقت آپ کا سن شریف پچیس برس کا اور حضرت خدیجہ کی عمر چالیس سال کی تھی۔

فصل پانچویں

ابوالفدا مورخ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلعم میں کُل اوصاف جمع کیے تھے جس کی وجہ سے لوگ آپ صلعم کو امین کہتے تھے۔

آپ کی منصف مزاجی کے باعث اکثر لوگ امور متنازعہ میں آپ صلعم کو ثالث مقرر کرتے تھے۔ ایک واقعہ آپ صلعم کے تذکرے میں لوگ بیان کرتے ہیں کہ خانہ کعبہ میں آتش زدگی کے باعث آگ لگ گئی تھی اور اُس کی مرمت ہوتی تھی اس سبب سے سنگ اسود کو قائم کرنا ضرور ہوا۔ اس بارہ میں ایک نزاع متفرق قوموں کے سرداروں میں پیش ہوئی کہ کون شخص اس عہدے کا مستحق ہے کہ سنگِ اسود کو اپنی جگہ پر قائم کرے اور یہ سعادت حاصل کرے۔ آخرش یہ تصفیہ پایا کہ جو شخص کل کے روز حرم کے دروازے میں پہلے داخل ہو اُسی کا فیصلہ سب قبول کریں۔ اتفاقاً وہ شخص کہ پہلے داخل ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ صلعم نے اس امر میں یہ فیصلہ کیا کہ ایک لمبی چادر منگوائیے۔ اور اُس میں سنگِ اسود کو رکھ کر ہر قوم کے ایک ایک شخص کو پکڑنے کے واسطے کہا۔ اس طرح ہر شخص اُس کے اُٹھانے میں شریک ہوا۔ اور جب اپنی جگہ پر آیا تو حضرت صلعم نے اُس کو نصب کیا۔ اس فیصلہ سے ہر شخص راضی ہوا۔ خدیجہ کے بطن سے آپ کے چار بیٹیاں اور دو بیٹے ہوئے جن کا نام طیب طاہر اور قاسم تھا اور اسی وجہ سے آپ کو ابوالقاسم کہتے ہیں۔ لیکن اُنھوں نے بچپن ہی میں قضا کی۔ بعد نکاح کے کئی آپ صلعم نے کئی سفر شام اور یمن کے کیے لیکن آپ صلعم کے مال میں کچھ ترقی نہ ہوئی۔

روز بروز گھٹتا گیا۔ اب آپ کا خیال ریاضت اور عبادت کی طرف مائل ہوا۔ اور روز بروز
اُس میں ترقی ہوتی گئی۔ آپ کے اس خیال میں ورقہ بن نوفل خدیجہ کے چچیرے بھائی
بھی اکثر شریک رہتے جنھوں نے توراۃ و زبور اور انجیل کا ترجمہ عربی زبان میں کیا ہے۔
آپ صلعم کے دل میں توحید کی بڑی عظمت تھی۔ اور بُت پرستی سے کمال نفرت اسوقت
خانہ کعبہ بتوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور ہر روز کے واسطے ایک بُت تھا۔ اور بتوں کی تعداد
تین سو ساٹھ تک پہونچی تھی۔ کیونکہ سال میں تین سو ساٹھ روز ہوتے ہیں۔ اُن میں ایک
بڑا بت تھا جس کا نام ہُبل تھا وہ مُلک شام سے لایا گیا تھا اور سمجھا جاتا تھا کہ پانی برسانا
اُس کے اختیار میں ہے۔ ان میں حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل کی بھی تصویر تھی اور اُن کے
ہاتھوں میں تیر و کمان اور پانسے تھے۔

جس قدر آپ صلعم کے علم میں ترقی ہوتی گئی اُسی قدر بت پرستی سے نفرت بڑھتی
گئی آپ صلعم کے ادراک میں یہ باتیں آتی گئیں کہ پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً
بُت پرستی کے دُور کرنے کے واسطے بھیجا تھا چنانچہ نوح کا مبعوث ہونا اسی واسطے تھا
اور حضرات ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ اسی لیے پیغمبر ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید پھیلاویں
اور بُت پرستی دور کریں۔ اُن لوگوں نے دین کو سچی صورت میں قائم کیا تھا۔ آپ صلعم کو یہ
بھی تحقیق پہونچی تھی کہ یہ وہی زمانہ آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے توسل سے سچے دین
کو وسعت دیگا اور بت پرستی زائل کریگا۔ آپ صلعم اکثر فرماتے کہ ہم اپنے جد ابراہیم کے
مذہب کو مستحکم اور پاک کرنے کو آئے ہیں اور کوئی نیا مذہب قائم کرنے کو نہیں آئے
آپ اکثر پہاڑوں کے غاروں میں غائب ہو جاتے۔ آپ اکثر کوہ حرا کے غار میں
رہتے جو مکہ سے تین کوس کے فاصلے پر ہے اور شبانہ روز اُس میں بسر کرتے۔
آپ صلعم اکثر رمضان کے مہینے میں وہیں رہتے۔ ایک مرتبہ آپ صلعم چھ مہینے تک
برابر اسی طرح غائب رہے۔ آپ صلعم کو اکثر بیخودی کی حالت طاری ہوتی۔ اور زمین

پر پڑے رہتے خدیجہ جو کبھی اس تنہائی میں آپ کا ساتھ دیتیں ان حالتوں کو ملاحظہ کرتیں۔ آپ صلعم سے سبب دریافت کرتیں۔ اور جواب اسرار کے طور پر پاتیں۔ قبل نبوت کے بھی آپ صلعم کو سچے خواب اور دل کا انکشاف ہوتا تھا۔ آپ صلعم کو چالیس برس کی عمر میں نبوت ہوئی۔ اور اُس کی حالت یوں لکھی ہے کہ جب آپ غار حرا میں تھے ترقیات روحانی مصروف تھی کہ ایک روز رمضان کے مہینے میں کہ لیلۃ القدر تھی اور آپ منہ چھپائے سوتے تھے ایک آواز پکارتے ہوئے آپ نے سُنی۔ جب آپ نے منہ کھولا بڑی روشنی دیکھی کہ جس سے آپ کو بیخودی کی حالت طاری ہوئی جب پھر آگہی ہوئی ایک فرشتے کو آدمی کی صورت میں دیکھا کہ نزدیک آیا۔ اور اُس نے ایک ریشمی کپڑا دکھلایا جس پر لکھا تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اِقرار باسمِ رَبِّکَ الذِی الخ اور اُس فرشتے نے کہا کہ پڑھ۔ آپ نے فرمایا ہم پڑھنا نہیں جانتے۔ تب وہ فرشتہ آپ صلعم سے بغلگیر ہوا جس سے آپ صلعم پر علم کا نور چمکا اور موافق کہنے فرشتے کے آپ صلعم نے آخر تک پڑھا۔ جب آپ اُس تحریر کو پڑھ چکے تب اُس فرشتے نے کہا کہ ای محمد صلعم آپ نبی ہوئے۔ اور ہم اللہ کے فرشتے جبریل ہیں۔ آپ صلعم کے جسم مبارک پر اس کے بعد بھی لرزہ رہا اور آپ صلعم اسی حالت سے اپنے مکان میں آئے اور خدیجہ سے سب حال کہا لرزے کا جسم مبارک پر ہونا کیفیت کے آثار سے تھا۔ جس کو حضرات صوفیہ بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ دوسرے کو اس سے بہرہ نہیں۔ خدیجہ نے آپ صلعم کو مبارکباد دی اور فرمایا کہ ہم تمہاری پیغمبری پر پہلے ایمان لاتے ہیں اور آپ کی بہت تشفی کی خدیجہ نے اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس آپ صلعم کو لیجا کر کُل حال کہا اُنھوں نے کہا کہ ای خدیجہ تم سچ کہتی ہو۔ قسم اُس کی جس کے ہاتھ میں ورقہ کی جان ہے۔ یہ وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ ابن عمران پر نازل ہوا تھا اور تمھارے شوہر کا بیان نہایت صحیح ہے۔ اور وہ فی الحقیقت پیغمبر ہیں۔ جب آپ صلعم نے ورقہ کا بیان سُنا آپ صلعم کو سکون ہوا اور کیفیت پہلی زائل ہو گئی۔ جب ابوبکر نے جن کا نام عبداللہ ابن

ابوقحافہ تھا یہ خبر سُنی فوراً ایمان لائے یہ آپ صلعم کی کم سنی سے بڑے دوست تھے اور کاموں کے مشیر۔ اور لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت علی ایمان لائے۔

فصل چھٹویں

کچھ عرصے تک آپ صلعم نے اپنی نبوتؐ[1] کے اعلان کرنے میں تامل کیا۔ پہلے ایمان لانے والوں میں آپ صلعم کے خادم زید بن الحارث ہی تھے جو قوم کلب سے تھے۔ اُن کو قوم قریش کی ایک جماعت نے لڑکپن میں قید کیا اور بیچ ڈالا اُن کو ورقہ بن نوفل

[1] واضح رہے کہ توراۃ اور زبور ایسی کتابیں ہیں کہ جن پر تین گروہوں کو اعتبار ہے یعنی یہود، نصارا اور مسلمان۔ اور علاوہ ان کے جتنی کتابیں ہیں سوائے ایک قوم کے اُس کو دوسری قوم اعتبار نہیں کرتی جیسے بید یا زردشت کی کتاب اور انجیل کو دو قوم اعتبار کرتی ہیں نصارا اور مسلمان اس صورت میں جو باتیں ان تینوں کتابوں سے ثابت ہوں اُن سے زیادہ محقق اور قابلِ اعتبار دوسری بات نہیں ہے اور ان تینوں کتابوں سے ہمارے حضرت محمد صلعم کی نبوت ثابت ہے چنانچہ بعض باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ توراۃ کی جلد ثانی میں ہے کہ آفتاب جمال پیغمبری کا فاران کے پہاڑ سے (کہ مکّہ کے پہاڑ کا نام ہے) چمکے گا اور وہ بنی اسرائیل سے ہوگا اور اُس کو متوکل کہیں گے اور اُس کی اُمت کے لوگ تکبیر میں مشغول ہونگے اور چار عضو کا وضو کرینگے۔ اور انجیل میں مذکور ہے کہ عیسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ جب فارقلیطا یعنی محمدؐ صلعم مبعوث ہوں جو اُن کا زمانہ پاوے ایمان لاوے۔ اور انجیل برناباس میں کہ پانچویں جلد انجیل کی ہے عیسائیوں نے چھپایا اور ترجمہ نہ کیا جابجا صاف لفظ محمدؐ آیا ہے اور بالکل آپ کی تعریف ہے۔ سیلس کے ترجمہ قرآن میں انجیل برناباس کا ذکر ہے۔

اور زبور داؤدؑ میں لکھا ہے کہ لے داؤدؑ شمشیر حمائل کر اور لڑائی میں آ یہانتک کہ امت تیری طرف مخاطب ہوں اور پیغمبر ہاشمی خلق کو تلوار کے زور سے اپنا مطیع کرے۔ اور شعیبؑ کے صحیفہ میں ہے کہ میرا ایک بندہ ہے کہ مُہر نبوت اُس کے مونڈھوں کے درمیان میں ہے۔ ۱۲

نے خرید کر کے حضرت خدیجہ کے نذر کیا حضرت خدیجہ نے آں حضرت کو نذر کیا کئی برس کے
بعد جب زید کے باپ کو خبر ملی تو آئے اور بہت کچھ زر فدیہ دینا چاہا۔ آپ صلعم نے زر فدیہ لینے
سے انکار کیا۔ اور فرمایا کہ اگر وہ جانے کو چاہیں تو ہم اُن کو اجازت دیتے ہیں۔ زید نے باپ
کے ساتھ رہنے سے انکار کیا۔ اور آپ کی خدمت بابرکت کو اپنی رہائی پر ترجیح دی۔ اس لیے
آپ صلعم نے اُن کو آزاد کیا اور متبنٰے کیا۔ لیکن واضح رہے کہ اہل اسلام میں متبنیٰ کو ترکہ نہیں ملتا ہے
جیسا موافق اہلِ ہنود کے مذہب کے اُن کو ترکہ ملتا ہے۔ کیونکہ کوئی شخص بیٹا کہنے سے اصلی
بیٹا نہیں ہوتا ہے اسی وجہ سے جب زید متبنیٰ نے اپنی بی بی زینب کو بسبب ناموافقت مزاج
کے طلاق دیا تو آپ صلعم نے اُن سے بحکم خدا نکاح کیا۔ اور اسکا ذکر قرآن میں بھی آیا ہے
چونکہ کفار آپ صلعم پر طعن کرتے تھے کہ اپنے بیٹے کی بی بی سے نکاح کیا اس لیے قرآن
مجید میں بھی وارد ہوا کہ محمدؐ کسی مرد کے باپ نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور
زید کا نکاح زینب سے جو ہوا وہ بھی آپ ہی نے کیا تھا۔ اور ایک انگریز ڈیونپورٹ نے
بھی اس اعتراض کا کفار کے جواب دیا ہے کہ آں حضرت صلعم کے نکاح میں جو تعدد ہوا
وہ بعد پچاس برس کی عمر کے ہوا تھا یعنی بعد وفات خدیجہؓ کے

اللہ کے حکم اور حکمت سے

تھا۔ آپ صلعم کی نبوت کے اظہار سے اپنی قوم کے لوگ یعنی اہل قریش اور بنی امیہ اور
بعض بنی ہاشم آپ صلعم کے مخالف ہوئے۔ قوم قریش اور بنی امیہ کا سردار اُس وقت
ابوسفیان ابن حرب تھا۔ جو امیہ کا پوتا اور عبدالشمس کا پرپوتا تھا یہ شخص نہایت مالدار ذی اقتدار
اور شجاع تھا۔ اور عرصہ دراز تک آپ صلعم کا دشمن جانی رہا۔ اس سبب سے آپ تین برس
تک اسلام کی دعوت پوشیدہ کرتے رہے چنانچہ تین برس میں اہل اسلام کی تعداد صرف
اُنتالیس تک پہنچی۔ ان میں سے اکثر مسکین مسافر اور غلام تھے۔ یہ لوگ اپنی نماز اپنے گھروں

میں یا پہاڑوں کے دروں میں چھپ کر پڑھتے تھے لیکن اس کام کے چھپانے سے بھی
اُن پر کفاروں کا ظلم رہا۔ چنانچہ یہ لوگ پوشیدہ ایک جگہ فراہم تھے کہ اُن پر لوگ آپڑے
جن میں سے ایک کے سر کو سعد بن ابی وقاص نے زخمی کیا۔ اور اُس تاریخ سے اُن کی
ممتازی اسی وجہ سے ہوئی کہ اُنھوں نے کافر کا خون پہلے بہایا آپ صلعم کے بڑے مخالفین
سے آپ کا چچا ابولہب تھا جو نہایت مالدار اور مغرور اور بدمزاج تھا۔ اُس کے بیٹوں عتبہ
اور عتیبہ سے آپ کی بیٹیوں ام کلثوم اور رقیہ کی شادی کم سنی میں ہوئی تھی۔ اور ابی لہب
کی بی بی ابی سفیان کی بہن اُم جمیل تھی اور ابی لہب کی مخالفت بسبب اُس کی زوجہ کے تھی
کہ اُس کا وہ نہایت فرماں بردار تھا۔ آپ صلعم کو اس مخالفت سے ام کلثوم اور رقیہ پر
نہایت تاسف ہوتا آپ صلعم کو اس مخالفت سے سخت تردد تھا۔ کوئی آپ کو مجنوں کہتا۔ کوئی
تخبط پر محمول کرتا تھا خاص کر ام جمیل ابی سفیان کی بہن نہایت تنگ کرتی کہ دوسری وحی نازل
ہوئی جس میں حکم ہوا کہ اعلان حق علانیہ کرو اور اہلِ قرابت کو اسلام کی دعوت کرو۔
چنانچہ اپنی نبوت کے چوتھے برس میں آپ صلعم نے کوہ صفا پر اپنی قوم بنی ہاشم کو فراہم کیا
اور اظہار اپنی نبوت کا کیا۔ اس پر ابولہب نہایت رنجیدہ ہوا اور اُس کی بی بی اُم جمیل نے
پتھر سے مارا۔ اسی باعث سے سورۂ تبت یدا نازل ہوئی جس میں ذکر ہے کہ ابی لہب کے
ہاتھ ٹوٹیں گے اور اُس کی بی بی لکڑیوں کا بوجھ لیجائے گی جو جہنم کا ایندھن ہوگا اور
اُن کی گردنوں میں مونج کی رسی ہوگی۔ اس پر مجمع منتشر ہوگیا۔ اور ابی لہب اور اُس کی
زوجہ کو اس قدر رنج ہوا کہ اپنے بیٹے عتبہ اور عتیبہ کو ترغیب دی کہ آپ کی بیٹیوں کو طلاق
دیدیں۔ اور اُنھوں نے ایسا ہی کیا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد اُن کے نکاح عثمان بن عفان سے
ہوئے۔ ان باتوں سے آپ کی دعوت اسلام کے طریقے میں فرق نہ آیا۔ اور آپ صلعم نے
بنی ہاشم کی دعوت اپنے مکان میں کی۔ اور لوگوں کو کھانا کھلایا۔ آپ صلعم علانیہ اپنی
نبوت کا اظہار کرتے۔ اور جبل حرا اور ابو قبیس پر اکثر وعظ فرماتے اور مذہب عیسائی

اور موسوی کی تنسیخ کی بہ نسبت ذکر کرتے۔

فصل ساتویں

جب کفار قریش مسلمانوں پر زیادتی کرنے لگے۔ تو آپ صلعم نے اپنے اصحاب کو ہجرت کی اجازت دی۔ اور اکثر مسلمان ملک حبشہ کو چلے گئے۔ اُن میں آپ صلعم کے چچا کے بیٹے جعفر طیار اور آپ کے داماد عثمان بن عفان بھی تھے۔ اور آپ کی صاحبزادی رقیہ اُن کے ساتھ تھیں۔ بادشاہ حبشہ جس کو نجاشی کہتے تھے مسلمانوں پر نہایت مہربان ہوا۔ اور اُن کو رہنے کے لیے جگہ دی۔ جب یہ خبر کفار قریش کو ملی حسد کی آگ میں جل گئے۔ اور ایک قافلہ جس کا سردار عمرو ابن العاص کو بنایا مع اسباب تحفہ حبشہ کو روانہ کیا۔ عمرو ابن العاص نے تحفے سب نجاشی کے حضور میں گذران کر مسلمانوں کی شکایت کی۔ نجاشی نے مسلمانوں کو طلب کر کے فریقین کی گفتگو سنی۔ اور جعفر طیار کی تقریر کو بہت پسند کیا۔ اور کہا کہ کاش بادشاہی کی خدمت مجھسے متعلق نہوتی تو میں پیغمبر عربی کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ اور تحفہ سب کفار قریش کا پھیر دیا۔ اس سبب سے کفار مکہ اور بھی جلے۔

ایک شخص ابوجہل نامی کفار قریش سے تھا۔ حال مذکور کو سنکر نہایت غصہ ہوا۔ اور اپنے مجمع میں بولا کہ جو آدمی آپ صلعم کا سر کاٹ کر لاوے اُس کو سو اونٹ یا چالیس ہزار دینار انعام دینگے۔ اس پر عمر بن الخطاب نے جن کا سن اُس وقت چھبیس برس کا تھا اور شخص قوی الجسم تھے اُس کی ذمہ داری اپنے ذمہ لی۔ اور حضرت صلعم کی جستجو میں روانہ ہوئے راہ میں حضرت نعیم رض سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا کہ اے عمر تم کہاں جاتے ہو جواب دیا کہ محمد صلعم کے قتل کو۔ نعیم نے کہا کہ تم بنی ہاشم کے انتقام سے نہیں ڈرتے عمر نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی مسلمان ہوگئے بہتر ہے کہ پہلے تمھیں کو قتل کرلیں۔ نعیم نے کہا کہ ہم مذہب آبائی پر ہیں لیکن تمہارے بہن اور بہنوئی جو مسلمان ہوئے ہیں پہلے اُن کو قتل

کرلو کہ تمہاری قرابت قریبہ سے ہیں عمر نے کہا مسلمان ہونے کی کیا پہچان ہے۔ نعیم نے جواب دیا کہ وہ تمہارا ذبیحہ نہیں کھاوینگے۔ اس پر عمر اپنی بہن کے مکان کو چلے۔ اور حضرت خباب صحابی گھر کا دروازہ بند کر کے اُن کی بہن کو سورۂ طٰہٰ کہ اُسی زمانہ میں نازل ہوئی تھی تعلیم کرتے تھے کہ عمر نے دروازے پر آواز دی۔ حضرت خبّاب اُس وقت چُھپ گئے۔ اور عمر نے گھر میں داخل ہو کر ایک بکری آپ سے ذبح کی۔ اور اپنی بہن اور اُن کے شوہر سعید بن زید کی کہ اصحاب عشرہ مبشرہ سے ہوئے دعوت کی لیکن اُن لوگوں نے کھانے سے انکار کیا اس پر عمر نے اُن لوگوں کو خوب مارا کہ سر اور رخسارے سے خون جاری ہوا۔ اس پر اُن کی بہن نے کہا کہ اگر مجھکو مار بھی ڈالیے تب بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت سے ہم درگذر نہ کرینگے اور اُن کی پیروی سے باہر نہونگے۔ اس بات سے عمر کے دل میں رحم آیا۔ اور نور ایمان پرتو افگن ہوا۔ اور کہا کہ تم کیا پڑھتی تھیں سناؤ اس پر سورۂ طٰہٰ سُنائی اور جب آیہ کا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی پڑھا عمر نے کہا کیا اچّھا کلام ہے۔ حضرت خبّاب کو اس بات کے سننے سے یقین ہوا کہ عمر کے دل میں ایمان کا اثر آیا اور پردے سے نکل کر کہا کہ اے عمر مبارک ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا تمہارے حق میں قبول ہوئی۔ اور اُن کو اپنے ساتھ حضرت صلعم کے پاس لے گئے۔ آپ صلعم نے عمر سے معانقہ کیا کہ جوڑ جوڑ سے عمرؓ کے آواز آئی اور اُنھوں نے کلمۂ طیب پڑھا۔ جب عمرؓ ایمان لائے مسلمانوں کی تعداد چالیس ہوئی۔ اور یہ واقعہ سنہ ۶ بعثت میں ہوا۔ اور اسی وقت سے ارکان اسلام لوگ مسجد حرم میں علانیہ ادا کرنے لگے۔ اسی سال حضرت صلعم کے چچا امیر حمزہ جو بڑے شجاع تھے ایمان لائے۔

فصل آٹھویں

آپ صلعم کے چچا خواجہ ابی طالب ہر حال میں آپ صلعم کے حامی تھے۔ بلکہ کفار

قریش اسی وجہ سے اُن کے خلاف ہوگئے اور لڑنے پر آمادہ ہوئے۔ اس وجہ سے انھوں نے مع قوم بنی ہاشم اور بنی مطلب کے ایک پہاڑ کی گھاٹی میں آپ صلعم کے ساتھ پناہ پکڑی۔ اور کفّار قریش نے ایک عہدنامہ آپس میں کرکے خانۂ کعبہ میں لٹکایا۔ جس کی رو سے سبھوں نے بنی ہاشم اور بنی مطلب سے قطع رحم کیا۔ اور رسم و راہ اور خرید فروخت بازار کا بند کر دیا جس کے باعث سے ابی طالب مع بنی ہاشم اور بنی مطلب کے تین برس تک بڑے تنگ حال میں رہے۔ آخرش جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعوں سے معلوم ہوا کہ اُس عہدنامہ کو کیڑوں نے کھا لیا اور سوائے اللہ تعالیٰ کے نام کے اُس میں کچھ باقی نہ رہا۔ اس حال کو ابی طالب نے کفار قریش سے کہا اور سمجھایا کہ اگر یہ خبر محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح ہو تو مناسب ہے کہ سب لوگ اُن پر ایمان لاؤ اور اگر ایسا نہ کرو تو یہ ضرور کرو کہ عہدنامہ کو منسوخ سمجھو۔ جب کفار قریش نے عہدنامہ کے نسبت خبر ٹھیک پائی ایمان تو نہ لائے لیکن عہدنامہ کو منسوخ کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع بنی ہاشم اور بنی مطلب کے پہاڑ کی گھاٹی سے باہر نکل آئے۔ اور سابق دستور مکہ میں رونق افروز ہوئے اور وعظ و نصائح میں مصروف رہے۔ دسویں سال میں بعثت کے خدیجہ اور خواجہ ابی طالب نے انتقال کیا اس سے آپ کو نہایت غم ہوا۔ اور آپ صلعم نے اس سال کا نام سنۃ الحزن رکھا خواجہ ابی طالب نے اگرچہ اقرار لسانی نہیں کیا یعنی کسی کے سامنے کلمۂ طیب نہیں پڑھا لیکن حضرت صلعم کے ساتھ بہت محبّت کرتے تھے اور لوگوں کو آپ صلعم کے دین کی طرف دعوت فرماتے بعد انتقال خدیجہ کے آپ صلعم نے دو عقد اپنے کیے۔ ایک حضرت سودا سے جو ثیبہ تھیں (یعنی ایک نکاح اُن کا ہو چکا تھا) اور دوسرا عائشہ بنت ابی بکر سے کہ باکرہ تھیں اور آپ صلعم کی بی بیوں میں سوائے عائشہ صدیقہ کے سب ثیبہ تھیں عائشہ کا سن شریف وقت نکاح کے سات برس کا تھا۔ آپ صلعم کی بی بیوں میں سب سے زیادہ عائشہ کو عزیز رکھتے

جو بڑی عالمہ اور سمجھ دار تھیں۔ قریب دو ثلث کے حدیثوں میں اُن سے روایت ہے اور اکثر اصحاب قرآن اور حدیث کی صحت اُن سے کرتے تھے۔

فصل نویں

اہل مکہ جب آپ صلعم کے پند و نصائح کی طرف مخاطب نہ ہوئے بلکہ طرح طرح کی ایذا دینے لگے تو آپ صلعم نے طائف کا قصد کیا۔ اور آپ صلعم وہاں تشریف لے گئے لیکن طائف کے لوگ بھی مخاطب نہ ہوئے بلکہ آپ صلعم پر ڈھیلے پھینکنے لگے۔ اور آپ کا پائے مبارک زخمی ہوا۔ آپ صلعم وہاں سے مکہ کو واپس آئے۔ اور صرف غیر شہر والوں کو جو بنظر تجارت یا زیارت کعبہ کے آتے پند و نصائح فرماتے اور اسلام کی دعوت کرتے بعثت کے گیارھویں سال میں مدینہ کی قوم انصار سے کچھ لوگ مکہ میں آئے اور آپ کی دعوت میں شریک ہوئے۔ اور چھ آدمی اُن میں سے مسلمان ہو گئے مدینہ کی قوم یہود اور قوم انصار میں برابر تکرار رہتی اور قوم یہود جب مغلوب ہوتی تو کہتی کہ نبی آخر الزماں کے ظہور کا زمانہ آپہونچا ہم لوگ اُن کے ساتھ ہو کر تم سے لڑینگے اور تم پر غالب آوینگے۔ جب انصار مدینہ مکہ میں پہونچے اور خبر آپ کی نبوت کی دعوت کی سُنی سمجھے کہ یہ وہی پیغمبر ہیں جن کی خبر یہود دیتے ہیں اور مسلمان ہو گئے اور اسلام لانے میں پیش قدمی کی کہ یہودیوں پر اب بھی غالب رہیں۔ اور ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ ہم آیندہ سال پھر آوینگے اور زیارت سے مشرف ہونگے۔ جو انصار کہ مدینہ کو واپس گئے اُن سے آپ کی نبوت کی خبر گھر گھر پھیلی۔ اور ۱۲ بعثت میں بارہ آدمی انصار کے آئے۔ پانچ آدمی اُن میں کے مومن تھے۔ اور نئے سات آدمی ایمان سے مشرف ہوئے اور اُن لوگوں نے ایک پہاڑی کی گھاٹی پر معاہدہ کیا کہ اگر آپ مدینہ شریف لیجاویں تو ہم لوگ آپ کے حامی رہیں گے۔ اور آپ صلعم کے دشمن سے جو ایذا رسانی کو جائے گا لڑینگے ۔

اسی کو پہلا معاہدہ عقبہ کا کہتے ہیں۔ عقبہ کے معنی گھاٹی کے ہیں۔ جب یہ لوگ مدینہ کو جانے لگے تو آپ صلعم نے حضرت مصعب کو کہ فقیہہ اور قاری تھے قرآن اور فقہ سکھانے کے واسطے اُن کی خواہش کے موافق ساتھ کر دیا۔ اُن کے وعظ و نصائح سے مدینہ کے تمام انصار میں ایمان پھیل گیا۔ اور تیرھویں سال میں بعثت کے ستر آدمی مدینہ کے انصار سے آپ صلعم کے حضور میں حاضر آئے اور آپ صلعم سے بدل تشریف بری کے طالب ہوئے تب دوسرا معاہدہ عقبہ کا تکمیل پایا۔

فصل دسویں

ایک شب رجب کے مہینے میں بارھویں سال میں بعثت کے جب آپ صلعم ام ہانی کے گھر میں سوتے تھے اور سب لوگ خواب میں تھے کہ جبریل آپ صلعم کے پاس آئے اور اُٹھا کر آپ کو اپنے ساتھ کعبہ کے حرم میں لے گئے اور آپ کا شق صدر کیا اور مثل سابق کے شستہ اور صاف کر کے پھر بند کر دیا۔ اور آپ کو ایک بہشتی جانور پر جس کو براق کہتے ہیں سوار کر کے مسجد اقصیٰ میں لے گئے جو بیت المقدس میں ہے۔ وہاں سب انبیا کی ارواحوں سے ملاقات ہوئی اور آپ صلعم نے سبھوں کے ساتھ نماز میں امامت کی۔ اور وہاں سے روانہ ہو کر صدرۃ تک پہونچے کہ ایک درخت ساتویں آسمان پر ہے۔ یہاں پر حضرت جبریل رہ گئے۔ اور اُنھوں نے کہا کہ اگر ہم آگے بڑھیں تو ہمارے بال و پر تجلّی کی روشنی سے جل جائیں گے۔ اسی جگہ براق بھی رہ گیا۔ اور آپ ایک تخت پر جس کو رفرف کہتے ہیں روانہ ہوئے۔ اور قرب الٰہی سے فائز۔ جو دیکھا سو دیکھا سُنا سو سُنا اور اسی اثنا میں بہشت اور دوزخ کی بھی سیر کی۔ اور ہر امت کا مقام ملاحظہ فرمایا۔ اور جب واپس آئے تو آن کی آن میں آپہونچے۔ اس میں علما کو اختلاف ہے کہ یہ سیر آپ کا جسمانی تھی یا روحانی۔

بعد عقبۂ ثانی کے معاہدہ کے آپ صلعم نے اپنے اصحاب کو مدینہ کی جانب ہجرت کی
اجازت دی اور ایک ایک کر سبھوں نے ہجرت اختیار کی۔ صرف خود بدولت صلعم اور
حضرت ابو بکرؓ مع اپنے متعلقان اور حضرت علیؓ رہ گئے ایک روز ابو جہل نے آپ کے قتل
کا مشورہ کیا اور یہ خبر آپ کو مل گئی۔ آپ صلعم فوراً ابو بکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ ابو جہل نے
ایسا مشورہ کیا ہے اور میرا قصد آج کی شب ہجرت کا ہے اور تم ساتھ چلنا۔ حضرت ابو بکرؓ نے
فرمایا کہ میں نے دو اونٹ اسی لیے خرید رکھے ہیں۔ آپ صلعم نے ایک اونٹ کی قیمت
حضرت ابو بکرؓ کو دی اگرچہ اُنھوں نے اُس کے لینے میں بہت عذر کیا۔ جب آپ
صلعم اپنے گھر واپس آئے اسی رات حضرت علیؓ آپ کے پاس تشریف لائے اور
جو امانت کہ آپ صلعم کے پاس اہل مکہ کی تھی اُس کو حضرت علیؓ کے حوالہ کیا کہ اہل
مکہ کو دیدینگے اور فرمایا کہ اگر کوئی میری تلاش میں اس گھر میں آوے نہ ڈرنا کہ تم
کو کچھ نہ کہیں گے۔ اور اپنے بچھونے پر حضرت علیؓ کو سونے کی اجازت دی۔ اُسی وقت
کفاروں نے آپ کے مکان کو آگھیرا۔ لیکن آپ صلعم نے ایک مشت خاک اُن کی طرف
پھینکی اور اُن کے درمیان سے نکل آئے اور اُنھوں نے آپ صلعم کو نہ دیکھا۔ اور
آپ صلعم ابو بکرؓ کے مکان پر آپہونچے۔ اور اُنھوں نے غار ثور تک آپ صلعم کو اپنے
کندھوں پر لیجا کر پہنچایا۔ جب کفار قریش آپ صلعم کے مکان میں داخل ہوئے
اُنھوں نے حضرت علیؓ کو آپ صلعم کے بستر پر پایا۔ اور اُن سے پوچھا کہ محمدؐ صلعم کہاں ہیں
اُنھوں نے لاعلمی بیان کی۔ کفار نے حضرت علیؓ سے مواخذہ نہ کیا اور مکان سے نکل کر
آں حضرت صلعم کی جستجو میں ہوئے۔ لیکن آپ صلعم کو نہ پکڑ سکے۔ آپ صلعم تین روز تک مع
ابو بکرؓ کے غار ثور میں رہے۔ وہاں ایک سانپ نے اُن کو کاٹا لیکن آپ صلعم کے
لعاب دہن لگانے سے چنگا ہو گیا۔ اور زہر کا اثر نہوا۔ آیت ثانی اثنین سے ابو بکرؓ کی
منزلت معلوم ہوتی ہے۔ اس غار کے مُنھ پر عامر ابن فہیرہ جو آزاد غلام ابو بکرؓ کے تھے

اپنی بکری چرایا کرتے تھے اور اُن بکریوں کا دودھ دونوں صاحبوں کو پلایا کیے۔ اور رات کو عبدالرحمن بن ابوبکرؓ غار میں آتے اور آپ صلعم اور اپنے باپ کو کفاروں کے مشورے سے خبر دیتے۔

چوتھے روز حسب فرمانے آں حضرت صلعم کے حضرت عبدالرحمن بن ابوبکرؓ نے اونٹ کو غار کے مُنھ پر بھیجا۔ اور وہاں سے آپ صلعم مع ابوبکرؓ اور عامر بن فہیرہ کے روانہ ہوئے شتربان جو آپ صلعم کے ساتھ ہوا اُس کا نام اریقط تھا۔ اور آپ صلعم سواحل کی راہ سے چلے اثنائے راہ میں جب آپ صلعم ام معبد کے خیمہ میں پہنچے آپ صلعم نے اُس سے گوشت اور چھوارے طلب کیے لیکن اُس کے پاس نہونے سے اُس نے معذرت کی تب آپ نے ایک دُبلی بوڑھی بکری اُس کے خیمہ کے گوشے میں دیکھی۔ آپ نے اُس کے دوہنے کی اجازت مانگی۔ ام معبد نے جواب دیا کہ آپ کو اختیار ہے لیکن وہ ایک عرصہ سے دُودھ نہیں دیتی ہے آپ نے اُس میں ہاتھ لگایا دوہنا شروع کیا۔ اُس میں اس قدر دودھ ہوا کہ آپ صلعم کے ساتھیوں نے اور ام معبد نے سیر ہوکر پیا اور اس قدر دودھ بچ رہا کہ ابومعبد جب آیا اُس نے پیا۔ اور دونوں آدمی بعد فتح مکہ کے مسلمان ہوئے

جب آپ صلعم کی ہجرت کی خبر مشہور ہوئی کفار قریش نے منادی کردی کہ جو شخص آں حضرت صلعم کا سر لاوے اُس کو سو اونٹ اور جو ابوبکرؓ کا سر لاوے اُسے بھی سو اونٹ انعام دیے جاوینگے۔ اسپر ایک شخص سُراقہ جس کا گھر مدینہ کی راہ پر تھا اس خبر سے مطلع ہوا۔ اور جستجو میں رہا کسی نے آپ صلعم کو اونٹ پر دیکھکر اُسے جاکر خبر دی۔ وہ گھوڑے پر سوار پیچھے سے آپہنچا! اور آپ صلعم کو قرائن سے معلوم ہوا کہ یہ شخص میری گرفتاری کو آتا ہے۔ اس سبب سے آپ صلعم نے فرمایا کہ اے زمین اس کے گھوڑے کو نگل جا۔ اس پر اُس کا گھوڑا آتا پڑا تو زمین میں دھنس گیا لیکن اُس نے اپنے اس فعل سے توبہ کی اور التجا کرنے لگا تب آپ نے اُس کی خلاصی کی دعا کی اور اُس کا گھوڑا صحیح و

سالم زمین سے نکل آیا۔ اور وہ بعد فتح مکہ کے مسلمان ہوا۔

فصل گیارھویں

جب مدینہ کے انصار کو آپ صلعم کی ہجرت کی خبر ملی روزانہ پہاڑ پر آتے اور آپ صلعم کے منتظر رہتے اور جب دھوپ نہ برداشت ہوتی مکان کو آتے یہاں تک کہ آپ صلعم مدینہ کے قریب پہنچے۔ اور انصار مدینہ انتظار دیکھ کر مکان کو واپس جانے لگے۔ کہ ایک یہود نے آپ صلعم کے اونٹ کو دور سے دیکھ کر انصاف کو پکارا کہ ھذا جدکم اور وہ لوگ فوراً پہاڑ پر چڑھ آئے۔ اور آپ صلعم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ انصار کی لڑکیاں بھی آپ صلعم کے آنے کی تہنیت میں غزلیں گاتی ہوئیں پیش قدمی کو آئیں۔

جب آپ مدینہ میں داخل ہوئے چودہ روز تک محلہ قبا میں رہے اور یہ جگہ اگرچہ شہر سے باہر ہے لیکن شہر کے محلوں میں اس کا حساب ہے۔ تیسرے روز وہاں حضرت علیؓ بھی آپ صلعم کے پاس مع الخیر آ پہونچے۔ آپ صلعم نے شہر مدینہ کے اندر داخل ہونے کا قصد کیا۔ اس پر ہر شخص کو آرزو تھی کہ آپ صلعم میرے مکان کے قریب مقام کریں۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ میرا اونٹ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مامور ہے اور ہم وہیں ٹھہریں گے جہاں وہ آپ سے بیٹھ جائے گا۔ آخرش آپ صلعم کا اونٹ اُس جگہ بیٹھا جو مقام حضرت ابو ایوب انصاری کے مکان کے قریب تھا اب اُسی جگہ منبر نبوی ہے۔ اُس زمین کو جہاں اونٹ بیٹھا تھا حضرت ابوبکرؓ نے دس دینار کو خرید کیا اور مسجد نبوی اور حجرہ ازواج طیبات اُسی زمین میں بنا کیا قبل تیار ہونے حجرۂ ازواج طیبات کے آپ صلعم نے اپنا اسباب ابو ایوب انصاری کے مکان میں اُتارا اور انہوں نے آپ صلعم کو اعلےٰ درجہ میں رہنے کی جگہ دی۔ ابو ایوب کو آنحضرت صلعم کی ہجرت کی خبر بطور پیشین گوئی کے اپنے مورث اعلیٰ سے پہونچی تھی۔ اور ایک نوشتہ بادشاہ یمن کا تھا جس میں آپ صلعم کی ہجرت کی خبر درج

تھی۔ اور اُن کے خاندان میں برابر چلا آیا تھا اُنھوں نے وہ بھی آپ کے سامنے پیش کیا ابوایوب انصاری کی قبر دارالاسلام قسطنطنیہ میں اس وقت موجود ہے۔ وہ امیر معاویہؓ بن ابی سفیان کے زمانہ خلافت میں ایک لشکر کے ساتھ جس کے سالار سفیانؓ تھے اور جس میں امام حسین اور یزید بن معاویہ بھی تھے ۵۰ھ ہجری میں جو قسطنطنیہ کے محاصرہ کے واسطے بھیجا گیا تھا شہید ہوئے۔ اور وہیں دفن ہوئے۔

فصل بارھویں

سنہ ۱ھ پہلی ہجری میں ایک بڑے عالم قوم یہود کے جن کا نام عبداللہ بن سلام تھا اسلام سے مشرف ہوئے۔ انھوں نے پہلے آں حضرت صلعم سے سوال کیا کہ بہشت میں پہلی غذا آدمیوں کی کیا ہوگی۔ اور پہلی علامت قیامت کی کیا ہوگی۔ اور لڑکا کس سبب سے باپ کی جانب مشابہت رکھتا ہے اور کس سبب سے ماں کی جانب۔ آپ صلعم نے جواب دیا کہ پہلی غذا اہل جنّت کی مچھلی کا جگر گوشہ ہوگا۔ اور پہلی علامت قیامت کی آگ ہوگی کہ لوگوں کو مشرق سے مغرب کو ہانک لائیگی۔ اور جب نطفہ ماں کا غالب ہوتا ہے تو لڑکا ماں یا اُس کے اقران کے مشابہ ہوتا ہے۔ اور جب نطفہ باپ کا غالب ہوتا ہے لڑکا باپ کے مشابہ ہو یا اُسکے اقران کے مشابہ ہوتا ہے۔

اسی سال حضرت سلمانؓ فارسی بھی دولت ایمان سے مشرف ہوئے۔ ان کا سن شریف اس وقت سو برس کے قریب تھا۔ پہلے یہ مجوسی تاجر تھے۔ پھر یہودی ہوگئے۔ پھر مذہب نصاریٰ قبول کیا۔ اور کتب سابقہ کے عالم ہوئے۔ اور بعض علما متو کو نبی آخرالزماں صلعم کے کتب سابقہ سے دریافت کرکے اور مدینہ کو اُن کی جائے ہجرت جان کر وہیں مقیم ہوئے۔ اور کسی وجہ سے ایک نصاریٰ کی غلامی میں در آئے۔ جب

آں حضرت صلعم ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے۔ تو آپ صلعم کے پاس کوئی چیز وہ مثل صدقہ کے لائے۔ آپ صلعم نے اُس کو قبول نہ کیا۔ پھر کچھ چیز بطور ہدیہ کے پیشکش کیا۔ آپ صلعم نے اُس کو لے لیا۔ پھر کسی طرح آپ صلعم کی پشت کی مہر نبوت کو دیکھ کر فوراً ایمان لائے۔ آپ نے فرمایا کہ اب صورت اپنی آزادی کی کرو۔ اُن کے آقا نے شرط آزادی کی یہ کی کہ مسلمان ایک باغ لگاویں جب وہ بار ور ہوگا اور نیز جب ایک وقیہ سونا دیں گے تب آزاد ہونگے۔ حضرت سلمانؓ کی خاطر آپ صلعم نے باغ لگایا۔ اور درخت اپنے ہاتھوں سے نصب کیئے۔ اور وہ درخت اُسی سال میں آپ کے ہاتھ کی برکت سے بار ور ہوئے۔ اور کچھ سونا کہ غنیمت میں آیا تھا سلمانؓ کے حوالہ کیا۔ لیکن حضرت سلمانؓ کو اُس کے ایک اوقیہ ہونے میں شک ہوا تو آپ صلعم نے اپنا لعاب دہن لگایا۔ اور کہا کہ تو لو پورا ہوگا۔ چنانچہ جب تولا گیا تو پورا اُترا۔ حضرت سلمانؓ کے انتساب باطنی کی تکمیل حضرت ابو بکرؓ سے تھی اور اُن سے قاسم بن محمد بن ابی بکر خیر التابعین فیضیاب ہوئے۔ حضرت سلمانؓ کی وفات ۳۳ھ ہجری میں ہوئی۔ واضح رہے کہ امام جعفر صادقؓ نواسہ قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ کے تھے پہلے اپنے نانا سے مستفید ہوئے۔ اور بعد اس کے اپنے والد ماجد امام محمد باقرؓ سے بہرہ اندوز ہوئے۔ اسی سبب سے اُن کو ذو بحرین کہتے ہیں۔

فصل تیرھویں

بعد ہجرت کے جہاد کے احکام نازل ہوئے۔ اس سبب سے آپ صلعم سے کفار کے ساتھ غزوات شروع کیے۔ منجملہ غزوات کے ایک واقعہ بدر کا ہے کہ جس سے مسلمانوں کی ترقی ہوئی اور قوت بڑھی۔ جب آپ صلعم کو خبر ملی کہ ابی سفیانؓ کا قافلہ مع سامان تجارت ملک شام سے واپس آتا ہے۔ آپ صلعم مع مہاجر اور انصار کے کہ جملہ تین سو تیرہ آدمی تھے اُس سے لڑنے کو گئے۔ ابی سفیان اُس وقت قریش کے کفار

سے تھا اور آپ کا جانی دشمن تھا۔ اور قوم بنی امیہ سے تھا۔ عبد مناف جو عبد المطلب
کے دادا تھے اُن کے چار بیٹے تھے۔ ہاشم۔ عبد الشمس۔ نوفل۔ اور مطلب۔ عبد الشمس
کا بیٹا امیہ تھا۔ اور ہاشم کی اولاد میں ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ مطلب کی
اولاد میں امام شافعی تھے اور نوفل کی اولاد میں عبد اللہ بن زبیر۔ الغرض جب ابی سفیان
کو آپ صلعم کے ارادوں کی خبر ہوئی اُس نے ایک تیز قاصد مکہ کو روانہ کیا۔ اور لکھا کہ اگر
قافلہ کی خیریت چاہتے ہیں تو اہل قریش فوراً مدد کے واسطے آویں۔ ابی جہل نے یہ خبر سنکر
تمام عمائد قریش کو فراہم کیا۔ اور سامان لڑائی کا کر کے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
لڑنے کو روانہ ہوا۔ اُس کے لشکر میں آپ کے چچا عباسؓ اور آپ صلعم کے داماد ابی العاص
کہ اُس وقت تک ایمان نہ لائے تھے شریک ہوئے لیکن اس عرصہ میں ابی سفیان
دوسری راہ سے قافلہ کو بخیریت لے گیا اور ہر چند بعد ازیں منع بھی کرا بھیجا کہ حاجت
فوج کشی کی نہیں ہے لیکن ابی جہل نے نہ مانا۔ اس سبب سے ابی سفیان مکہ پہونچکر
پھر مدینہ کی طرف واپس آیا۔ اور لشکر سے آملا۔ کفار کے لشکر میں ایک ہزار آدمی تھے۔
اور مسلمان صرف تین سو تیرہ تھے اور دونوں بدر کے میدان میں مقابل ہوئے۔
پہلے شیبہ۔ اور عتبہ۔ اور ولید آگے ہوئے مسلمانوں کی جانب سے انصار اُن کے مقابلے
کو بڑھے۔ اس پر اُن لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ اپنے برادران قریش سے لڑنے کو آئے
ہیں نہ انصار سے۔ تب حضرت علیؓ اور امیر حمزہ اور عبید بن حارث اُن کے مقابل میں
حضرت صلعم کے حکم سے ہوئے حضرت علی اور امیر حمزہ نے اپنے اپنے فریق شیبہ اور عتبہ
کو قتل کیا۔ اور عبید بن حارث کی مدد کو آپہنچے۔ اور اُن کے فریق ولید کو بھی قتل کیا۔ اس
کے بعد فریقین میں یعنی مسلمان اور کفار میں خوب جنگ ہوئی۔ اور میدان مسلمانوں کے
ہاتھ رہا۔ ابی جہل اس لڑائی میں مارا گیا اور ابی سفیان زخمی ہوا۔ اور ستر آدمی کفار کے
گرفتار ہوئے جن میں عباس اور ابی العاص بھی تھے اور باقی مفرور ہوئے۔ بعد ختم

ہونے لڑائی کے حضرت صلعم نے عبداللہؓ ابن مسعود سے کہ اصحاب میں بڑے فقیہ تھے کہا کہ دیکھو ابی جہل کی نعش کہاں ہے۔ اُنھوں نے دیکھا کہ اُس میں کچھ جان باقی تھی۔ اُس نے پوچھا کہ فتح کس کی ہوئی عبداللہؓ نے کہا کہ مسلمانوں کی۔ اور اُس کے سینہ پر چڑھ کر اُس کا سر کاٹ لیا۔ سر کے کاٹنے میں اُس نے کہا کہ میرا سر کندھوں کے پاس سے کاٹنا کہ دیکھنے میں بڑا معلوم ہو کہ کسی سردار کا سر ہے۔ حضرت صلعم نے اُس کا سر دیکھ کر فرمایا کہ یہ ہمارا فرعون تھا اس لڑائی میں اہل اسلام کو غنیمت اور ہتھیار خوب ہاتھ آئے حضرت عثمانؓ اگرچہ اس لڑائی میں شریک نہ ہو سکے کہ وہ اپنی اہلیہ کی تیمارداری میں آپ صلعم کے حکم سے مصروف تھے لیکن اُن کو بھی غنیمت کا حصہ ملا۔ جب اہل اسلام اپنی کامیابی پر خوشی بخوشی مدینہ میں داخل ہوئے حضرت عثمانؓ کی تعزیت میں شریک ہوئے یہ واقعہ سنہ ۲ ہجری میں پیش آیا۔

بعد وفات رقیہ کے حضرت صلعم نے اپنی دوسری صاحبزادی ام کلثوم کا نکاح عثمانؓ سے کر دیا۔ اور اسی سبب سے لقب ذی النورین ہوا۔ آپ صلعم نے قیدیوں کے بارے میں اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ مشورہ میں یہ بات طے پائی کہ ہر ایک سے فدیہ لیکر چھوڑ دینا چاہیے۔ چنانچہ یہی بات عباس عم رسول اللہ صلعم کو بھی سنائی گئی اُنھوں نے آپ صلعم سے کہا کہ یہ بات آپ صلعم کو اچھی معلوم ہوتی ہے کہ آپ صلعم کے چچا دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلا دیں۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ ضرورت ہاتھ پھیلانے کی کیا ہے۔ وہ نقد جو چلتے وقت اپنی بی بی کے پاس چھوڑ آئے ہو منگاؤ۔ اس پر عباس بے اختیار

ملہ واضح رہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بڑے ممتاز صحابہ تھے۔ اور بڑے عالم حدیث اور قرآن کے اور بڑے فقیہ تھے۔ متواتر حدیث اُن کی شان میں آئی ہیں جن میں سے مشکوٰۃ میں بھی درج ہیں اُن کے شاگرد رشید علقمہ تھے جن کے شاگرد رشید حضرت ابراہیم نخعی تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں قاضی تھے۔ اُن کے شاگرد رشید حضرت حماد رضی اللہ عنہ تھے جن کے شاگرد رشید امام ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

بول اُٹھے کہ آپ صلعم بیشک برحق نبی ہیں۔ کیونکہ اس نقد کی کسی دوسرے کو خبر نہ تھی اللہ تعالیٰ نے اس سے آپ صلعم کو مطلع کیا۔ اور ابی العاص کے فدیہ میں جو زیور آیا وہ حضرت زینب بنت رسول اللہ صلعم کا تھا جو اصل میں خدیجہؓ کا تھا اور ان کو جہیز میں دیا تھا۔ اُن کو دیکھ کر آپ صلعم کو خدیجہؓ یاد آئیں۔ اور آپ صلعم بہت روئے اور اصحاب کی اجازت لیکر وہ زیور سب واپس کیا۔ اور ابی العاص سے کہا کہ زینب کو مدینہ بھیجدو کہ وہی میا دلہو جائینگی چنانچہ وہ مدینہ میں آئیں اور انتقال کیا۔

اسی سال حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ کا عقد کہ آپ کی سب بیٹیوں میں چھوٹی اور سب سے ممتاز اور عزیز تھیں حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے ہوا۔ اور آپ صلعم نے اپنا عقد حفصہؓ بنت عمرؓ سے کیا۔

فصل چودھویں

منجملہ غزوات کے غزوۂ اُحد بھی ہے وہ کفار کہ جن کو بدر کے مقام میں شکست ہوئی دوسرے سال میں یعنی ۳ سنہ ہجری میں لڑائی کے واسطے پھر آمادہ ہوئے اور بڑا سامان فراہم کیا۔ یہ خبر جب آپ صلعم کو ملی مع اصحاب مقابلہ کے واسطے روانہ ہوئے اور لڑائی شروع کر دی۔ اہل اسلام کو فتح نمایاں ہوئی۔ اور کفار پس پا ہوئے۔ اہل اسلام غنیمت لوٹنے لگے۔ اس وقت خالد بن الولید کہ ہنوز ایمان نہ لائے تھے اور کفار قریش میں سے تھے ایک پہاڑ کے درے سے ہو کر کہ مسلمانوں کی پشت پر تھا۔ اور اُس پر عبداللہ بن زبیر آپ صلعم کے حکم سے پچاس تیر اندازوں کے ساتھ تعینات تھے مسلمانوں کی پشت پر آ پہنچے۔ اور مسلمانوں میں انتشار ڈالا عبداللہ کے ساتھی غنیمت کی لالچ میں اُن سے جُدا ہو گئے صرف دس آدمی اُن کے ساتھ رہ گئے تھے کہ لڑ کر شہید ہوئے بعض اصحاب کے پاؤں اس معرکہ میں اُٹھ گئے تھے لیکن حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ اور طلحہؓ اور

ابو عبیدہ رض آپ صلعم کے برابر ساتھ رہے۔

ایک کافر ابن قمیہ نے آپ صلعم کو تلوار ماری جس کے باعث سے آپ صلعم غار میں گر پڑے اُس وقت آپ کے بدن میں دو زرہیں تھیں۔ اُن کے بوجھ سے اور نیز زخم کی تکلیف سے آپ صلعم اپنے سے اُس غار میں سے نکل نہ سکے حضرت طلحہ نے اپنی پیٹھ پر چڑھا کر نکالا۔ ابن قمیہ نے کفار کے لشکر میں مشہور کر دیا کہ آپ شہید ہو گئے حق پتھر کی ضرب سے صرف ایک دانت آپ صلعم کا ٹوٹا تھا۔ اور زرہ آپ صلعم کے رخسارہ مبارک میں گڑ گئی تھی۔ اُس کو ابو عبیدہ رض نے اپنے دانتوں سے پکڑ کر کھینچا جس کی وجہ سے اُن کے دانت ٹوٹ گئے۔ آپ صلعم نے طلحہ اور عبیدہ سے بہت راضی ہو کر اُن کو بہشت کی خوشخبری دی۔ اور آپ صلعم غار سے نکل کر مع اصحاب پہاڑ پر چڑھ گئے۔ جہاں کفار نہ پہنچ سکے۔ جب ابی سفیان کو معلوم ہوا کہ آپ صلعم زندہ ہیں۔ وہ ڈرا کہ کہیں اہل شہر آپ کی خاطر سے اُس پر نہ چڑھ آویں اور اسی قدر ظفر کے نام کو غنیمت سمجھ کر وہاں سے چلتا کر کہا کہ آئندہ سال میں پھر لڑائی ہو گی کفار کے جانے کے بعد آپ صلعم پہاڑ سے اُترے اور مسلمانوں کی نعش کی شمار کی ستر آدمی شمار میں ٹھہرے۔ اُن میں حضرت امیر حمزہ رض بھی تھے جن کو وحشی نے قتل کیا تھا۔ ہندہ ابی سفیان کی زوجہ نے اُن کا جگر نکلوا کر چبا ڈالا۔ اُن کا مثلہ کیا یعنی ناک کان کٹوا ڈالے۔ جب آپ مدینہ کو پھر آئے کسی نے خبر دی کہ ابی سفیان پھر آتا ہے اس لیے آپ صلعم نے اُس کا تعاقب کیا لیکن وہ نہ ملا تو آپ صلعم پھر لوٹ آئے۔

فصل پندرھویں

قریب مدینہ کے دو قومیں یہود کی تھیں جو بنی قریظہ اور بنی نضیر کہلاتی تھیں وہ آپ صلعم کے ساتھ ہم عہد تھیں کہ جنگ اور صلح میں آپ صلعم کی مددگار رہیں گی۔

اور جو فریقین کے ساتھ دوسری قومیں بھی ہم عہد تھیں وہ بھی آپس میں مثل قوم ہم عہد کے تصور کی جائیں گی۔

ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ وہ شخص اُس قوم کے کہ بنی نضیر کے ہم عہد تھے ایک مسلمان عمرو ابن امیہ کے ہاتھ سے مارے گئے۔ چونکہ عمرو کے ساتھیوں کو جن میں عامر بن فہیرہ بھی تھے۔ ایک کفار کی قوم نے فریب دیکر مار ڈالا تھا۔ اس لیے اُن کے دھوکے میں اُس قوم ہم عہد نے بنی نضیر کے دو آدمی کو مار ڈالا۔ اس سبب سے آپ صلعم نے عمرو بن امیہ کے حق میں دیت کا حکم فرمایا۔ اور مشورہ کے واسطے چند اصحاب کے ساتھ بنی نضیر کے محلہ میں گئے لیکن اُن کے دل میں فریب آیا۔ اور آپ صلعم کو ہلاک کرنا چاہا آپ صلعم کو دیوار کے نیچے بٹھلایا۔ اور اوپر سے دیوار کے پتھر گرانا چاہا۔ اسکی خبر آپ صلعم کو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوئی۔ اور آپ صلعم وہاں سے اٹھکر ایسا چلے کہ جیسے کوئی حاجت رفع کرنے کو اُٹھتا ہے۔ اصحاب نے آپ صلعم کو جاتے دیکھکر آپ صلعم کی اقتدا کی اور مدینہ میں آپہونچے۔ اس سبب سے آپ صلعم نے بنی نضیر پر فوج کشی کی لیکن وہ نہ لڑ سکے اور جلا وطنی پر راضی ہوئے۔ اور مال و اسباب چھوڑ دیا کہ مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ یہ واقعہ ۴ھ ہجری میں پیش آیا۔

فصل سولھویں

منجملہ غزوات کے غزوۂ خندق ہے جس کو غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں۔ بنی نضیر میں سے جو جلا وطن ہوئے ایک اُن میں سے حی بن اخطب بھی تھا۔ جو خیبر میں آبسا۔ اُس نے لوگوں کو آپ صلعم کی طرف سے بھڑکایا۔ اور کئی اقوام کو لڑائی پر آمادہ کیا۔ اور بیس آدمیوں سے ابی سفیان کے پاس گیا۔ کہ وہ بھی اس لڑائی میں شریک ہو چنانچہ اس نے اہل قریش میں سے چار ہزار آدمی لڑائی کے واسطے فراہم کئے۔ اور قوم قینقاع اور

قریظہ اور غطفان کے یہود کہ قریب چھ ہزار آدمیوں کے تھے سبھوں نے باہم
عہد کیا کہ آپ صلعم سے لڑے۔ اور اپنے اپنے سوانہ سے روانہ ہوئے جب یہ خبر آپ صلعم کو
ملی آپ صلعم نے اس بارے میں اپنے اصحاب سے مشورہ کیا حضرت سلمان رضؓ فارسی نے
کہا کہ اہل فارس کا دستور ہے کہ جب اُن پر کوئی بڑا دشمن چڑھ آتا ہے جس سے وہ مقابلے
کی طاقت نہیں رکھتے ہیں تو شہر کے گرد کھائی کھودتے ہیں اور اُس کی پناہ میں دشمن
سے لڑتے ہیں۔ اُن کی رائے کو آپ صلعم نے پسند کیا۔ اور کوہ سلع کی طرف خندق
کھودنے کا حکم دیا۔ چونکہ مدینہ کے اور طرف مضبوط شہر پناہ تھی۔ اس لیے صرف
کھائی کھودنے کے لیے فرمایا۔

اسی اثنا میں کہ لوگ کھائی کھودتے تھے۔ اور آپ صلعم بھی اُس کام میں شریک
تھے آپ صلعم کو بھوک کی شدّت ہوئی۔ اور آپ صلعم نے پیٹ پر پتھر باندھا۔ جب جابر بن
عبداللہ نے یہ حال دیکھا۔ اپنی زوجہ سے دعوت کے واسطے کہا۔ انھوں نے چار
سیر آٹا جو کا لیا اور ایک بکری ذبح کی۔ اور آپ صلعم کو اس حال سے خبر دی۔ جابر
سے آپ صلعم نے کہا کہ آٹا سا ندا جائے اور روٹیاں تا آنے ہمارے نہ پکائی جائیں
اور ہانڈی گوشت کی نہ اُتاری جائے اور آپ صلعم نے تمام اہل خندق کو کہ ایک ہزار
آدمی تھے طلب کیا۔ اور سب جابر کے مکان پر پہنچے جابر اس حال سے نہایت متردد ہوئے
لیکن آپ صلعم نے اُن میں یعنی آٹے اور گوشت میں اپنا لعاب دہن ڈالا جس کی یہ برکت
ہوئی کہ تمام لشکر نے سیر ہو کر کھایا۔ اور کچھ رہ گیا کہ جابر کے مصرف میں آیا۔ اسی عرصہ
میں کہ خندق کھودتے تھے۔ ایک پتھر ایسا پیش آیا کہ کسی اصحاب سے نہ ہٹ سکا آپ نے
اپنے دست مبارک سے اُس پر چوٹ ماری۔ پہلی چوٹ میں اُس میں سے ایسی چمک پیدا
ہوئی کہ جس میں ملک شام کے مکانات آپ کو نظر آئے۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے
ملک شام مجکو دیا۔ دوسری ضرب میں اسی طرح فارس کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالےٰ

اور جو تیسرے حرف میں مجکو دیا تیسری ضرب میں یمن کی نسبت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یمن مجکو دیا۔ اوران تینوں ضرب میں وہ پتھر پاش پاش ہوگیا۔

جب کفار کا لشکر آیا۔ خندق دیکھ کر متحیر ہوا۔ وہ سب خندق کے مقابل میں خیمہ زن ہوئے اور تیر اور پتھر سے لڑنا شروع کیا۔ اسی عرصہ میں ایک شخص عمر ابن عبدود کہ نہایت قوی تھا اور ایک معرکہ میں اکیلے پچاس آدمیوں کو ہلاک کیا تھا خندق میں اتر آیا حضرت علیؓ اُس کے مقابلہ کو گئے علیؓ کو کہ کم سن تھے دیکھ کر ہنسا لیکن اُنھوں نے ایک تلوار اُس کافر کو ایسی ماری کہ اُس کا سر بدن سے جدا ہوگیا۔

جب لڑائی ہو رہی تھی کہ ایک شخص قوم غطفان کا جن کا نام نعیم تھا حضرت صلعم کے پاس آئے اور مسلمان ہوئے۔ انھوں نے آپ صلعم سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو ہم کفار میں جن پر ہماری مسلمانی ظاہر نہیں ہے پھوٹ ڈالیں۔ وہ وہاں سے بنی قریظہ میں آئے۔ اور اُن پر اپنی خیر خواہی ثابت کرکے کہا کہ مجکو مستحکم ذریعوں سے معلوم ہوا ہے کہ قریش محمد صلعم سے مل گئے اور تم نے جو محمد صلعم سے عہد کیا تھا اچھا نہیں کیا۔ کیونکہ قریش کو اگر شکست ہوئی تو محمد صلعم تمھارا کام تمام کرینگے اور اگر قریش کامیاب ہوئے تو وہ تم پر غالب رہیں گے۔ اور اگر قریش کا ملجانا محمد صلعم سے صحیح ہے تو بھی اس صورت میں تمھارے واسطے بہتری نہیں ہے۔ اُنھوں نے کفار قریش کے عہد کے جانچنے کا طریقہ پوچھا۔ نعیم نے کہا کہ اب اگر قریش تم سے اوّل مدد طلب کریں تو اُن سے اوّل طلب کردیعنی دو چار معزز آدمی اُن کی قوم کے اپنے اختیار میں ضمانت کے طور پر کرلو۔ تب مدد کرو اگر قریش ایسا کرنے سے انکار کریں تو سمجھو کہ کفار قریش کے دل میں فریب ہے۔ بنی قریظہ نے اُن کی رائے کو بہت پسند کیا۔ نعیم وہاں سے روانہ ہوئے۔ اور کفار قریش کے لشکر میں آکر کہا کہ تمھارے واسطے ایک بھید کی بات لایا ہوں۔ یعنی بنی قریظہ محمد صلعم سے مل گئے اور تم سے اب اوّل مدد طلب کریں گے ہرگز نہ دینا۔ اس بات سے قریش بہت مشکور ہوئے۔

اور اسی قسم کی باتیں قوم غطفان میں بھی کہیں۔ جب کفار قریش نے اُن قوموں سے مدد طلب کی۔ موافق نعیم کے کہنے کے جواب پاتے پر یقین ہوا کہ یہ قومیں حضرت صلعم سے مل گئیں۔ اور آپس میں تفرقہ پیدا ہو گیا۔ اور مشیت ایزدی سے تند ہوا چلنے لگی۔ اور جاڑے کی شدت ہوئی کہ کفار قریش کا حال تنگ ہوا۔ اس بات سے مایوس ہو کر واپسی کا قصد کیا۔ یہ خبر جب ملی آپ صلعم نے حذیفہ بن الیمان کو مخفی طور پر خبر کی سچائی دریافت کرنے کے لیے بھیجا۔ اُنھوں نے واپس آکر خوشخبری سنائی کہ ابی سفیان کا خیمہ کوچ ہوا۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ اب کفار قریش ہم پر حملہ آور نہ ہونگے بلکہ ہم اُن پر حملہ آور ہونگے یہ واقعہ ۵ھ میں پیش آیا۔

فصل سترھویں

جب آپ صلعم غزوۂ خندق سے فارغ ہوئے۔ اور اپنے مکان میں آئے آپ صلعم غسل فرمانے لگے کہ جبریل آئے اور کہا کہ بنی قریظہ پر بہت جلد فوج کشی کیجئے اس سبب سے آپ صلعم نے تاکید روانگی کی فرمائی۔ اور وقت عصر کا تھا اس لیے آپ صلعم نے فرمایا کہ نماز کوئی یہاں نہ پڑھے۔ بنی قریظہ کے محلہ میں جا کر پڑھے۔ چنانچہ لوگ روانہ ہوئے۔ راہ میں عصر کا وقت فوت ہونے لگا۔ اور بعضوں نے راہ میں نماز پڑھ لی۔ اور بعضوں نے ظاہری حدیث کے لفظ پر عمل کیا۔ اور نماز قضا کی۔ جب حضرت صلعم کو اس اختلاف کا حال معلوم ہوا۔ آپ صلعم نے کسی فریق کو بُرا نہ کہا۔ اسی جگہ سے اختلاف حنفی اور شافعی کے مسائل کا نکلا ہے۔ حنفی حدیث کے معنی اور مراد پر عمل کرتے ہیں اور شافعی ظاہری لفظ پر عمل کرتے ہیں۔ اس اختلاف سے ایک دوسرے کو بُرا سمجھنا ہرگز درست نہیں۔ عمل کی جزا نیت کے موافق ہوتی ہے لیکن ایک مذہب معین کو اختیار کرنا اس سبب سے بہت بہتر ہے کہ اس میں اپنی خواہش اور نفسانیت کو دخل نہیں ہوتا

اور اسی سبب سے اس بارے میں علما کا اجتماع ہی۔
الغرض اصحاب نے بنی قریظہ میں پہونچکر اُن کا محاصرہ شروع کیا اور اُن کی حالت تنگ ہوئی۔ یہاں تک کہ اُنھوں نے سعد بن معاذ کے فیصلہ پر رضامندی ظاہر کی کہ وہ اُن کی قوم سے تھے اور وہ قوم اُن کی ہم عہد تھی۔ لیکن سعد بن معاذ کو جنگ خندق میں بنی قریظہ کے ہاتھ سے نہایت زخم اور تکلیف پہونچی تھی۔ اس لیے اُنہوں نے عہد کیا تھا کہ اگر ہم اچھے ہوئے تو بنی قریظہ سے بدلا لیں گے۔ چنانچہ وہ وقت آگیا اور سعدؓ نے فیصلہ کیا کہ سب مرد بنی قریظہ کے قتل کیے جاویں۔ اور اُن کی عورتیں اور لڑکے لونڈی اور غلام بنائے جاویں۔ اور اُن کا مال مسلمانوں کا ہو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ یہ واقعہ ۵ھ ہجری میں پیش آیا۔

فصل اٹھارھویں

۶ھ ہجری میں مسلمانوں کو غزوۂ بنی مصطلق پیش آیا۔ اس غزوہ میں آپ صلعم کے ساتھ حضرت عائشہؓ بھی تھیں۔ جب اسلام کا لشکر فتح کے بعد واپس چلا۔ حضرت عائشہ راہ میں چھوٹ گئیں۔ چونکہ وہ رفع حاجت کو گئیں۔ اور اُن کے گلے کا ہار ٹوٹ گیا اور گر گیا۔ اُس کے ڈھونڈھنے میں دیر ہوئی اور کسی کو خیال نہ رہا۔ اور قافلہ وہاں سے کوچ کر گیا۔ جب عائشہؓ اپنی جگہ پر آئیں اپنے اونٹ اور لشکر کو نہ پایا۔ ایک شخص اصحاب سے کہ جن کا نام صفوانؓ تھا لشکر کے پیچھے چھوٹے ہوئے اسباب کی حفاظت کے لیے رہا کرتے تھے۔ وہاں پہنچے۔ اور عائشہ کو اونٹ پر بیٹھلا لیا۔ منافقین کو کہ درپے بے حرمتی آپ صلعم کے رہتے تھے موقع ملا۔ اور حضرت عائشہؓ کو صفوان سے متہم کیا۔ اور بعض مخلصین بھی نادانی سے اس غوغا میں شریک ہوئے۔ آخرش جب یہ خبر حضرت صلعم کو پہنچی آپ صلعم نے اس کی تفتیش کی۔ اور آیت تطہیر نازل ہونے سے حضرت عائشہؓ کی صفائی ہوئی اور متہموں کو سزا

دی گئی۔

اسی طرح ایک راہ میں عائشہؓ کے گلے کا ہار گم ہو گیا۔ اس سبب سے لشکر کو ٹھہرنا پڑا اور وہاں وضو کے لیے پانی نہ تھا۔ اور نماز کا وقت فوت ہوتا تھا اس لیے ابو بکرؓ عائشہؓ کو ڈانٹنے لگے کہ آپ صلعم کو ایسی جگہ ٹھہرا دیا کہ وضو کے واسطے پانی نہیں ملتا۔ اُسی وقت آیت تیمم نازل ہوئی۔

فصل اُنیسویں

سنہ ۶ ہجری میں حضرت صلعم نے خواب میں دیکھا کہ عمرہ کے واسطے مکہ تشریف لے گئے ہیں پس آپ صلعم نے اصحاب سے اس خواب کو ذکر کیا۔ اصحاب اس خبر کو سنکر بیتاب ہوئے اس لیے آپ نے مکہ کی روانگی کا قصد کیا۔ پندرہ سو آدمی کہ اصحاب سے تھے آپ صلعم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جبکہ مکہ کے قریب اصحاب پہنچے۔ اُونٹ آپ کا مکہ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ ہم کعبہ پر حملہ کرنے کی نظر سے نہیں آئے ہیں بلکہ عمرہ کے لیے آئے ہیں۔ یہ سُنکر اُونٹ اُٹھا۔ تب آپ صلعم نے پھر کر حدیبیہ میں کہ قریب مکہ کے ہے قیام کیا۔ جب کفار قریش کو اس حال کی خبر ہوئی وہ لوگ لڑائی کے واسطے آمادہ ہوئے۔ اس لیے بدیل کو قاصد مقرر کر کے روانہ کیا کہ آپ صلعم پر لڑائی کی تیاری ظاہر کرے۔ آپ صلعم نے بدیل سے فرمایا کہ ہم لوگ یہاں لڑنے کو نہیں آئے صرف عمرہ کے واسطے آئے ہیں۔ جب بدیل نے ان حالات سے قریش کو مطلع کیا اس پر بھی وہ راضی نہوے۔ بلکہ عروہ کو آپ صلعم کے پاس بھیجا کہ اہل قریش کی راضی اس امر میں ظاہر کرے آپ صلعم نے عروہ سے فرمایا کہ اگر قریش ہمارے عمرہ کرنے پر یوں راضی نہیں ہیں تو ہم سے صلح کا معاہدہ کر لیں کہ ہم تا میعاد معاہدہ کے دوسری قوم سے لڑیں گے۔ اگر اس عرصہ میں ہمارا کام دوسرے کے ہاتھ سے تمام ہوا تو اہل قریش کا مطلب بر آئے گا۔ اور اگر ہم ظفریاب رہے تو قریش

کو اختیار رہے گا ہم سے لڑیں یا صلح کریں عروہ نے اصحاب کے آداب کو کہ آپ صلعم سے
کرتے تھے ملاحظہ کیا۔ اور عروہ جب اہل قریش میں واپس گیا اور سب حالات کہے یہ بھی کہا
کہ محمد صلعم کے اصحاب جس قدر اُن کا ادب کرتے ہیں قیصر اور کسریٰ کی مجلس میں بھی اس قدر
ادب کرتے کسی کو نہیں دیکھا۔ اور یہ کہ سب اصحاب آپ صلعم کے جانباز ہیں اور شہادت کو غنیمت
جانتے ہیں۔ لیکن اس مرتبہ عروہ کے ساتھ حضرت عثمانؓ بھی جو ایلچی قاصد ہو کر گئے تھے۔ اور
صلح کا پیغام پیش کیا گیا۔ پہلے قریش راضی نہوئے تھے آخرش اُنھوں نے چند شرائط پیش
کیے۔ اس پر بعضوں نے کہا کہ اگر عثمانؓ اکیلے عمرہ کرنا چاہتے ہیں تو کرلیں۔ لیکن وہ
راضی نہوئے اور اُن کی خاطرداری قریش نے بہت کی۔ اور اسی میں دیر ہوئی۔ اور اسلام
کے لشکر میں ایسی شہرت ہوئی کہ عثمانؓ شہید ہوئے۔ اس سبب سے حضرت صلعم نے لڑائی
کا قصد کیا اور اصحاب سے بیعت رضوان جس کا ذکر سورۂ اِنَّا فَتَحْنَا میں مذکور ہے یعنی شروع
کی اور اُس سے مطلب یہ تھا کہ اصحاب جنگ کے میدان میں بھی امر حق سے غافل نہ
رہیں۔ آپ صلعم نے سب کا ہاتھ ایک ایک کر پکڑا۔ اور اُسی طرح بیعت لی۔ اس بیعت سے
اللہ تعالیٰ نے اپنی بڑی رضامندی ظاہر کی۔ اور اسی سبب سے حضرات صوفیہ[1] کہ ایک
گروہ اہل اسلام سے ہیں اور اپنا اصل کام اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اُس کی قدرت میں فکر
کرنا ٹھہرالیا ہے۔ اس بیعت کو نہایت ضروری سمجھتے ہیں۔ الغرض اسی عرصہ میں کہ آپ

---

[1] واضح رہے کہ حضرات صوفیہ کی اصل اصحاب صفہ ہیں۔ یہ ستر آدمی تھے کہ مجرد محض تھے سوائے یاد
الٰہی اور جہاد اسلام کے اُن کو دوسرا کام نہ تھا۔ یہ لڑکے بالے نہیں رکھتے تھے اور ان کا کھانا کپڑا
حضرت صلعم کے متعلق تھا اور ایک مکان میں رہتے تھے جس کو صفہ کہتے تھے۔ یہیں سے خانقاہ کی اصل
ہے اور حضرت صوفیہ کے دو گروہ ہیں۔ بعض اہل سماع سے ہیں اور اُس کو جائز سمجھتے ہیں اور
دوسرے ناجائز۔ جو اہل سماع سے ہیں وہ اپنی دلیل اُس حدیث سے لاتے ہیں جس کو حضرت مخدوم
شرف الدین احمد بہاری نے اپنے مکتوبات صدی کے مکتوب ترانوے ۹۳ میں نقل کیا ہے۔

بعیت لے رہے تھے۔حضرت عثمانؓ آئے۔اور خبر صلح کے پیغام کی سنائی۔اور شرائط صلح کے پیش کیے۔اور قریش بھی مع سہیل وغیرہ کے آئے صلح کے شرائط یہ تھے:

۱۔ دس برس صلح کی میعاد رہے گی۔

۲۔ جو لوگ ہم عہد فریقین کے ہونگے وہ بھی اس معاہدہ سے ہم عہد سمجھے جاوینگے۔

۳۔ اس سال اہل اسلام عمرہ نہیں کرنے پاویں گے۔

۴۔ سال آیندہ سے عمرہ کر سکتے ہیں۔

۵۔ جب عمرہ کے واسطے آویں کوئی ہتھیار سوائے تلوار کے نہ لاویں کہ وہ بھی میان میں ہو۔

۶۔ تین روز سے زیادہ حرم میں نہ ٹھہریں۔

۷۔ اگر اہل قریش کا کوئی مفروری اسلام میں جائے تو وہ اُسے واپس کردیں۔

۸۔ اگر اہل اسلام کا مفروری قریش میں جا ملے تو وہ واپس نکریں۔

آخری دونوں شرائط پر اکثر اہل اسلام کو اعتراض ہوا لیکن حضرت صلعم نے اُسے قبول کر لیا اور معاہدہ لکھا گیا۔

آخری دونوں شرائط سے اصحاب ناخوش تھے۔بلکہ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یا حضرت صلعم جب ہمارا مذہب برحق ہے تو ہم اس قدر دب کر کیوں صلح کرتے ہیں۔آپ صلعم نے جواب دیا کہ صلح کے شرائط ہمارے حق میں برے نہیں ہیں۔غور سے معلوم ہوگا کہ سوائے منافق کے ہم میں سے کوئی کیوں جانے لگا۔اور منافق کا ہم سے جدا ہونا ہی بہتر ہے۔اور ان میں کا جو ہم میں آوے گا۔واپس جانے پر بھی اُس کا دل اُن سے نہ ملے گا۔اور اُس کے آنے کی راہ خدا پیدا کر دے گا۔تب حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپ صلعم نے فرمایا تھا کہ ہم لوگ عمرہ بھی کریں گے۔آپ صلعم نے جواب دیا کہ یہ سچ ہے لیکن ہم نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ اسی سال کریں گے۔شرائط کے لکھنے میں حضرت

علی کرم اللہ وجہہ نے لکھا تھا کہ یہ عہد نامہ ہے درمیان محمد صلعم رسول اللہ اور اہل قریش کے
اس پر قریش نے اعتراض کیا کہ جب ہم محمد صلعم کو رسول اللہ ہی مان لیں پھر ہماری تمھاری
کیا تکرار رہی محمد ابن عبداللہ لکھنا چاہیے۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ ہم محمد رسول اللہ اور ابن
عبداللہ بھی ہیں اور حضرت علی سے فرمایا کہ لفظ رسول اللہ کو قلمزد کر کے ابن عبداللہ لکھ دو
حضرت علی نے فرمایا یہ کام ہم سے نہیں ہو سکتا۔ اس پر آپ صلعم نے اُس کو لے کر خود قلمزد
کیا اور ابن عبداللہ لکھوایا۔

بعد انجام معاہدہ کے آپ صلعم نے ہدیہ کے ادا کاری کا حکم حدیبیہ میں دیا۔ اس
سبب سے اصحاب اور بھی افسردہ ہوئے۔ اور انجام دینے میں سستی کی اس پر آپ صلعم
ملول ہو کر اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے۔ ام سلمہؓ کہ آپ کی ازواج مطہرات سے تھیں
اور اس سفر میں ساتھ تھیں۔ اُنھوں نے سبب ملولی کا پوچھا آپ صلعم نے اصحاب کی
ناراضی کا سبب بیان فرمایا۔ اس پر ام سلمہؓ نے کہا کہ آپ صلعم پہلے اپنے ہدیہ ادا کیجیے
تو اصحاب بھی ویسا ہی کرینگے۔ چنانچہ آپ صلعم نے ویسا ہی کیا اور تمام اصحاب نے بھی
دیکھ کر ویسا ہی کیا۔ اور سب خوشی خوشی مدینہ کو واپس آئے۔ آپ صلعم اُس شرط کے باعث
سے جو کی تھی کہ جو قریش سے آپ کے پاس آویں اُن کو واپس کریں۔ ایک شخص ابو جندل
ابن سہیل کو کہ مسلمان ہو گیا تھا اور آپ صلعم کے ساتھ آیا چاہتا تھا بلانے سے مجبور رہے ہے
لیکن اس شرط نے آیندہ کو عجب رنگ دکھایا۔ یعنی ایک شخص ابو بصیر کہ مکہ میں رہتا تھا
خود بخود مسلمان ہو کر مدینہ کو چلا۔ اُس کے پیچھے سے قریش نے دو شخصوں کو معاہدہ کے
موافق واپس لانے کے لیے آپ صلعم کے پاس بھیجا۔ آپ صلعم نے موافق عہد کے حوالہ
اُس کو کر دیا۔ اگرچہ اُس پر اور سب مسلمانوں پر ابو بصیر کا واپس جانا بہت شاق تھا۔
ابو بصیر مدینہ سے قریش کے دونوں آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوا۔
ابو بصیر نے راہ میں موقع پا کر ایک کو اُن میں سے قتل کیا اور دوسرا ڈر سے بھاگ گیا

حضور صلعم میں مدینہ آیا اور اُس کے پیچھے بوبصیر بھی آیا جب آپ صلعم کو صورت واقعہ کی معلوم ہوئی۔ آپ صلعم نے بوبصیر کو ڈانٹا کہ عجب لڑائی لگانے والا ہے۔ بوبصیر نے سمجھا کہ اگر ہم ٹھہرے تو پھر آپ صلعم قریش کے حوالہ کر دینگے۔ اور وہاں سے چپکے روانہ ہوا اور مکّہ کے قریب ایک جگہ اپنی پناہ کی کر لی۔ اور جو آتا اُس کو لوٹتا اُس کے ساتھ ابوجندل بن سہیل بھی کہ بانی صلح حدیبیہ کا تھا جا ملا۔ اور اسی طرح جو مکّہ میں نو مسلم ہوتا اُس سے آملتا۔ اور اُس کے گروہ کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ اور قریش کے کفّار کو بہت دق کرنے لگے۔ تب کفار قریش نے خود اس شرط کے توڑنے کی استدعا کی اور لکھا کہ آپ ان لوگوں کو بُلالیں چنانچہ آپ صلعم نے اُن کو بُلالیا۔ لیکن بوبصیر کا انتقال ہو چکا تھا۔

فصل بیسویں

جب حدیبیہ سے آپ صلعم پھرے آپ صلعم نے اپنا ارادہ خیبر پر حملہ کرنے کا ظاہر کیا اس کی شہرت اہل خیبر کو پہونچی اور اُنھوں نے بہت اچھی طرح سامان لڑائی کا آمادہ کیا۔ ۷ھ میں آپ نے خیبر پر فوج کشی کی۔ اہل خیبر اپنی زراعت کے واسطے قلعہ سے باہر جاتے تھے کہ مسلمانوں کی لشکری جماعت کو دیکھ کر اپنی جگہ پر واپس گئے۔ اور مقابلہ کرنا شروع کیا۔ اس قلعے میں سات قلعہ تھے۔ اصحاب رضوان اللہ علیہم نے چھ قلعوں کو یکے بعد دیگرے فتح کیا۔ جب ساتویں قلعہ کی باری پہونچی اصحاب عاجز رہے۔ ایک روز آپ صلعم نے فرمایا کہ کل کے روز یہ قلعہ فتح ہوگا۔ ہر شخص کو انتظار تھا کہ کس کو حکم ہوتا ہے اور کس کو یہ سعادت حاصل ہوتی ہے۔ جب صبح ہوئی آپ صلعم نے حضرت علیؓ کو طلب فرمایا۔ اُن کی آنکھیں جوش کر آئی تھیں اور بالکل مجبور تھے لیکن آپ صلعم نے اپنا لعاب دہن اُن کی آنکھوں میں لگادیا۔ اور وہ بالکل اچھے ہو گئے۔ اور آپ صلعم نے اپنا دُلدل اور ذوالفقار بھی اُن کو دیا۔ اس لڑائی میں حضرت علیؓ نے بڑی بہادری دکھلائی۔ تمام دن لڑے اور خیبر کا دروازہ

کہ نہایت بھاری تھا اُکھاڑ لیا اور بجائے سپر کے اُس کو کام میں لائے اور بعد لڑائی کے جب حضرت علی نے اُس کو پھینکا اُسے لوگوں نے اُٹھانا چاہا سات آدمیوں سے بھی نہ اُٹھ سکا۔ اس لڑائی میں سات افسر یہود کے کہ بڑے نامی تھے اور اُن میں بڑا نامی **مرحب** بھی تھا۔ مارے گئے۔ اہل اسلام کی فتح ہوئی اور بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ اسی خوشی کی حالت میں **جعفر طیار** ابن عم آپ صلعم کہ آپ صلعم کی مرضی سے **حبشہ** کو سفر کر گئے تھے واپس آئے اور اُن کے ساتھ حضرت **ام حبیبہ** رضؓ **ابی سفیان** کی بیٹی بھی تھیں جن کا نکاح **نجاشی** حبشہ نے اُن کے شوہر کے انتقال کے بعد حضرت صلعم سے غائبانہ کر دیا اور دین مہر بھی دے دیا۔ اسی جہاز پر **ابو موسیٰ اشعری** رضؓ بھی تھے۔ ان لوگوں کو دیکھ کر آپ صلعم نے خوشی کا اظہار کیا۔ اسی عرصے میں ایک یہودیہ آئی اور اُس نے گوشت کی دعوت کی آپ صلعم نے قبول فرمایا۔ جیسے ہی اُس کھانے میں سے آپ صلعم نے ایک لقمہ اپنے مُنھ میں دیا آپ صلعم نے اصحاب کو کھانے سے باز رکھا کہ اس میں زہر ہے نہ کھاؤ۔ ایک صحابہ نے جو کچھ اُس میں سے کھا لیا فوراً ہلاک ہوئے اُس یہودیہ کو آپ نے سزا دی۔ اس جنگ میں من جملہ غنیمت کے **صفیہ** بنت حی اخطب بھی تھیں جن سے آپ صلعم نے نکاح کیا۔ اُن کے رخسارے پر ایک نیلا داغ بھی تھا۔ آپ صلعم نے اُس کا سبب پوچھا۔ اُس کے جواب میں اُنھوں نے کہا کہ جس روز مسلمانوں نے پہلے خیبر کا محاصرہ کیا میں نے خواب دیکھا کہ چاند میری گود میں ہے۔ اس کو میں نے اپنے سابق شوہر سے کہا تھا۔ اس پر اُس نے مجکو طمانچہ مارا اور کہا کہ اُس حملہ آور بادشاہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم آغوش ہونا چاہتی ہے۔ چنانچہ اُس کی تعبیر پوری ہوئی یعنی آپ سے شادی ہو گئی۔

فصل اکیسویں

اسی سال ۷ سنہ ہجری میں آپ صلعم نے عمرۃ القضا ادا فرمایا۔ عمرہ کہتے ہیں کعبہ کے گرد طواف کرنے اور صفا مروہ پہاڑ کے درمیان میں دوڑنے کو جس طرح حج میں کرتے ہیں۔ آپ صلعم نے چلتے وقت اصحاب کو فرمایا کہ جو لوگ صلح حدیبیہ میں شریک تھے اس سفر میں ضرور ساتھ ہوں۔ چنانچہ سب ساتھ آئے اور سبھوں نے عمرہ ادا کیا۔ اسی زمانہ میں میمونہؓ نے نکاح کا پیغام بھیجا اور آپ صلعم نے قبول فرمایا اور نکاح ہوگیا۔ اس لئے آپؐ چاہتے تھے کہ تین روز سے زیادہ ٹھیریں اور ولیمہ کی دعوت فرمائیں لیکن قریش راضی نہ ہوئے۔ اس سبب سے آپ صلعم مدینہ کو واپس آئے۔ اسی سال خالدؓ بن الولید اور عمرؓو بن عاصؓ جنھوں نے آپ صلعم کی ہجو نظم کی تھی اور مابعد میں اسلام کے بڑے حامی اور فاتح مصر ہوئے اور عثمانؓ بن ابی طلحہ صاحب مفتاح کعبہ مدینہ میں آپ صلعم کے پاس آئے اور اسلام سے مشرف ہوئے۔ ان کی نسبت آپ صلعم نے فرمایا کہ مکہ نے اپنے جگر گوشوں کو بھیجا ہے۔

فصل بائیسویں

آپ صلعم نے حسب مرضی الٰہی بادشاہوں کے پاس بھی مکتوب ایمان لانے کے لئے روانہ فرمائے۔ اسی سبب سے آپ صلعم نے ایک مہر کھدوائی چونکہ لوگوں نے آپ سے کہا کہ بادشاہان عجم بے مہر کے خطوط قبول نہیں کرتے۔ آپ صلعم نے قیصر ہرقل سلطان روم اور خسرو پرویز بادشاہ فارس اور مقوقس حاکم مصر اور نجاشی بادشاہ حبشہ اور حاکم یمن کو خطوط روانہ کئے۔ قیصر ہرقل نے جب آپ صلعم کا خط پایا۔ اس کا دل اسلام کی طرف مائل ہوا۔ لیکن اس کے ارکان دول راضی نہ ہوئے

اس سبب سے وہ ایمان لانے سے مجبور رہا۔ آپ صلعم کا نامہ جب پرویز کو ملا اور اس نے آپ صلعم کا نام اپنے نام پر مقدم دیکھا نہایت غصے ہوا اور نامۂ مبارک کو پارہ پارہ کر ڈالا۔ جب آپ صلعم کو یہ حال معلوم ہوا۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُس کی سلطنت کو پارہ پارہ کر ڈالے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

جب حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے آپ صلعم کا نامہ پایا اُس کی تعظیم کی۔ آنکھوں سے لگایا اور ایمان سے مشرف ہوا۔ جب ۹ سنہ ہجری میں اُس نے انتقال کیا۔ آپ صلعم نے اُس کے مرنے کی خبر سنائی اور اُس کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی۔

اسی طرح آپ کا نامہ مقوقس یعنی مصر کے حاکم کو ملا۔ اُس نے اسلام قبول کیا اور بہت سے تحفے آپ صلعم کے پاس بھیجے۔ من جملہ تحفوں کے ماریہ قبطیہ بھی تھیں جن سے آپ صلعم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم تھے۔ لیکن انھوں نے بچپن ہی میں انتقال فرمایا۔

ملک یمن بھی خسرو پرویز کے تحت میں تھا۔ وہاں کے حاکم کو پرویز نے لکھا کہ جو شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اُس کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیجدو۔ اس لئے وہاں کے حاکم نے دو شخصوں کو آپ صلعم کے لانے کے واسطے روانہ کیا۔ جب آپ صلعم کے پاس وہ لوگ پہنچے اور اُس حکم سے مطلع کیا آپ صلعم نے فرمایا کہ آج کی شب خسرو کو اس کے بیٹے شیرویہ نے مار ڈالا۔ اس خبر کو سنکر وہ دونوں یمن کو واپس گئے اور وہاں کے حاکم سے یہ خبر کہی۔ اُس نے کہا کہ اگر یہ خبر صحیح ہوگی تو وہ بے شک پیغمبر ہیں اور ہم ان پر ایمان لاویں گے۔ چنانچہ اُسی وقت شیرویہ کا خط آیا کہ پرویز ظالم تھا وہ مارا گیا اور ہم بادشاہ ہوئے ہماری اطاعت کرو اور عرب میں جو نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں ابھی اُن سے تا حکم ثانی ہمارے نہ بولو۔ چنانچہ یمن کا حاکم مع اور لوگوں کے اُسی وقت ایمان سے مشرف ہوا اور یمن میں اسلام پھیل گیا۔

فصل تیئسویں

آپ صلعم نے ایک قاصد بُصرہ کے حاکم کے پاس کہ شام کی سرحد پر ہے ایمان لانے کے لئے روانہ کیا تھا۔ راہ میں موتی کے حاکم نے اُس کو پکڑ لیا اور ہلاک کیا۔ آپ صلعم کو جب یہ معلوم ہوا۔ آپ صلعم نے تین ہزار آدمیوں کا لشکر تادیب کے واسطے روانہ کیا۔ اس فوج کی سالاری زید بن حارث کو دی گئی۔ زید آپ صلعم کے آزاد غلاموں میں تھے اور اول ایمان لانے والوں میں۔

آپ صلعم نے روانگی کے وقت فرمایا کہ زید اگر شہید ہوں تو اُن کی جگہ جعفر سالار ہوں اور اگر وہ بھی نہ رہیں تو عبداللہ بن رواحہ ہوں اور اگر وہ بھی باقی نہ رہیں تو جس کو مومن لوگ پسند کریں۔ موتی کے حاکم کو جب اس حال سے خبر ہوئی تو اُس نے ایک لاکھ آدمی فراہم کئے۔ اہل اسلام نے شہادت کو غنیمت سمجھکر مقابلہ کیا اور اہل اسلام نے بڑی بہادری دکھائی۔ لیکن وہ تینوں سردار یکے بعد دیگرے شہید ہوئے تب مسلمانوں نے خالد بن الولید کو اپنا سردار بنایا جنھوں نے اپنے کفر کے زمانے میں مسلمانوں کو شکست دی تھی۔ خالد بن الولید کی حکمت عملی سے مسلمانوں کو فتح ہوئی اور بخیریت تمام مدینہ کو واپس آئے۔ حضرت صلعم جنگ موتی کے حالات سے خبر مدینہ میں دیتے رہے یعنی پہلے زید بن حارث کی شہادت کا حال کہا پھر جعفر طیار پھر عبداللہ رواحہ کی شہادت کو بیان کیا اور فرمایا کہ اب سیف اللہ لشکر کا سردار ہوا۔ اور اہل اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ اگرچہ آپ صلعم سو کوس کے فاصلے پر تھے لیکن باطن کی صفائی سے یہ سب حال بیان فرماتے تھے۔ جب جعفر طیار رضؓ کی شہادت کی خبر آپ صلعم نے کہی اُن کے گھر میں ماتم برپا رہا اور کھانا کسی نے نہ پکایا۔ اس لئے آپ صلعم نے تین یا چار دن تک کھانا اپنے یہاں سے بھیجا یہ واقعہ ۸ ہجری میں پیش آیا۔

فصل چوبیسویں

اسی سال مکہ بھی فتح ہوا اور اس کا سبب یہ ہوا کہ بنی بکر اور بنی خزاعہ دو قومیں عرب کی تھیں بنی بکر صلح حدیبیہ کی رو سے اہل قریش کی ہم عہد تھیں اور خزاعہ اہل اسلام کی۔ ان دونوں قوموں میں اُس رو سے صلح رہنی چاہیئے تھی۔ لیکن بنی بکر نے زیادتی کی اور بنی خزاعہ پر شبخون مارا۔ اور بیس آدمی بنی خزاعہ کے مارے گئے اور اُس میں کفار قریش بھی مثل عکرمہ ابن ابی جہل وغیرہ کے شریک تھے بنی خزاعہ نے عین معرکہ میں آپ صلعم کا نام لے کر فریاد کی۔ اُس فریاد کو اللہ تعالیٰ نے آپ صلعم کے کانوں تک پہنچایا۔ اُس وقت آپ صلعم حضرت میمونہؓ کے حجرے میں تھے اور عشا کی نماز کے واسطے وضو فرماتے تھے اس فریاد کو سُن کر لبیک جواب میں بولے۔ میمونہؓ نے آپ سے پوچھا کہ لبیک آپ صلعم نے کس کے جواب میں فرمایا۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ بنی خزاعہ کی فریاد میرے کانوں تک پہنچی۔ اُس کا جواب میں نے دیا۔ اور آپ صلعم نے لبیک جو اپنے مکان میں فرمایا وہ بنی خزاعہ نے میدانِ معرکہ میں سُنا۔ دوسرے روز حضرت عائشہؓ سے آپ صلعم نے فرمایا کہ اہل قریش نے جو بدعہدی کی اُس میں اللہ تعالیٰ نے حکمت رکھی ہے کہ اُس کے ذریعے سے ایک حکم اپنا ظاہر کرے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ یہ آپ صلعم کا گمان ہے۔ اہل قریش ایسے نادان نہیں ہیں۔ اسی گفتگو میں عمر بن سالم کہ بنی خزاعہ سے تھا آیا اور کل حالات عرض کئے۔ یعنی قریش کا شریک ہونا اور بنی خزاعہ کا فریاد کرنا اور لبیک جواب میں سننا۔ اس عرصہ میں اہل قریش ڈرے کہ یہ حال آپ صلعم کو ضرور معلوم ہوگا اور ہم پر فوج کشی کریں گے۔ اس لئے ابی سفیان کو قاصد کر کے روانہ کیا کہ صلح کے شرائط نئے سرے سے قائم کرے۔ چنانچہ ابی سفیان آیا اور پہلے ام حبیبہؓ اپنی بیٹی کے مکان میں گیا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھیں۔ ام حبیبہؓ نے اپنے

باپ کو دیکھ کر آپ کا بستر جو بچھا ہوا تھا لپیٹ لیا کہ اُس پر ابی سفیان نہ بیٹھے۔ اُنھوں نے کہا کہ لے باپ تم کفر کی نجاست سے ناپاک ہو پیغمبر برحق کے بستر پر بیٹھنے کی لیاقت نہیں رکھتے ہو۔ ان باتوں سے وہ افسردہ ہو کر اُٹھا اور باہر آکر حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ سے ملا اور صلح کی درمیانگی کے واسطے کہا۔ اُن لوگوں نے انکار کیا۔ تب حضرت علیؓ سے کہا حضرت علیؓ کے مزاج میں ظرافت تھی اُنھوں نے فرمایا کہ حضرت صلعم کے حضور میں جاؤ اور کہو کہ ہم نے قریش کو آپ صلعم کی طرف سے امن دی ہے۔ اس خیال سے کہ آپ صلعم میری بات کو رد نہ کریں گے۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا اور کہا۔ لیکن آپ صلعم نے کچھ جواب نہ دیا ابی سفیان نے سمجھا کہ میرا مطلب بر آیا۔ اور مکہ کو چلا گیا۔ جب اُس نے اپنی قوم سے یہ بات کہی اُن لوگوں نے بے وقوف بنایا۔ حضرت صلعم نے لڑائی کا سامان مخفی طور پر کیا اور مکہ کی خبر بند کر دی۔ ایک شخص نے کہ اُن کا نام حاطبؓ تھا قریش کے نام مخفی خط لکھا اور ایک عورت کی معرفت روانہ کیا۔ اس حال کی خبر آپ صلعم کو وحی کے ذریعے سے ملی اور آپ صلعم نے حضرت علیؓ اور زبیرؓ اور مقدادؓ کو روانہ کیا کہ روضہ کاخ میں ایک عورت سے ملاقات ہوگی اُس کے پاس خط ہے اُس کو ساتھ لیتے آنا۔ جب یہ لوگ روضہ کاخ میں پہونچے ایک عورت سے ملاقات ہوئی۔ اُس نے خط سے انکار کیا۔ لوگوں نے اُس کی تلاشی لی۔ تب بھی خط کا پتا نہ لگا۔ اس پر حضرت علیؓ نے اس پر تلوار کھینچی کہ حضرت صلعم کا فرمانا غلط نہیں ہو سکتا۔ ضرور تیرے پاس خط ہے نکال اور نہیں تو ابھی تجھکو قتل کرتا ہوں۔ تب اُس عورت نے اپنے بال کے جوڑے سے خط نکال کر دیا۔ اُس میں لکھا تھا کہ اے اہلِ قریش حضرت صلعم نے تم پر فوج کشی کا قصد کیا ہے خبردار رہو۔ لیکن وہ تم پر ضرور ظفریاب ہونگے اگرچہ تنہا بھی ہوں گے پس آپ صلعم نے حاطبؓ کو طلب کیا۔ حاطبؓ نے لکھنے سے اقرار کیا اور کہا کہ اس میں نیکی کی نیت تھی ضرر کی نہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ حاطبؓ پر غصہ ہوئے۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ اے عمرؓ حاطبؓ اہل بدر سے ہیں اور

قابل عفو کے ہیں۔ اگرچہ اس امر میں اُن سے خطا ہوئی۔ پھر آپ صلعم دس ہزار آدمی سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور ایسی راہ سے گئے کہ اہل مکہ کو مطلق خبر بھی نہ ہوئی اور آپ صلعم مکہ کے قریب پہنچ گئے۔ راہ میں حضرت عباس رضؓ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہجرت کئے آتے تھے ملے۔ اُن سے آپ صلعم نے کہا کہ تم خاتم ہجرت ہوئے جیسا ہم خاتم النبیین ہیں اور آپ صلعم ان کو واپس مکہ کی طرف لے گئے اور اُن کی اہل خانہ کو مدینہ کی طرف بھیجدیا جب مکہ کے قریب پہنچے آپ صلعم نے مع لشکر قیام کیا۔ رات کے وقت آپ صلعم نے ہر شخص کو آگ روشن کرنے کا حکم دیا اور حضرت عباس رضؓ اپنے خیمہ سے نکل کر شہر کی طرف چلے کہ کوئی راہ میں ملے تو اہل شہر کو لشکر کی خبر کردیں۔ چنانچہ ابی سفیان مع حکیم اور بدیل کے آگ کی جستجو لینے کو آئے بدیل نے کہا اے ابی سفیان یہ لوگ بنی خزاعہ سے ہیں۔ ابی سفیان نے کہا اتنے آدمی بنی خزاعہ میں کہاں ہیں۔ ابی سفیان کی آواز سن کر عباس رضؓ نے اُس کو پکارا۔ اس نے ملاقات کی اور جماعت کا حال پوچھا عباس رضؓ نے اہل اسلام کی جماعت اور اُن کے قصد سے مطلع کیا۔ ابی سفیان کے ہوش اڑ گئے۔ لیکن عباس رضؓ نے سمجھایا کہ ہمارے نبی کریم رحم دل ہیں۔ اگر تم اُن کے پاس جاؤ گے اور صلح چاہو گے تو وہ پسند کریں گے۔ چنانچہ وہ راضی ہوا اور اُن کے ساتھ چلا۔ حضرت عمر رضؓ راہ میں ملے اور ابی سفیان کو پہچان کر مار ڈالنے کا قصد کیا۔ عباس رضؓ نے باذر کہا کہ وہ ہماری پناہ میں ہے اور حضرت صلعم کے پاس صلح کے لئے جاتا ہے عمر رضؓ جھپٹ کر حضرت صلعم کے پاس پہلے پہنچے اور ابی سفیان کے مار ڈالنے کی اجازت چاہی۔ عباس رضؓ نے پہنچ کر جواب دیا کہ میری پناہ میں ہے چنانچہ حضرت صلعم نے رات بھر کے لئے عباس رضؓ کے حوالہ کیا اور کہا کہ اس کا فیصلہ کل صبح کو کیا جائے گا۔ ابی سفیان کو عباس رضؓ نے خیمہ میں لے جاکر سمجھایا کہ اب ایمان لانے کے سوا چارہ نہیں ہے ورنہ عمر رضؓ تم کو ہلاک کریں گے۔ چنانچہ صبح کو ابی سفیان آپ صلعم کے حضور میں

اسلام سے مشرف ہوا۔ عباسؓ نے وقت روانگی لشکر کے کہا کہ ابی سفیان کو تمام لشکر دکھلایا جائے کہ اُس کے دل میں ڈر ہو۔ ورنہ مکہ میں جاکر کہیں مرتد نہ ہو جائے۔ چنانچہ ابی سفیان کو پہاڑ پر سے جاکر تمام لشکر اسلام کا دکھلایا۔ اُس نے کہا کہ اے عباسؓ تمہارے بھتیجے بڑے بادشاہ ہو گئے۔ انھوں نے کہا تم ابھی تک اس کو بادشاہی سمجھتے ہو۔ یہ بادشاہی نہیں ہے بنوت کا زور ہے اور عباسؓ نے حضرت صلعم سے یہ بھی کہا کہ ابی سفیان فخر کا بہت طالب ہے۔ اس کے خوش کرنے کو ایسی بات کہی جائے۔ کہ جس کا اُس کو فخر ہو۔ چنانچہ آپ صلعم نے فرمایا کہ جو کافر ابی سفیان کے گھر میں داخل ہوگا۔ اُس کو امن ہے۔ آپ صلعم جب مکہ میں داخل ہوئے اُمہانی حضرت علیؓ کی بہن کے گھر میں ٹھیرے غسل کیا اور چاشت کی نماز ادا کی اور شکر کا سجدہ بجالائے اور آپ صلعم نے حکم فرمایا کہ جو شخص نہ لڑے اُس سے کوئی نہ لڑے اور جو شخص وار کرے اُس سے لڑو۔ چنانچہ خالد بن الولید سے عکرمہ ابن ابی جہل اور صفوان وغیرہ نے لڑائی کی اور شکست اُٹھائی۔ ستر آدمی کفار کے مارے گئے اور دو مسلمان شہید ہوئے بقیہ کفار منفرور ہوئے۔ آپ صلعم نے گیارہ مرد اور چھ عورتوں کا خون ہدر فرمایا کہ جہاں پاؤ مار ڈالو۔ وہ لوگ عکرمہ بن ابی جہل، وحشی، صفوان، کعب، عبد اللہ بن سعد، ہبار، عبد اللہ ابن مقیس، عبد العزیٰ، حارث اور حویرث تھے آخری چار شخص مارے گئے۔ لیکن بقیہ اسلام سے مشرف ہوئے اور عورتوں میں ہندہ ابی سفیان کی زوجہ اور قریشا اور قریبہ اور ارنب اور سارہ اور ام سعد یہ تھیں۔ ان میں سے پچھلی چاروں قتل ہوئیں۔ اور بقیہ اسلام سے مشرف ہوئیں عبد العزیٰ بن حنظل آکر کعبے کے پردوں سے لپٹ گیا۔ لوگوں نے حضور اقدس میں یہ حال عرض کیا۔ آپ صلعم نے فرمایا وہیں مار ڈالو۔ چنانچہ اُسے وہیں قتل کر ڈالا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اُس دن حرم میں بھی اجازت قتل کی دی۔ لہذا آپ صلعم نے وہیں

قتل کا حکم دیا۔ وہ پہلے مدینے میں آ کے مسلمان ہو گیا تھا۔ آپ صلعم نے اُس کا نام عبداللہ رکھا تھا۔ آپ صلعم نے ایک قبیلہ کی زکوٰۃ لانے کو اُسے بھیجا اُس سفر میں اُس نے اپنے خدمت گار نوکر کو کھانا پکانے میں اُس نے دیر کی مار ڈالا۔ پھر اس ڈر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسے قصاص میں قتل کرینگے۔ مدینے کو نہ گیا اور زکوٰۃ کا مال لے کر مرتد ہو گیا اور مکہ کو چلا گیا۔ سو آپ صلعم نے اُس کا خون ہدر فرمایا کہ مارا گیا

مقیس ابن صبابہ کا یہ جرم تھا کہ اُس کے بھائی ہشام کو ایک انصاری نے مشرک جان کر قتل کیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے دیت دلوا دی۔ مقیس نے بعد لینے دیت کے انصاری کو قتل کیا اور مرتد ہو کے بھاگ گیا۔

مکہ کے فتح کے روز ایک گوشہ میں مشرکوں کے ساتھ مکہ میں شراب پی رہا تھا نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو خبر ہوئی انھوں نے اُسے قتل کیا۔ حارث بن طلاطلہ بھی حضرت صلعم کو ایذائیں دیتا تھا۔ حضرت علیؓ نے اُسے قتل کیا۔

حویرث بن نقید کو بھی حضرت علیؓ نے قتل کیا۔ گھر میں بیٹھ رہا تھا حضرت علیؓ اُس کے دروازے پر اُس کی تلاش میں گئے۔ گھر میں کسی نے کہا کہ جنگل کو گیا ہے۔ حضرت علیؓ وہاں سے چلے آئے۔ تب وہ گھر سے نکلا۔ حضرت علیؓ کو مل گیا۔ انھوں نے قتل کیا۔ یہ شخص شاعر تھا۔ حضرت صلعم کی ہجو لکھکر شائع کرتا تھا۔ اس لئے اس کا خون ہدر ہوا۔

عکرمہ بن ابی جہل کا یہ حال ہوا کہ وہ مکہ سے بھاگ گیا۔ ام حکیم اُس کی جورو مسلمان ہو گئی اور حضور اقدس میں عرض کیا کہ عکرمہ کو امان ملے۔ آپ صلعم نے عکرمہ کو امان دی اور ام حکیم نے عکرمہ سے جا کر کہا۔ جب کہ وہ بھاگنے کے قریب تھا اور جہاز پر سوار ہوتا تھا کہ اس کو امن ملا ہے۔ اس نے کمال تعجب کیا۔ کیوں کہ وہ بوجہ اپنی عداوت خاندانی کے اُس کو محال سمجھتا تھا۔ لیکن ام حکیم نے کہا کہ

آپ صلعم بڑے رحیم اور کریم ہیں کہ آپ صلعم کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ عکرمہ آپ صلعم کے پاس ام حمیل کے ساتھ حاضر ہوا اور کہا کہ یہ عورت کہتی ہے کہ آپ صلعم نے مجھے امن دیا ہے۔ آپ صلعم نے کہا کہ سچ کہتی ہے اور عکرمہ ایمان سے مشرف ہوئے اور آخر میں اُن کا یہ حال ہوا کہ قرآن مجید کو دیکھکر ھذا کتاب ربی فرماتے اور وجد کرتے۔ یہ حمص کے معرکہ میں شہید ہوئے۔

عبداللہ بن سعد کا یہ جرم تھا کہ کاتب وحی تھے لیکن وحی کا عکس پڑنے سے وقت لکھنے کے بعض لفظ قبل بتانے کے بول اُٹھتے اور اُس کو آپ صلعم صحیح مانتے اس وجہ سے وہ سمجھے کہ آپ صلعم جی سے گڑھ کر بتاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے نہیں بتاتے اور مرتد ہو گئے۔ اس لئے آپ صلعم نے اُن کے حق میں بھی قتل کا حکم دیا۔ لیکن عثمان غنیؓ کے وہ رضاعی بھائی تھے اور اُنھوں نے اُن کو سمجھایا اور آپ صلعم کے پاس سفارش کی۔ تب ان کا قصور معاف ہوا۔ اور ایمان قبول کیا یہ افریقہ اور سوڈان کے فاتح بھی ہیں۔

وحشی کہ امیر حمزہؓ کا قاتل تھا بعد فتح مکہ کے بھاگتا رہا۔ دفعتاً مکہ میں آپ صلعم کے پاس حاضر ہوا اور تائب ہو کر ایمان لایا۔ آپ صلعم نے اُن کی توبہ قبول کی۔ یہ مسیلمہ کذاب کا قاتل بھی یہی شخص تھا۔

کعب بن زہیر نے آپ صلعم کی ہجو شعر میں لکھی تھی۔ یہ بھی چھپا رہا۔ لیکن مدینہ میں دفعتاً حاضر ہوا اور توبہ کر کے مسلمان ہو گیا اور اشعار آپ صلعم کی تعریف میں اپنی تصنیف سے پڑھے۔ آپ صلعم نے اُس میں ایک شعر کی اصلاح بھی کی اور سیف کی جگہ نور کا لفظ بنایا اور اُس کی طبیعت کی جودت پر بہت راضی ہوئے۔

صفوان جو عکرمہ کے ساتھ لڑائی میں شریک تھا بھاگا اور ایمان لانے کے واسطے مہلت لی۔ یہاں تک کہ حنین کی لڑائی میں جو غنیمت بہت ہاتھ آئی اُس نے

تعجب کیا اور آپ صلعم نے ایک پہاڑ غنیمت کا اُسے بخشدیا۔ اُس کو بہت تعجب ہوا اور سمجھا کہ یہ بخشش سوائے نبی کے کوئی آدمی نہیں کرسکتا اور فوراً ایمان لایا۔

ہبار کا یہ قصور تھا کہ جب آپ صلعم کی صاحبزادی زینبؓ مکہ سے مدینہ کو روانہ ہوئیں اُس نے نیزہ اونٹ پر مارا جس سے اُن کو زخم پہونچا اور اُن کا حمل ضائع ہوا اور اسی صدمہ میں مدینہ پہونچکر اُن کا انتقال ہوا۔ اس سبب سے ہبار کا خون ہدر ہوا۔

۲۵
فصل پچیسویں

بعد فتح مکہ کے سنہ ۹ ہجری میں حنین کی لڑائی ہوئی۔ جب آپ صلعم مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو پھرے آپ صلعم کے ساتھ بارہ ہزار آدمی تھے۔ آپ صلعم نے ان آدمیوں کے ساتھ بدوؤں پر فوج کشی کی۔ یہ لوگ حنین میں مجتمع تھے۔ یہ حنین طائف کے قریب ہے۔ جب لڑائی شروع ہوئی مسلمانوں کو اُن کی تھوڑی جماعت دیکھکر ایسا گمان ہوا کہ فوراً اُن پر ظفریاب ہونگے۔ لیکن بدوؤں نے خوب مقابلہ کیا اور قریب تھا کہ مسلمانوں کا پاؤں اُکھڑ جائے۔ لیکن حضرت صلعم مسلمانوں کو اس ضیق میں دیکھکر خود لشکر کے آگے ہوگئے اور اُس وقت آپ کے چچا عباسؓ اور چچیرے بھائی ابی سفیان بن حارثہ آپ صلعم کے بغل کے دونوں جانب تھے اور آپ صلعم نے یہ رجز پڑھا انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب۔ یعنی میں نبی ہوں جھوٹا نہیں ہوں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں اور فرمایا کہ لشکر کو پکارو کہ پیچھے سے آگے بڑھے۔ چنانچہ عباسؓ نے پکارا اور سب لشکر ٹوٹ پڑا اور دشمن پسپا ہوئے۔ میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ اسی لڑائی میں مویشی بہت غنیمت میں ہاتھ آئے۔ انھیں میں سے صفوان کو کہ اس سے آپ صلعم نے کچھ ہتھیار اُدھار لیا تھا ایک ریوڑ مویشی کا دیا۔ اسی سخاوت پر آپ صلعم کے ایمان لایا۔

انھیں دشمنوں نے اوطاس کے مقام میں بھی اجماع کیا لیکن مسلمانوں نے اُن کو بھی زک دی۔ تب اُن لوگوں نے طائف میں اجماع کیا اور اُس کا محاصرہ بھی کیا گیا۔ لیکن آپ صلعم نے ایک خواب دیکھا کہ اُس کی تعبیر کے بموجب محاصرہ اُٹھا لیا گیا لیکن آخرش اُن کا سردار ابن مالک آپ سے آکر مسلمان ہو گیا اور وہ قلعہ بھی اطاعت میں در آیا۔

فصل چھبیسویں

جب فتح مکہ کی خبر شائع ہوئی عرب کے ہر فرقہ اور گردہ کے لوگ جوق جوق مسلمان ہوتے گئے کیونکہ کل عرب کا اعتقاد بسبب قصۂ اصحاب فیل کے یہ تھا کہ اس پر کوئی شخص اہل باطل اور گمراہ سے قابض نہ ہوگا۔ اس لئے اکثر عرب کا بلکہ کل آپ صلعم کے تابع ہو گیا۔ اور عرب کی ہر قوم سے دو ایک شخص آپ صلعم کے پاس علم اور ادب سیکھنے کے واسطے آئے۔ ان لوگوں کا نام آپ نے وفود رکھا اور اُن کی قدر کرتے اور اُن کو انعام دیتے۔ اسی سال ۹ سنہ ہجری میں وفود اس کثرت سے آئے کہ آپ صلعم نے اس سنہ کا نام سنۃ الوفود رکھا۔ ان وفود میں سے صرف دو شخص مرتد ہوئے۔ ایک اسود عنسی تھا کہ آپ صلعم ہی کے زمانہ میں فیروز صحابی کے ہاتھ سے مارا گیا اور دوسرا ابو مسیلمہ کذاب تھا کہ ابوبکر صدیق کی خلافت کے زمانے میں مارا گیا۔

فصل ستائیسویں

اسی نویں سال میں ہجرت کے غزوہ تبوک پیش آیا۔ اس معرکہ میں آپ صلعم تیس ہزار آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہ جگہ شام کی سرحد پر واقع ہے اور یہ مقام

قیصر ہرقل کے دخل میں تھا۔ اس فوج کشی کا یہ سبب ہوا کہ ایک شخص نے مدینہ میں یہ خبر پہنچائی کہ قیصر ہرقل بڑے لشکر کے ساتھ مدینہ پر آتا ہے۔ اس سبب سے آپ صلعم نے پیش قدمی مقابلے کے لئے کی لیکن تبوک پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ صحیح خبر نہ تھی۔ آپ صلعم وہاں دو مہینے مقیم رہے لیکن ہرقل کا کوئی لشکر نہ آیا۔ اس سے آپ صلعم نے موافق مشورۂ اصحاب کے واپسی کا قصد فرمایا اور خالدؓ ابن الولید کو کچھ لشکر کے ساتھ اکیدر کی گرفتاری کے لئے کہ جنگ ہونے کا باعث وہی تھا بھیجا اور وہ نیل گاو کے شکار کے وقت گرفتار ہو گیا۔ خالد اس کو حضور میں لائے اور اس نے جزیہ دینا قبول کیا۔ اسی کے ساتھ قوم بنی طے جس میں حاتم کی بیٹی تھی گرفتار آئی تھی۔

اس فوج کشی کا سامان نہایت تنگ سالی میں ہوا تھا اور وہ عسرت اور تنگی کا زمانہ تھا۔ اس لیے آپ صلعم نے اصحاب کو اعانت کے لیے فرمایا تھا۔ چنانچہ دو ثلث لشکر کا سامان حضرت عثمانؓ نے کیا اور ان سے آپ صلعم بہت راضی ہوئے۔

اس واقعہ میں کل اصحاب شریک تھے۔ صرف بعض منافق نہ گئے اور جھوٹا حیلہ پیش کیا۔ آپ صلعم نے ان سے تعرض نہ کیا لیکن اہل اخلاص سے بھی دو شخص نہ گئے تھے انھوں نے جھوٹا حیلہ پیش نہ کیا اور کہا کہ صرف اپنی سستی سے نہ پہنچ سکے اور اپنے فعل پر نادم تھے وہ کعبؓ اور صفوانؓ تھے۔ آپ صلعم نے ان پر عتاب فرمایا اور کہا کہ ان سے کوئی مسلمان بات نہ کرے۔ چنانچہ یہ لوگ پندرہ روز تک اسی سزا میں مبتلا رہے اور برابر روتے رہے۔ آخرش جب وحی آئی کہ قصور معاف ہوا تو سب مسلمان ان سے ملے۔ لیکن اس پر کعبؓ بہت خوش تھے کہ ہم جھوٹ پیغمبر سے نہ بولے اور میرا حساب منافقین میں نہ ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ معاملہ صاف رہا۔ اس کاتب نے غور سے دیکھا تو یہی برتاؤ استاد و مرشد باپ اور شیخ کے ساتھ بھی چاہیئے یعنی ان کے ساتھ حیلہ اور جھوٹ بولنا نہ چاہیئے۔ ایک شخص کہ نام اس کا

لکھنا مناسب نہیں ہے۔ اپنے شیخ سے اکثر جھوٹ بولتا تھا اور شیخ کی شفقت اُس پر بہت تھی اور ظاہرا اُس کے اعمال صالح بھی تھے۔ لیکن میں نے دیکھا کہ بعد شیخ کے فوراً بلا میں مبتلا ہوا اور اس سے ایک ایسا فعل قبیح ظہور میں آیا کہ اُس سے سب لوگ بدظن و متنفر ہو گئے اور وہ اپنی نکبت میں گرفتار ہے۔

فصل اٹھائیسویں

جب آپ صلعم تبوک سے واپس آئے اور حج کا زمانہ پہنچا آپ صلعم بہ سبب کثرت وفود کے حج کو جا نہ سکے۔ حضرت ابوبکرؓ کو امیر الحاج کر کے حجاج کا قافلہ روانہ فرمایا اُن کی روانگی کے بعد سورۂ برأت نازل ہوئی جس میں حکم تھا کہ حج فرض ہوا۔ اور سال آئندہ سے کوئی کافر حج نہ کرنے پائے۔ چنانچہ حضرت علیؓ کو سورۂ برأت تعلیم فرما کر روانہ کیا اور فرمایا کہ تم خود حج کے بعد ان احکام کو خطبہ کے طور پر سنا دینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

فصل انتیسویں

سنہ ۱۰ ہجری میں آپ صلعم نے ایک قاصد بنی نجران کے پاس کہ قوم نصاریٰ تھے روانہ کیا اور اُن کو اسلام کی دعوت فرمائی۔ اُن میں سے چودہ آدمی آپ صلعم کے پاس آئے اور بحث بے جا کرنے لگے۔ آپ صلعم نے موافق وحی کے جواب دیا۔ جیسا کہ آیہ تعالوا ندع قرآن میں شاہد ہے کہ اگر تم کو شک ہو تو آؤ ہم تم مباہلہ کریں۔ یعنی قسم کھاویں کہ جو برسر خطا ہو اُس کو خدا غارت کرے۔ چنانچہ انھوں نے مہلت لی کہ اس کا جواب کل دیں گے اور آپس میں مشورہ کیا۔ آخر کار ان لوگوں نے مباہلہ سے انکار کیا اور آپ صلعم مع فاطمہ زہراؓ اور علیؓ اور حسنینؓ کے ایک میدان میں مباہلہ کے لئے آمادہ تھے۔

اُن کے انکار پر آپ صلعم نے فرمایا کہ اگر یہ گروہ مباہلہ کرتا تو کوئی نصاریٰ روئے زمین پر قیامت تک نہ رہتا۔ یہیں سے یہ بات نکلتی ہے کہ قیامت کے قرب میں نصاریٰ زیادہ ہوں گے۔

فصل تیسویں

اسی سنہ ہجری میں آپ صلعم نے حج وداع فرمایا یعنی اس حج کے بعد پھر حج کا اتفاق نہ ہوا۔ اور ایک لاکھ آدمی سے زیادہ آپ صلعم کے ساتھ حج میں آئے۔ بعد انجام دینے حج کے ارکان کے اور ادائے خطبہ کے آپ صلعم نے وعظ فرمایا کہ مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت میں ہر مومن کو کوشش کرنی چاہیئے اور مسلمانوں کے قتل و قتال سے پرہیز۔ دوم یہ کہ اگر قرآن پر جیسا کہ چاہیئے عمل رہو گے تو راہ راست سے نہ بھٹکو گے۔ تیسرے یہ کہ آئندہ برس میں شاید ہم نہ رہیں اور یہ بھی فرمایا کہ مسلمانوں کو تین چیز لازم ہے کہ دنیا کی آلائش سے پاک رہے گا۔ ایک نیت کا خلوص ہے ہر کام میں نیت کو خالص رکھنا چاہیئے اور نمائش کو ترک کرنا۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کے ہر مجمع میں جانا اور ہر حال میں اُن کی اصلاح کے کوشاں رہنا۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں کا ہر حال میں خیرخواہ رہنا اور اُن کی ناقدری سے دل تنگ نہ ہونا۔ اس زمانہ میں حضرت علیؓ یمن کے والی تھے اور آپ صلعم کی حج کی خبر سُن کر وہ بھی آئے اور اُس میں شریک ہوئے۔

جب آپ صلعم مدینہ کو واپس چلنے لگے۔ حضرت علیؓ کو بھی ساتھ لے لیا اور غدیر کے مقام میں کہ مکہ سے قریب ہی خطبہ پڑھا اور حضرت علیؓ کی تعریف کی اور فرمایا کہ جو میرا دوست ہے وہ علیؓ کا دوست ہے اور جو علیؓ کا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے۔ اس خطبہ کا یہ سبب ہوا کہ بعض اہل یمن نے حضرت علیؓ کی شکایت کی تھی۔ اُن کے سمجھانے کے واسطے آپ صلعم نے ایسا فرمایا یعنی حضرت علیؓ کا فعل نفسانیت سے نہ تھا بلکہ اہل یمن

کی سمجھ کا قصور تھا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو مبارک باد دی کہ آج سے آپ میرے مولا ہوئے۔

جس زمانہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے عرفہ کے دن آیۂ اکملت لکم دینکم نازل ہوئی۔ بعض اصحاب نے اس پر بڑی خوشی کی کہ دین اسلام کی تکمیل ہوئی لیکن مثل ابوبکرؓ کے کہ فہمیدہ اور زیرک تھے بہت روئے کہ اس سے فراق کی بو آتی ہے کہ جب دین کی تکمیل ہوئی تو نبی کے رہنے کی ضرورت نہ رہی۔

فصل اکتیسویں

سنہ ۱۱ ہجری میں آپ صلعم نے فرمایا کہ مجکو اُس لقمہ کا اثر کہ خیبر میں کھایا تھا معلوم ہوتا ہے اور اب اُس سے میری رگ جان کٹ گئی۔ شاید اس سال ہم نہ بچیں گے۔ ایک روز آپ صلعم کو بلغمی بخار آیا اور بڑھتا گیا۔ کہ آپ صلعم مسجد میں نماز کے واسطے نہ جا سکے امامت کا حکم ابوبکرؓ کو فرمایا۔ جب ابوبکرؓ امامت میں مشغول ہوئے۔ آپ صلعم کی جگہ خالی دیکھ کر بے اختیار روئے اور آواز رونے کی بلند ہوئی۔ یہاں تک کہ آپ صلعم کے کانوں تک پہنچی اور آپ صلعم مسجد میں آئے اور حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔ بعد نماز کے آپ نے تسکین کے کلمے فرمائے اور مسلمانوں کو نیکی کی بھی نصیحت کی۔ اسی عرصہ میں ایک لشکر آپ صلعم نے شام کی طرف روانگی کے لئے آمادہ کیا اور اُسامہ بن زید کو اُس کا سردار کیا۔ اور اُن کی ماتحتی میں اصحاب کرام سے مثل ابوبکرؓ اور عمرؓ کے بھی رہے۔ لیکن یہ لشکر ہنوز روانہ نہ ہوا تھا کہ عارضہ آپ صلعم کا بڑھ گیا اور لشکر ٹھیر گیا۔ یہاں تک کہ ابوبکرؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں اُس کو روانہ کیا۔

صحیحین میں مذکور ہے کہ آپ صلعم نے اسی بیماری میں ایک روز حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اپنے باپ اور بھائی کو بلاؤ کہ تمہارے باپ کے لئے خلافت نامہ لکھ دوں پھر آپ صلعم نے

فرمایا کہ اس کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ مومن لوگ اُن کے سواد وسرے کو سردار نہ کرینگے اور اللہ تعالیٰ کی مشیت بھی یہی ہے۔

اسی طرح صحیحین میں یہ بھی مذکور ہے کہ ایک روز بیماری کی حالت میں کاغذ اور قلم مانگا۔ چونکہ اُس وقت عارضہ کی شدت تھی۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ اس وقت لکھوانے میں آپ صلعم کو تکلیف ہوگی۔ ہمارے لئے آپ صلعم کے فرمانے کے بموجب قرآن مجید کافی ہے بعضوں نے اس کے خلاف تقریر کی اور اسی قیل و قال میں آواز بلند ہوئی کہ آپ صلعم کے کانوں میں گراں معلوم ہوا اور آپ صلعم نے فرمایا کہ سب لوگ باہر جاویں۔ جب آپ صلعم کے عارضہ میں تخفیف ہوئی۔ آپ صلعم نے سب کو بلایا اور فرمایا کہ تین چیزوں کو خوب نگاہ رکھو۔ اول یہ کہ وفود کو انعام دیا کرو۔ دوم یہ کہ جو کفار عرب میں ہیں اُن کو عرب سے نکالنے کی کوشش کرو سوم یہ کہ اسامہ کا لشکر روانہ کردو۔ انھیں تینوں باتوں کے واسطے کاغذ اور قلم مانگا تھا کہ زبانی فرما دیا۔ ایک گروہ مسلمانوں کے اس کو قصہ قرطاس کہتے ہیں اور یوں سمجھتے ہیں کہ اس سے یہ مطلب تھا کہ حضرت علیؓ کے لئے خلافت نامہ لکھتے لیکن خلافت نامہ کا حال تو پہلی ہی روایت سے ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے لئے خلافت منظور تھی۔

الغرض اسی بخار میں آپ صلعم نے حضرت عائشہؓ کے حجرے میں دوشنبہ کے روز بارھویں ربیع الاول کو ۱۱ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اصحاب رضوان اللہ علیہم کو اس حادثہ سے بڑا صدمہ ہوا۔ اکثروں کے ہوش جاتے رہے حضرت عثمانؓ ایک مدت تک سکوت میں رہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپ صلعم مرے نہیں ہیں یہ منافقین کا شعبدہ ہے جو ایسا کہے گا اُس کو قتل کریں گے اور اسی لئے ننگی تلوار لئے پھرتے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ اپنے مکان پر اُس وقت نہ تھے۔ خبر وفات کی سُن کر دوڑے آئے اور حجرے میں چلے گئے آپ صلعم کے چہرہ مبارک کو بوسہ دیا اور رونے لگے اور بولے کہ جیسا آپ صلعم زندگی میں خوشبو تھے ویسا ہی بعد ممات بھی ہیں۔ جب باہر آئے اور عمرؓ کا حال دیکھا

منبر پر خطبہ فرمایا کہ اے مسلمانو! مضطرب نہ ہو۔ آیہ ما محمد الا رسول الخ پڑھا اور کہا کہ اگر اُس اللہ کے بندے ہو جس نے محمدؐ کو پیدا کیا اور اُن کو رسول بنایا اور اُسی کو پوجتے ہو بہت درست ہو اور ایمان تمہارا حق پر ہے اور اگر تم محمد صلعم کو پوجتے تھے تو انھوں نے انتقال فرمایا۔ جب عمرؓ نے یہ مضمون سنا اُن کو ہوش آیا اور اپنے قول سے تائب ہوئے۔

اسی اثنا میں کہ لوگ کفن کے سامان میں تھے ایک شخص جسیم اور خوش رنگ آئے اُن کی داڑھی کے بال کچھ سپید اور کچھ سیاہ تھے۔ انھوں نے کچھ کلمات تعزیت کے نعش مبارک کے پاس فرمائے اور بہت روئے اور واپس چلے گئے۔ بعد جانے کے ابوبکرؓ اور علیؓ نے فرمایا کہ یہ خضرؑ تھے۔

حضرت صلعم کی قبر کے بارے میں لوگوں کو اختلاف ہوا۔ لیکن اکثر اصحاب نے اس مضمون کی حدیث سنائی کہ پیغمبر کو وہیں دفن ہونا چاہیئے جہاں اُس کی روح قبض ہو اس لئے عائشہؓ صدیقہ کے حجرے میں مدفون ہوئے۔ حضرت فاطمہؓ کو اس حادثہ سے اس قدر صدمہ ہوا کہ چھ مہینے تک کہ زندہ رہیں نہ ہنسیں۔

حلیہ :- حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قد مبارک میانہ تھا لیکن آدمیوں کے مجمع میں سب سے بالا معلوم ہوتے۔ چہرۂ مبارک کا رنگ گندمی تھا اور اُس میں بڑی ملاحت تھی۔ آپؐ کا سر مبارک بڑا تھا اور سر مبارک کے بال کالے، زلفیں نہ بہت پیچیدہ تھیں نہ سیدھی۔ آپؐ کی زلفیں کبھی نرمہ گوش تک رہتیں اور کبھی کندھے تک زلفوں کے بیچ میں شگاف کی طرف شگاف رہتا جس کو مانگ کہتے ہیں۔ آپ صلعم کے کان نہ بہت بڑے تھے نہ چھوٹے۔ دیکھنے میں خوش نما معلوم ہوتے تھے۔ بھویں آپ صلعم کی جُٹی ہوئی تھیں لیکن ایک باریک رگ درمیان میں فاصل تھی کہ غصے کے وقت ظاہر ہوتی تھی۔ دونوں آنکھیں آپ صلعم کی بڑی اور خوش رنگ تھیں اور سپیدی میں سرخ ڈورے تھے۔ آنکھوں کی پتلی سیاہ تھی پیپوٹے ان آنکھوں کی کسی قدر لمبی تھیں اور رخسارہ مبارک نرم اور پُر گوشت تھے۔ دانت آپؐ کے مثل موتی کے صاف اور چمکیلے اور بات کرنے میں اُن کی چمک مثل بجلی

کے ہوتی۔ آپ صلعم کے جسم مطہر میں سایہ نہ تھا کیوں کہ وہ سراپا نور تھا۔ شمع میں کہاں سایہ ہوتا ہے۔ اور آپ کے بدن سے خوشبو آتی اور آپ کا پسینہ عطر کی جگہ پر لوگ استعمال کرتے۔ درمیان دونوں شانوں کے مہر نبوت تھی۔ کفار کی آنکھ میں بھی مثل متون کے کبوتر کے انڈے کے برابر معلوم ہوتی تھی۔

خُلق:۔ آپ صلعم کے اخلاق کا یہ حال تھا کہ کبھی ایک غریب بڑھیا کا بھی کہنا رد نہ کیا امیر اور غریب سب آپ صلعم سے یکساں راضی اور خوش تھے کسی کو آپ صلعم سے شکایت نہ تھی ایک لاکھ سے زیادہ اصحاب تھے اور سب ایسا جانتے کہ اُن کو ماں باپ بھول گئے۔ اپنا کام بیشتر آپ ہی کرتے جو خوبیاں نبیوں میں جدا جدا تھیں آپ میں اکٹھی تھیں۔ خود اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں آپکے خلق کی تعریف کرتا ہے۔ بشر کی کیا طاقت۔

معجزات:۔ واضح رہے کہ نبی نبی آدم میں مخصوص ہوتے ہیں اور مخصوص ہونا خلاف عادت ہے (نیچر کے خلاف) اس لئے خلاف عادت یعنی معجزہ سرزد ہونا اُن سے ممکن ہے بلکہ ضروری ہے۔ اگرچہ یہ مسئلہ اہل فلسفہ کا بہت صحیح ہے کہ خلاف عادت کوئی بات نہیں ہوتی لیکن ہمارے ایسے عام لوگوں میں نہ کہ مخصوص لوگوں میں مثل انبیا اور اولیا کے کہ اُن میں ایک خاص بات روحی ترقی سے حاصل ہوتی ہے اور روحی ترقیات آدمی میں ہوتا اختیار نہیں ہے۔ اگرچہ کوشش کو ہر امر میں اللہ تعالیٰ نے بڑا دخل دیا ہے لیکن طبیعت کی مناسبت بھی ایک چیز ہے جو خلقی ہوتی ہے۔

حضرت صلعم کے معجزات اس قدر نہیں ہیں کہ احاطہ تحریر میں آسکیں معجزے سے کتابیں بھری ہیں اور چوں کہ اولیا کی کرامت بھی نبی کے معجزے کے تحت میں ہوتی ہیں اس سبب سے معجزے کی انتہا ہی نہیں ہے۔ ایک معجزہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن مجید ہے کہ آج تک کوئی ایک آیت کے مثل بھی نہ لکھ سکا اور ایک بڑی بات یہ ہے کہ تیرہ سو برس ہوئے اور قرآن مجید کے ایک حرف میں بھی مثل اور کتب سماوی کے تحریف نہ ہوئی

ایک معجزہ چاند کا پھٹ جانا ہے کہ جس کا ذکر ہنود کی کتاب میں بھی پایا جاتا ہے۔ دوسرا معجزہ حضرت علیؓ کے لیے سورج کا لوٹ آنا۔ پھر استن حنانہ کا فراق میں آدمی کے فریاد کرنا۔ پھر سو برس کے مردے کا زندہ ہونا۔ آپ کے لعاب دہن سے بیماریوں کا شفا پانا۔ انگلیوں سے پانی کا فوارہ جاری ہونا اور چار سیر آٹے میں ایک ہزار آدمیوں کا آسودہ ہونا۔ شجر اور حجر کا کلمہ پڑھنا۔ اور آپ کی نبوت کو برحق کہنا۔ حق تو یہ ہے کہ آج تک آپ صلعم کے معجزے ظاہر ہوتے ہیں آنکھ ہو تو دیکھیے۔

واضح رہے کہ موافق آیہ کریمہ وازواجہ امھاتھم یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں اُن کی اُمت کی ماں ہیں۔ ازواج طیبات قابل تعظیم ہیں اور اُن کا ذکر بقید نام لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ آپ کی گیارہ بیبیاں اور پانچ سریہ تھیں۔ پہلی بی بی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں کہ اُن کا انتقال پانچ برس پہلے ہجرت کے ہو چکا تھا اور اُن سے آپ کے صاحبزادے قاسم اور طیب طاہر ہوئے کہ بچپن ہی میں انتقال فرمایا اور چار صاحبزادیاں حضرت زینبؓ ابی العاص کی زوجہ اور رقیہؓ اور ام کلثوم جن کا نکاح حضرت عثمان غنیؓ سے یکے بعد دیگرے ہوا۔ اور حضرت فاطمہ زہراؓ جن کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا اور انھیں کی نسل اب آل نبی یعنی سادات ہیں۔ دوسری بی بی حضرت صلعم کی حضرت سودہؓ بنت ربیعہ تھیں جو آپ کے سامنے ضعیفہ ہو گئیں اور اپنی نوبت حضرت عائشہؓ کے لیے چھوڑی اور بماہ شوال ۵۴ھ ہجری کو انتقال فرمایا۔ تیسری بی بی آپ صلعم کی حضرت عائشہ صدیقہؓ تھیں بیٹی ابوبکر صدیقؓ کی کہ تین برس ہجرت کے پہلے اُن کا نکاح مکہ میں ہوا اُن کا انتقال ۵۵ھ ہجری میں ہوا۔ چوتھی بی بی آپ کی حفصہؓ بنت عمرؓ تھیں اُن کا انتقال ۴۵ھ ہجری میں ہوا۔ پانچویں زینبؓ بنت خزیمہ تھیں جن کا انتقال ۴ھ ہجری میں ہوا اور صرف آٹھ مہینے بعد نکاح کے زندہ رہیں۔ چھٹی بی بی آپ صلعم کی ام سلمہ تھیں کہ اُن کی ماں عبدالمطلب کی بیٹی تھیں ان کا انتقال ۵۹ھ میں ہوا حسن بصری کی ماں آپ کی لونڈی تھیں اور حسن بصری نے

اُن کا دودھ غیر ایام رضاعت میں پیا تھا۔ ساتویں بی بی حضرت کی زینب بنت جحش تھیں کہ یہ بھی عمہ رسول اللہ کی بیٹی تھیں۔ اُن کا انتقال سنہ ۲۰ ہجری میں ہوا۔ آٹھویں بی بی آپ کی ام حبیبہ تھیں جو ابی سفیان کی بیٹی تھیں اُن کا انتقال سنہ ۴۴ ہجری میں ہوا۔ نویں بی بی آپ کی جویریہ بنت حارث تھیں جن کا انتقال سنہ ۵۶ ہجری میں ہوا۔ دسویں بی بی آپ کی صفیہ بنت اخطب تھیں کہ اولاد سے ہارون پیغمبر کی تھیں اُن کا انتقال سنہ ۵۲ ہجری میں ہوا۔ گیارھویں میمونہ بنت حارث تھیں کہ اُن کا انتقال سنہ ۵۱ ہجری میں ہوا۔ اور سریہ میں پہلی ماریہ قبطیہ تھیں کہ اُن کا انتقال سنہ ۱۶ ہجری میں ہوا۔ ان سے ابراہیم ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے کہ بچپن ہی میں انتقال کیا۔ دوسری ریحانہ تھیں کہ سنہ ۱۰ ہجری میں انتقال کیا۔ تیسری ام ایمن چوتھی سلمی۔ پانچویں رضوی۔ اور ہر ازواج مطہرات کا دین مہر پانسو درم تھا۔ صرف صفیہ اور ام حبیبہ کا چار سو درم تھا۔

باب تیسرا خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ

فصل پہلی

واضح رہے کہ بعد وفات حضرت صلعم کے جس وقت اصحاب آپ کے دولت خانہ میں مجتمع تھے اور غسل اور کفنانے کے سامان میں تھے کہ اسی اثنا میں مغیرہ بن شعبہ آئے اور حضرت عمر سے کہا کہ انصار سقیفہ بنی سعد میں جمع ہو کر چاہتے ہیں کہ امر ریاست کو قبضہ میں سعد بن عبادہ کے کر انصار سے تھے سپرد کریں۔ یہ سنکر حضرت عمرؓ اور ابوبکر مع ابو عبیدہ وغیرہ کے اس خیال سے کہ امور شریعت میں خلل نہ واقع ہو وہاں سے چلے اور سقیفہ میں پہونچے۔ اور ابوبکر نے کہا کہ اے انصار محمد صلعم اللہ تعالیٰ کے جوار رحمت میں پہونچے۔ اگر کسی کو امر ریاست

کے لیے سردار مقرر کیا جائے تو امور دین میں فتور آ جانے کا احتمال ہے۔ اس لیے مناسب ہے کہ ہم لوگ نسب اور بزرگی میں مہاجر اور انصار کے غور کر کے ایک شخص کو سردار مقرر کریں سعد بن عبادہ نے جواب دیا کہ جو بزرگی اللہ تعالیٰ نے انصار کو عنایت کی وہ کسی کو نہیں ہو سکتی کیونکہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آن کے یاروں کو پناہ دی اور اُن کے لئے دشمنوں سے لڑے اور جان و مال فدا کیا۔ کہ جس سے اسلام کے کاموں میں ترقی ہوئی حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ جو بزرگی انصار کی اور اُن کے احسانات ہیں اُس کے مقر ہم بھی ہیں لیکن قریش کی قوم کو اللہ نے تمام عرب کی قوموں پر ترجیح اور بزرگی دی ہے۔ اس لیے جب تک اُن میں سے لوگ اس امر کے قبول کرنے سے انکار نہ کریں، دوسری قوم میں سے کسی کا سردار ہونا مناسب نہیں۔ پس مناسب ہے کہ امارت قریش میں رہے اور وزارت انصار میں۔ عمرؓ نے کہا کہ آپ لوگوں نے نہیں سُنا ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے الائمۃ من قریش یعنی امارت قریش میں ہونی چاہیے۔ سعد کے بیٹے بشیرؓ نے کہا کہ یہ حدیث ہم نے نہیں سُنی لیکن یہ امر آپ لوگوں میں سے کسی کے ساتھ ہونا زیادہ مناسب ہے۔ ابو بکرؓ نے کہا کہ یہ امر ہم اپنے لیے نہیں چاہتے۔ اور خلافت کے لیے ان دونوں میں سے یعنی عمرؓ اور ابو عبیدہؓ سے کسی کو چُن لو اور مقرر کرو۔ اس پر اُن لوگوں نے ابو بکرؓ سے کہا کہ اس امر کی بزرگی اور قابلیت آپ کی پیشانی سے ظاہر ہے۔ آپ کے ہوتے ہوئے دوسرا شخص خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ اور حضرت عمرؓ نے ہاتھ بڑھا کر وہیں بیعت کی۔ دوسرے دن حضرت ابو بکرؓ نے خطبہ منبر پر پڑھا۔ اور سب لوگوں نے علانیہ بیعت کی۔

ایک گروہ مسلمانوں کا حضرت علی کی بیعت میں اختلاف کرتا ہے لیکن یہ خبر درست نہیں معلوم ہوتی ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اُس فرقہ کا ہونا اُسی وقت سے ظاہر ہوتا۔ حالانکہ اُس فرقہ کی بنیاد حضرت علیؓ کے بعد سے ظاہر ہوتی ہے بلکہ عینی میں کہ بہت معتبر اور پُرانی کتاب ہے ایسا لکھا ہے کہ حضرت علیؓ نے جب سُنا کہ لوگوں نے حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت

کی فوراً دوڑے آئے اور بیعت کی۔ اس پر ابی سفیان نے اُن سے کہا بھی کہ تمہارے ہوتے ابوبکرؓ کو خلیفہ ہونے کا کیا حق تھا اور تم کہو تو تمہارے لیے یہ میدان لشکروں سے بھر دوں اس پر حضرت علی نے کہا کہ تمہارے دل میں ہمیشہ سے افسدا ہی۔ بعد ایمان کے بھی اُس کا اثر باقی ہے۔ اور خلفاے راشدین کا خلافت قبول کرنا محض اللہ کے واسطے تھا۔ جیسا اُن کی مابعد کی کارروائیوں سے ظاہر ہوا اور اُس میں نفسانیت کو ذرا بھی دخل نہ تھا۔ غیر مذہب کے فرقے بھی مثل نصارا اور یہود کے اس بات کے مقر ہیں کہ اگر نفسانیت کو ذرا بھی دخل ہوتا تو اپنے بیٹوں کو یہ لوگ اپنا جانشین کر جاتے اور عمرؓ اپنے بیٹے کو دُرّے سے نہ مار ڈالتے۔ حضرت علیؓ کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی صحابہ شہید ہوتے نہایت غم کرتے اور کہتے کہ میں اُن سے پہلے کیوں نہ شہید ہوا۔ اور اپنی صاحبزادی ام کلثوم کا عقد کہ حضرت فاطمہؓ سے تھیں حضرت عمرؓ سے کر دیا۔ اگر آپس میں عداوت ہوتی تو ایسا امر کیونکر ظہور میں آتا اور حضرت علیؓ کی شجاعت مشہور ہے۔ کچھ ڈرپوک بھی نہ تھے کہ دب کر ایسا کام کیا ہوگا۔ جس وقت خلافت کی بعیت ہوئی ۳۳۰۰۰ صحابہ موجود تھے۔ اُن کی رائے اور فہم ہماری فہم و رائے سے کہیں بہتر ہو گی۔ پھر حضرت صلعم نے فرمایا کہ سب سے بہتر ہمارا زمانہ ہے اُس کے بعد ہمارے صحابہ کا اور اُس کے بعد اُن کے تابعین پیرواں کا۔ اگر ۳۳۰۰۰ صحابہ کی روایت اور رائے اعتبار نہ کی جائے تو قرآن مجید بالکل باطل ٹھہر جاتا ہے کہ اُنھیں سے ہم تک آیا ہے۔ وہذا محال۔

فصل دوسری

حضرت ابوبکرؓ نے باوجود خلیفہ ہونے کے بادشاہ اور شاہزادے کا خطاب لینے سے انکار کیا۔ بعض مسلمان نے خلیفۃ اللہ کا لقب دینا چاہا لیکن آپؓ نے انکار کیا۔ اور فرمایا کہ میں خدا کا خلیفہ نہیں ہوں بلکہ اپنے نبی کا خلیفہ ہوں جس کی مرضی اور ارادے کے موافق کرنا ہمارا کام ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ ایسا کرنے میں ہم رسومات اور جانبداری

سے پرہیز کرنے کی کوشش کریں گے۔ اللہ اور رسول کا حکم بجا لانے میں ہماری اطاعت
کرو۔ اگر ہم ان حدود سے باہر جاویں تو تم پر ہمارا کچھ اختیار نہ ہوگا۔ اگر ہم غلطی کریں تو صحیح بات
بتا دو۔ ہم مستوجب سزا کے ہونگے۔ آپؓ نے خطاب خلیفہ یا جانشین کا نہیں لیا۔ جو خطاب
مابعد کے شاہان عرب اپنے نام کے ساتھ ضم رکھتے تھے۔ اُن لوگوں نے صرف اسی
خطاب پر اکتفا نہ کیا۔ بلکہ اکثروں نے مابعد میں لقب خلیفہ اور خلیفۃ اللہ اور ظل اللہ کا لیا۔
اصل نام حضرت ابوبکرؓ کا عبداللہ عتیق ابن ابوقحافہ تھا۔ اور آپ کو صدیق بھی کہتے
ہیں کیونکہ آپؓ نے معراج کے سفر کی صداقت پہلے کی تھی۔ لیکن آپؓ زیادہ ابوبکر کے نام
سے مشہور تھے۔ وقت جانشینی کے حضرت ابوبکرؓ کا سن قریب ۶۲ برس کے تھا۔ آپ کا
قد کشیدہ تھا۔ اور خوبصورت۔ رنگ گندمی اور ڈاڑھی گھنی حنا سے رنگی ہوئی تھی۔ آپ
بڑے عادل اور صاحب یقین تھے۔ آپ بے غرض اور ایماندار اور اسلام کے بڑے
خیر خواہ تھے۔ آپؓ دولت۔ نمائش۔ عیش۔ اور خواہشات نفسانی سے محض مبرّا اور بے پروا تھے
آپ نے مشاہرہ لینے سے انکار کیا۔ آپؓ نے صرف وہ اخراجات جو محض ایک عام عرب
کو درکار ہے مثل ایک گھوڑے یا ایک اونٹ کے لیئے اور اپنے متعلقان کے واسطے
بیت المال سے لینا قبول کیا۔ اور جو کچھ آپؓ کے اخراجات سے بچ جاتا اُس کو ہر جمعہ
کو ذی فنون اور مساکین کو خیرات کرتے۔ اور غریبوں کی مدد کرنے میں آپؓ ہمیشہ مستعد
رہتے۔ آپؓ نے ایام خلافت میں حضرت عائشہؓ کو اپنے خانگی امورات کا حساب و کتاب
سپرد کیا تھا اور کہا تھا کہ خوب نگراں رہنا کہیں میں دولت نہ جمع کرلوں باوجود اس کے
کہ آپ بڑے دانشمند تھے تاہم آپ کے کل کام شورے پر منحصر تھے۔ اکثر عرب کی قوموں نے
جو تلوار کے زور سے ایمان لائی تھیں اور اُن کو دین پر قائم رکھنے کے لیے عذاب سے
ڈرانا اور جہاد دونوں درکار تھا بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ برحق کی
اطاعت سے باہر جانا چاہا اور زکوٰۃ اور عشر نکالنے سے انکار کیا۔ اکثر قوموں نے یکے بعد

The [illegible] is a [illegible] one

دیگرے بغاوت کا جھنڈا اُڑانا شروع کیا۔ یہاں تک کہ خلافت کے احکام صرف تین ہی شہروں میں باقی رہ گئے یعنی مدینہ منورہ۔ مکّہ معظمہ۔ اور طائف بلکہ ایک بڑی مضبوط قوم نے باغیوں کی مدینہ پر حملہ آور ہونے کی تیّاری کی۔ اُن کا سردار ایک قومی اور مشہور شیخ تھا جس کا نام مالک ابن نویرہ تھا۔ وہ ایک عالی خاندان شجاع عمدہ سوار اور نامی شاعر تھا۔ یعنی سب صفتیں جس کے خواہاں عرب ہوتے ہیں اُس میں موجود تھیں اور اُس کی بی بی تمام عرب میں خوبصورتی کے واسطے مشہور تھی۔

اس بہادر شاعر اور اُس کے لشکر کی خبر سنکر حضرت ابوبکرؓ نے شہر کی مضبوطی کی۔ اور قریب کے پہاڑوں اور غاروں میں تمام آدمیوں کو مرد سے عورت تک اور لڑکوں سے بوڑھوں تک تعینات کیا۔ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تھا لیکن آپ صلعم کے اسلام کی تلوار ہنوز باقی تھی۔ یعنی خالدؓ ابن ولید آپ کے آگے آکر کھڑے ہوئے تاکہ وہ اسلام کی شہرت قائم رکھیں۔ خالد بن ولیدؓ ساڑھے چار ہزار آدمیوں کے ساتھ اور مع گیارہ جھنڈوں کے باغیوں کے مقابلہ کو روانہ ہوئے حضرت ابوبکرؓ باغی سردار کے چال چلن اور قابلیت کا لحاظ رکھتے تھے۔ اور اُس پر نرمی سے کامیاب ہو جانا چاہتے تھے۔ اس لیے خالدؓ بن ولید سے فرما دیا تھا کہ جب مالک بن نویرہ گرفتار ہو جائے تو اُس کو عزت کے ساتھ رکھیں اور قیدی پر رحم کریں۔ اور سہل ذریعوں سے اُن کو اسلام کی قید میں در لاویں۔ مگر خالدؓ بن ولید بڑے بہادر اور شجاع تھے اُن کو اپنی شجاعت میں سہل ذریعوں کی طرف کم لحاظ رہتا تھا۔

باغیوں کو ایک سخت لڑائی میں خالدؓ نے شکست فاش دیکر اُن کے ملکوں پر قبضہ کر لیا۔ اور اپنے لشکر کو لوٹ کی اجازت دی۔ قیدیوں کے زمرے میں مالک ابن نویرہ اور اُس کی بی بی بھی تھی۔ خالد نے مالک سے پوچھا کہ تم زکوٰۃ نکالنے سے کیوں انکار کرتے ہو۔ اُس نے کہا کہ ہم خدا کی عبادت بے خرچ کر سکتے ہیں۔ اسی گفتگو میں خالد

سے نے قتل کا حکم دیا۔ اور ضرارؓ بن الازور نے اُسے قتل کیا۔ یہ خبر مدینہ میں پہنچی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ خالد نے ایک مسلمان کا خون کیا۔ کتاب اللہ کے خلاف کیا۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ بہت ٹھیک کیا۔ اور جس تلوار کو اللہ نے خود میان سے باہر کیا اُس کو ہم کیونکر میان میں کریں۔ اور مالک کی زوجہ سے خالدؓ نے عقد کیا۔

تھوڑے ہی عرصہ کے بعد خالدؓ بن ولید مسیلمہ کذاب کے مقابلہ کو بھیجے گئے۔ مسیلمہ نے حضرت صلعم کی علالت کی خبر سُنکر اپنے مذہب کے قواعد جاری کرنا شروع کیے اور جب آپ صلعم کے وفات کی خبر سُنی تو اور بھی خوش ہوا۔ روز بروز اُس کے اقران اور ہمسایے اُس کے گروہ میں آتے گئے۔ یہاں تک کہ صوبہ یمامہ جو درمیان بحر احمر اور بحیرہ فارس کے ہے اُس کے تصرف میں آگیا۔ درمیان اُن لوگوں کے جو اُس کے مذہب میں در آئے۔ ملکہ سجاح زوجۂ ابو شحصلہ قوم تمیمہ کی بڑی شاعرہ بھی تھی۔ وہ مسیلمہ کو دیکھنے آئی تھی۔ جیسے بلقیس سلیمان کے جاہ و حشم کو دیکھنے گئی تھی۔ سجاح بھی شہر سبا کی ملکہ تھی۔ لیکن وہ مسیلمہ پر فریفتہ ہوگئی اور اُس کے نکاح میں در آئی۔ اس سبب سے اُس کے لشکر والے اُس سے بگڑ گئے۔ اور مالک بن نویرہ کو کہ سالار لشکر تھا اپنا سردار مقرر کیا۔ سجاح نے مسیلمہ کا مذہب بھی اختیار کیا اور اُس سے پیشین گوئی سیکھی۔ اور اس کے بدلے میں مسیلمہ کو شاعری تعلیم کی۔ اکثر اشعار مسیلمہ کے ایک مورخ نے جمع کیے ہیں۔

خالدؓ بن الولید کے آنے سے مسیلمہ کے خیالات بدل گئے۔ خالدؓ کے ساتھ بڑی فوج تھی یعنی دس ہزار آدمی تھے۔ مسیلمہ ایک لاکھ آدمیوں سے مقابل ہوا۔ عقربہ کے قریب جو یمامہ کی دار الخلافت سے دور نہیں ہے سخت لڑائی ہوئی پہلے باغیوں کو کسی قدر فتح نمایاں ہوئی۔ اور بارہ سو مسلمان شہید ہوئے۔ پھر خالد نے اپنے لشکر کو حملہ کیا اور دشمن کو ہٹا دیا۔ دشمن کے دس ہزار آدمی مارے گئے۔ مسیلمہ نا امید ہو

کے ساتھ لڑا۔ لیکن آخر کار زخمی ہو کر گرا۔ اُسی وحشی نے جس نے امیر حمزہ کو شہید کیا تھا مسیلمہ کو قتل کیا۔ خالد نے ایسے مشکل وقت میں اور بھی جنگی کارروائیاں کیں اور دوسرے مسلمان سرداروں کو بھی مدد دی جو اطراف و جوانب میں بغاوت کے دفع کرنے میں مصروف تھے۔ اور یہ صرف خالد ہی کی تیزی اور چستی کا سبب تھا کہ خلافت کے پہلے ہی سال کے ختم ہونے سے پیشتر اسلام کی سلطنت میں پھر تسلط قائم ہوا۔ بعد ختم ہونے یوم مسیلمہ کی لڑائی کے حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کو رائے دی کہ کلام اللہ ایک جگہ جمع ہونا چاہیئے کیونکہ بہت صحابہ غزوہ عقربہ میں شہید ہوئے اور اُن کے ساتھ پیغمبر خدا کی بہت باتیں گذر گئیں۔ اسی طرح چند عرصے بعد اصحاب کے شہید ہونے سے جمع ہونا قرآن کا دشوار ہو جائیگا۔ آپ نے اس امر کو پسند کیا لیکن اس کا انجام مابعد کی خلافت میں ہوا۔

فصل تیسری

جب باغی قومیں عرب کی پھر موافقت میں در آئیں۔ اور صلح قائم ہو گئی تو حضرت ابوبکرؓ نے پھر اپنے ارادوں کو پیغمبر برحق صلعم کے حکم کی تعمیل کی طرف مذہب اسلام کو تمام دنیا میں پھیلانے کے واسطے متوجہ کیا کہ تمام دنیا کی قومیں خواہ بزور تلوار خواہ بہ تالیف مسلمان ہو جاویں۔ اب وہ خوفناک لڑائیاں جو درمیان فارس اور روم کی مدت سے تھیں اگرچہ ختم ہو چکی تھیں لیکن اُن کے اثر نے ان قوی ملکوں کو ضعیف کر دیا تھا۔ اور اُن کے سرحدوں کو حملے کے قابل چھوڑ دیا۔ اس لیے اپنی خلافت کے دوسرے برس حضرت ابوبکر نے حسب منشا پیغمبر برحق فتح شام کی تیاریاں کیں۔ اُس وقت ملک شام میں سرزمین بیت المقدس و فونیشیا و کل زمین جو درمیان دریائے فرات و بحر روم کے واقع ہے۔ داخل تھی۔ اُس وقت یہ سب ملک مع اپنی چھوٹی چھوٹی ریاستوں اور بادشاہوں کے قیصر ہرقل بادشاہ قسطنطنیہ کے تحت میں تھے۔

خالد

ملک شام پہلے فراعنہ مصر کے تحت میں اُس کے بعد فارسیوں کے قبضہ میں رہا اُن سے سکندر اعظم کے وقت سے یونانیوں نے لیا۔ یونانیوں سے رومیوں نے لیا۔ رومیوں سے مسلمانوں نے لیا۔ اور اس وقت تک کہ تیرہ سو برس ہوئے مسلمانوں کے قبضہ میں رہے۔ اور اُن سلطنتوں کے بادشاہوں کا ذکر اس کتاب کے آخر میں ہوگا مطابق آسمانی کتابوں کے ملک شام زمانہ دراز سے عربوں کو موعود تھا اور بہت دنوں سے بوجہ رسم و راہ قافلہ اورلانے غلہ کے اُس کو جانتے تھے۔ یہاں غلہ افراط سے ہوتا تھا۔ کچھ حصہ اس ملک کا زراعت وکاشتکاری میں غلوں کی اور کچھ حصہ باغوں میں عمدہ قسم کے پھل دار درختوں کی اور کچھ حصہ چراگاہوں میں مویشیوں کے منقسم تھا۔ عرب کے سرحدوں پر شہر تھے جو اندرونی تجارتوں سے معمور تھے۔ ہر گاہ اُن کے بندرگاہ اگرچہ قدیم زمانہ کے طائر اور سائدوں کے مانند جاہ و جلال کے نہ تھے لیکن تاہم بڑے تجارت گاہوں کے مرکز تھے۔

سنہ ۱۲ ہجری میں حضرت ابوبکرؓ نے مکاتیب ذیل رئیسانی عرب اور حجاز عرب کے سرداروں کے نام لکھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم منجانب عبداللہ عتیق ابن ابو قحافہ بنام کل سچے مسلمانوں کے۔ الحمدللہ والثنا رالرسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اس خط کے ذریعہ سے تم لوگوں کو مطلع کرتے ہیں کہ ہمارا ارادہ مسلمانوں کا ایک لشکر شام کی طرف اس غرض سے روانہ کرنے کا ہے کہ وہ لوگ اُس ملک کو کافروں سے نجات دیں اور ہم تم کو یاد دلاتے ہیں کہ سچے مذہب کے لیے لڑنا اللہ تعالےٰ کی طاعت کرنا ہے۔ اس سے زیادہ لکھنے کی حاجت نہ تھی۔ ہر عرب جس کے پاس ایک گھوڑا یا اونٹ یا بھالا تھا۔ آپ کے اسلامی جھنڈے کے نیچے حاضر تھا۔ روزانہ ایک شیخ اپنی جنگجو قوم کے ساتھ حاضر آتا۔ اور تھوڑے ہی دنوں میں مدینہ کے اطراف کے میدان اقوام

عرب کے خیموں سے بھر گئے۔ اس فوج کی سالاری یزید بن ابی سفیان کو دی گئی۔ فوج کو روانگی اور خیمہ اُکھاڑنے کی بے صبری ہوئی۔ اُنھوں نے کہا کہ ہمارے یہاں سُست پڑے رہنے سے کیا فائدہ جن کو آنا تھا آچکے اب زیادہ کی امید نہیں۔ مدینہ کے میدانوں میں ہماری اور ہمارے گھوڑوں کی غذا کہاں ہے۔ ہم کو حکم ملے اور ہم شام کے زرخیز ملک کو روانہ ہوں۔

حضرت ابو بکرؓ نے اُن کی استدعا منظور کی۔ ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر آپ نے فوج کو ملاحظہ کیا۔ آپ کا دل خوشی سے جوش میں آگیا۔ جس وقت جوق جوق قوموں کو اُن کے ہتھیاروں کو چمکتے، اُن کے گھوڑوں کے رسالے، اُن کے اونٹوں کی قطار کو دیکھا اور یاد کیا کہ رسول اللہ صلعم کے جھنڈے کے نیچے کتنی قلیل فوج تھی۔ اور اب کس قدر ہیں۔ بارہ برس بھی نہیں گزرے تھے جب کہ حضرت صلعم تنہا مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ آئے تھے اور کوئی ساتھ سوائے معدودہ چند کے نہ تھا۔ اور اب آپ صلعم کے خلیفہ کی طلب پر ہزاروں آدمی جمع ہو گئے۔ اور دور دور کی سلطنتیں اسلام کی تلوار سے کانپنے لگیں۔ ان سب باتوں کو خیال کر کے حضرت ابو بکر نے ہاتھ اُٹھایا اور اُن کی کامیابی کی دعا کی۔ تب روانگی کا حکم دیا۔ خیمے اُکھاڑے گئے۔ اور اونٹوں پر بار کیے گئے۔ اور عرصۂ قلیل میں فوج نے پہاڑوں اور دروں کے ایک بڑے سلسلہ کو طے کیا۔

حضرت ابو بکرؓ ایک روز کی راہ پیدل فوج کی مشایعت میں آئے۔ سرداروں نے اُتر کر اپنا اپنا گھوڑا دینا چاہا۔ آپ نے قبول نہ فرمایا اور کہا کہ تم سوار رہو کہ تم اللہ کی راہ میں جاتے ہو۔ اور میری پیادہ روی پر خیال نہ کرو۔ کہ میں ہر قدم پر جزا پاتا ہوں۔ آپ کی آخری نصیحت جو یزید سالار لشکر کو کی تھی نرمی اور گرمی سے مشترک تھی۔ آپؓ نے اپنے سپاہیوں پر مہربانی اور لحاظ رکھنا، اُن کے کل معاملات

میں منصف رہنا۔ اور اُن سے مشورہ اور رائے لینا۔ دلیری سے لڑنا اور دشمن کی طرف کبھی پیٹھ نہ کرنا۔ جب فتحیاب ہو بوڑھوں کو ضرر نہ پہونچانا اور لڑکوں اور عورتوں کی حفاظت کرنا۔ کھجور اور دوسرے پھلدار درختوں کو برباد نہ کرنا۔ کھلیانوں میں آگ نہ لگانا۔ اور کسی جانور کو سوائے اپنے کھانے کے لیے نہ مارنا۔ کل دین داروں کا جو صومعہ میں رہتے ہیں اعزاز کرنا اور اُن کی عمارتوں کو ضرر نہ پہونچانا لیکن اگر اور قسم کے کافروں سے ملو جو تراشیدہ ٹوپی پہنے پھرتے ہیں اور شیطانی یہودیوں کے عبادت خانہ سے علاقہ رکھتے ہیں بیشک اُن کا سر کاٹو یہاں تک کہ اسلام قبول کریں یا جزیہ دیں۔

یزید بن ابی سفیان ان سب نصیحتوں کو سُنتے ہوئے اپنی روانگی میں مصروف رہے اور مقدس خلیفہ مدینہ کو واپس گئے۔ وہ دعائیں جو آپؓ نے فتحیابی کے لیے کی تھیں قبول ہوتی نظر آئیں۔ عرصۂ قلیل میں ایک رسالہ گھوڑوں خچروں اور اُونٹوں کا لوٹ کے اسباب سے لدا ہوا مدینہ کے دروازے میں داخل ہوا۔

شام کی سرحد پر یزید بن ابی سفیان کو ایک لشکر قیصر ہرقل کا بھیجا ہوا ملا۔ اور اُس سے مقابلہ کی ٹھہری یزید نے اُس کو شکست دی اور اُس لشکر کا سردار مع بارہ سو آدمیوں کے مارا گیا۔ یزید بن ابی سفیان مابعد کی بھی کئی لڑائیوں میں کامیاب ہوئے۔ کل لوٹ کے اسباب جو ان لڑائیوں میں ہاتھ آئے۔ خلیفہ وقت کے پاس بطور تحفہ کے پہلے پہل شام سے بھیجے گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس کامیابی کی خبر مکہ میں اور دوسرے اطراف میں بھیجی۔ اور کل سچّے مسلمانوں کو اس فتحیابی کی اقتدا کے لیے طلب فرمایا۔

ایک دوسرا لشکر فوراً ہی سعیدؓ بن خالد کے زیر حکومت روانہ کیا گیا۔ یہ تقرّری حضرت عمرؓ کے خاطر خواہ ہونے سے جن کی رائے اور خواہشوں پر اہل مدینہ کو نہایت

وثوق تھا حضرت عائشہ نے اپنے والد سے کہا کہ سعید کو واپس بلا لیجیے - اور اُن کی جگہ عمرو ابن العاص کو مقرر کیجیے یہ وہی ہیں جنھوں نے حضرت صلعم کی مذمت نظم کی تھی اور بعد ایمان لانے کے اسلام کے بڑے بڑے امورات انجام دیتے رہے اور بڑے لائق سردار اور دلیروں میں شمار کیے گئے - اُس زمانہ میں اہل اسلام میں ایسی بے نفسی اور جہاد کا جوش تھا کہ سعیدؓ نے اس حکم کے بجا لانے میں کوئی عذر نہ کیا اور اُسی لشکر میں مثل ایک معمولی سپاہی کے رہنا قبول کیا -

فوج کی روانگی کے وقت حضرت ابو بکرؓ نے کہ صلاح و مشورہ میں بے نظیر تھے عمرو بن العاص کو چند ضابطے انتظام سلطنت کے بتائے اور اُن کو نصیحت کی کہ راستبازی سے رہنا - گویا کہ خدا کے سامنے موجود ہو - اور فنا تمہارے لیے ہے - اور تم کل چیزوں کے لیے کہ واقع ہونگی جوابدہ ہوگے - دوسروں کے خانگی امورات میں دست اندازی نہ کرنا - اور اپنے آدمیوں کو مذہبی تکرار سے بہ نسبت واقعات یا مسائل کے کہ ایام جہالت میں ہوئے باز رکھنا - اور قرآن پڑھنے کی تاکید کرنا کہ اُس میں کل ضروری احکام جن کا جاننا لازم ہے درج ہیں -

اب چونکہ بہت سی فوجیں شام میں جمع ہو گئیں اور اکثر سردار فراہم تھے - حضرت ابو بکرؓ نے ہر ایک کے واسطے جدا جدا جنگ کے میدان تجویز کیے عمرو بن العاص کو بیت المقدس یعنی فلسطین کا علاقہ سپرد ہوا - ابو عبیدہؓ کے لیے حمص (امسا) کا علاقہ تجویز ہوا - یزیدؓ بن ابی سفیان کے حوالے دمشق کا علاقہ کیا گیا - اور شرجیلؓ بن حسنہ کو وہ ملک سپرد ہوا جو دریائے جارڈن کے اطراف میں بیت المقدس سے پورب ہے - سب لوگوں کو ہدایت کی گئی کہ جہاں تک ہو سکے صلاح سے کام کریں اور ایک دوسرے کو ضرورت کے وقت مدد دیں - اور جب اکٹھے ہو جاویں تو سب ابو عبیدہؓ کے زیر حکومت رہیں جن کو شام (سیریا) کی حکومت عام سپرد کی گئی تھی

حضرت ابو عبیدہؓ کا اعزاز حضرت ابو بکرؓ کے دل میں تھا اس لیے انھوں نے خلافت کی تجویز کے وقت بھی اُن کا نام لیا تھا۔ اُن کی عمر قریب پچاس برس کے تھی۔ اسلام کے کاموں میں نہایت سرگرم لیکن لڑائی میں سہولیت فرماتے۔

ہر گاہ یہ بڑی لڑائی رومیوں سے شروع کی گئی، ایک چھوٹی فوج عراق عرب پر حملہ کے لیے بھیجی گئی۔ یہ صوبہ جس میں کلدیہ یعنی بابلستان شامل ہے، یوں محدود ہے۔ پورب اس کے ملک ساسانیاں (اہواز) اور کردستان ہے۔ اور اسیریا (عراق عجم) اور میدیہ کے پہاڑ بھی ہیں۔ پچھم اس کے شام اور عرب کا ریگستان ہے۔ یہ ایک ملک تھا جو ایران کا خراج گزار تھا۔ اس سبب سے ایک حصہ اُس ملک کا کہلاتا ہے۔ اس علاقہ میں المثنیٰ تھے۔ لیکن حضرت ابو بکرؓ کو خالد بن ولید کی دلیری پر بہت بھروسا تھا۔ وہ اُس وقت تک ایک مختصر فوج کے ساتھ کسی باغی صوبہ میں جنوبی عربستان کے تھے جب کو اُنھوں نے سر کیا تھا حضرت ابو بکرؓ نے اس مضمون کا خط اُن کے نام پر روانہ کیا۔

اب تم عراق عرب کی طرف جاؤ۔ علاقہ ہیرا اور کوفہ کا تمھارے سپرد کیا گیا بعد کامیابی ان سب جگہوں کے ابلا کی طرف رخ کرنا اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے اُس کو بھی سر کرنا۔ ہیرا ایک چھوٹا سا ملک بابلستان سے پچھم شام کے ریگستان کے کنارے پر ہے۔ اُس کی بنیاد کسی قحطان کی قوم عرب نے ڈالی تھی اور چھ سو برس کے پہلے سے قائم تھا۔ یہ ایک عرصہ سے خاندان منذار کے شہزادوں کے علاقہ میں تھا جو کسرائے فارس کے باج گزار تھے۔ اور اُن کی نیابتاً عراق عرب پر متصرف تھے۔

تیسری عیسائی صدی میں اکثر یعقوبی نصرانی بہ سبب شدت اور بدانتظامی کے مشرقی گرجوں سے نکال دیئے گئے تھے۔ وہ سب درمیان عرب کی قوم کے ہیرا میں پناہ گزین ہوئے۔ اُن کی تعداد مابعد میں دوسرے حصہ کے مفروریوں سے بہت

بڑھ گئی۔ یہاں تک کہ حضرت صلعم کی پیدائش کے تھوڑے ہی زمانے پہلے ملک ہیرا
کا بادشاہ اور اُس کی رعایا عیسائی ہوگئی۔

بہت کچھ تعریف اس ملک، کے دار السلطنت کی جو اس ملک کے ہمنام تھا لکھی ہے یہاں دو جگہ نہایت مرصع تھیں۔ اور ان میں سے ایک کی خوبصورتی معمار کے ہلاکت کی باعث ہوئی۔ کیونکہ بادشاہ نے یہ خیال کرکے کہ کوئی ایسی ہی عمارت دوسرے ملک میں بھی نہ بناوے معمار کو مینار سے گرا دیا۔ خالدؓ بن ولید نے اپنی معمولی طاقت اور کامیابی سے اس ملک پر بھی حملہ کیا۔ دس ہزار آدمیوں سے شہر ہیرا کا محاصرہ کیا۔ اُس کی شہر پناہ پر دھاوا کیا۔ اور بادشاہ کو عین لڑائی میں قتل کیا۔ ملک کو سر کیا! ور ستر ہزار اشرفیوں کا سالانہ خراج مقرر کرایا۔ یہ پہلا خراج ہے جو مسلمانوں نے غیر ملک سے لیا۔ اور اُس کو مع بادشاہ کے بیٹے کے مدینہ روانہ کیا۔

(ہرمز نوشیرواں کا پوتا تھا) دوسرا حملہ خالدؓ بن الولید کا ابلا پر ہوا۔ اُس کے پارسی حاکم ہرمز کو شکست دی۔ اور اس کا تاج مع پانچویں حصے اسباب لوٹ کے پاس خلیفہ کے بھیجا۔ وہ ٹوپی نہایت قیمتی تھی۔ چونکہ اول درجہ کے تاج سے تھی جن کو صرف سات شاہنشاہی نائبوں سے پارس کے پہنتے تھے۔ درمیان لڑائی کی غنیمتوں کے ایک ہاتھی بھی تھا کہ مدینہ کو روانہ کیا گیا۔ تین اور بھی فارس کے سرداروں نے کئی کوششیں قوی لشکروں کے ساتھ خالدؓ بن الولید کی کامیابی روکنے کے لیے کیں سبھوں نے شکست اُٹھائی۔ کل شہر یکے بعد دیگرے خالدؓ کے قبضہ میں در آئے۔ کوئی چیز اُن کے ہتھیاروں کو روکنے والی نہ تھی۔ اپنے کامیاب جھنڈے کو دریائے فرات پر نصب کرکے انھوں نے کسرائے فارس کو لکھا کہ اسلام قبول کرے یا جزیہ دے اور اگر دونوں سے انکار کرے گا تو میں ایسے لشکر سے آپڑوں گا جو زندگی سے موت کو زیادہ عزیز رکھتے ہیں

خالدؓ بن الولید کا بار بار اسباب غنیمت کامیابی کے بعد مدینہ کو بھیجنا اور قیمتی

ڈپی اور شاہزادہ مقید کا ملاحظہ کرنا، اور پہلا جزیہ روانہ کرنا، اہل مدینہ کی نہایت گرمجوشی اور مسرت کا باعث ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ کو خصوصاً ان کارروائیوں سے زیادہ خوشی تھی کیونکہ خالدؓ بن الولید کے انتقام کے لیے حضرت عمرؓ نے رائے دی تھی۔ اور صرف حضرت ابوبکرؓ کی رائے سے وہ بری رہے۔ چونکہ برابر فتوحات خالدؓ بن الولید کے ہاتھ پر ظہور میں آئے۔ اور گاڑیوں پر اسباب غنیمت برابر یکے بعد دیگرے مدینہ کے دروازے میں داخل ہوا کیا، آپؓ نے اپنی دوراندیشی پر نہایت خوشی کی اور جوش میں فرمایا کہ ایسی کوئی عورت اور بھی ہے کہ دوسرا خالد پیدا کرے۔

فصل چوتھی

ملک شام کی خبروں سے لوگوں کے جوش مسرت میں کمی آگئی۔ حضرت ابوعبیدہؓ ہیں جن کو ملک شام کی عام حکومت سپرد تھی بیباکی حملہ آوروں کی ایسی نہ تھی کسی قدر شکست ہونے سے انکا دل تنگ ہوجاتا۔ اور اُن کو یہ سننے سے کہ قیصر ہرقل نے ایک بہت بڑی فوج مقابلہ کے لیے فراہم کرنا شروع کی ہے، نہایت اضطراب تھا اُن کی پراگندگی اُس خط سے جو حضرت ابوبکرؓ کو لکھا ظاہر تھی۔ حضرت ابوبکرؓ کو کہ جن کا دل خالدؓ بن الولید کے فتوحات سے جوش مار رہا تھا حضرت ابوعبیدہؓ کی عام حملہ آوری سے دلتنگی ہوئی۔ ہر گاہ خالد اپنی کامیابیوں میں پیشرو تھے۔ حضرت ابوعبیدہؓ صرف حفاظت خوداختیاری میں مصروف تھے۔ ایسی حالت میں حضرت ابوعبیدہؓ پر حضرت ابوبکرؓ نے تاسف کیا۔ اور خالدؓ کے پاس قاصد روانہ کیا کہ وہ اپنے عراق عرب کی کارروائیوں کو کسی اپنے ماتحت سردار کے سپرد کریں اور خود بہت جلد شام کی حکومت عام کی طرف مدد کے لیے روانہ ہوں۔ خالد بن الولید اپنی عراق کی فوج مثنیٰ ابن حارثہ کے تحت میں چھوڑ کر خود پندرہ سو سواروں کے

ساتھ شام کے مسلمانوں کی فوج سے ملنے کو روانہ ہوئے جس کی خبر عیسائی شہر بصریٰ کے قریب آتے ہوئے سُنی۔

اس کتاب کے پڑھنے والے کو یاد ہوگا کہ یہ شہر بصریٰ شام کی صدر بڑا تجارت گاہ تھا جہاں سالانہ عرب کے قافلے آیا کرتے تھے۔ اور حضرت صلعم نے اپنی جوانی میں سرجیس نصرانی (نسطورا راہب) سے یہیں ملاقات کی تھی۔ یہ ایک جگہ تھی کہ تجارت کے اسباب سے بھری ہوئی تھی۔ اور یہاں غنیمت کے اسباب ہاتھ آنے کی زیادہ امید کی جاتی تھی۔ لیکن بڑی مضبوط دیواروں سے گھرا ہوا تھا۔ اور اس کے رہنے والے بارہ ہزار جنگی آدمی ضرورت کے وقت لاسکتے تھے۔ شام کی زبان میں اُس کے نام ہی سے اُس کی مضبوطی معلوم ہوتی ہے جس کے معنی محفوظ برج کے ہیں۔ اس شہر کے حملے کے لیے حضرت ابوعبیدہؓ نے شرجیلؓ بن حسنہ کو دس ہزار سواروں سے روانہ کیا۔ اُن کے پہونچنے پر روماس شہر کا حاکم بلا لحاظ جگہ کی مضبوطی اور سپاہیوں کی دلیری کے خراج گزاری قبول کرتا لیکن مسلمانوں کے واقعات اور دلیری سن کے اُس کی ہمت ٹوٹ گئی تھی لیکن اُس کے آدمیوں نے جو نہایت قوی دل تھے لڑنے پر آمادہ کیا۔

حضرت شرجیلؓ نے جب شہر کے قریب پہونچے اللہ تعالیٰ سے فتحیابی کی دعا کی کہ توحید قائم ہوا اور مخالفین منتشر ہوں۔ اُن کی دعا دیر میں قبول ہوتی نظر آئی۔ کیونکہ لشکر کے بعد لشکر شہر بصریٰ کے دروازے سے نکلے اور مسلمانوں پر ہر طرف سے حملہ آور ہوئے اور اُن کو منتشر کرڈالا۔ اور بڑی خونریزی کی۔ بہت بڑی جماعت سے گھر جانے کے باعث قریب تھا کہ شرجیل واپسی کا حکم دیں کہ ایک بڑے غبار کے ظاہر ہونے سے معلوم ہوا کہ دوسرا لشکر آ رہا ہے۔

فریقین کچھ عرصے تک متامل رہے۔ لیکن اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی اور خالدؓ

بن الولید کا جبل والا جھنڈا غبار میں دکھائی دیا۔ خالدؓ بن الولید مع اپنے سواروں کے میدان جنگ میں غبار میں لپٹے ہوئے آپہونچے۔ اپنی معمولی بہادری کے ساتھ دشمنوں پر حملہ کیا اور اُن کو شہر کے اندر ہٹا دیا۔ اور اپنا جھنڈا زیر دیوار شہر نصب کیا۔ لڑائی ختم ہونے سے شرجیلؓ نے اپنے قدیم دوست خالدؓ کے بغلگیر ہونا چاہا لیکن اُنھوں نے ملامت کی کہ تم کو کیا تخبط ہوا تھا کہ اتنے قلیل آدمیوں سے ایسے مضبوط قلعہ پر دھاوا کیا تھا جو اس قدر اسباب جنگ اور فوج سے مہیّا ہے۔

شرجیلؓ نے کہا کہ میں نے یہ کام اپنی رائے سے نہیں کیا۔ بلکہ ابو عبیدہؓ کے حکم سے کیا۔ خالدؓ نے کہا کہ ابو عبیدہؓ لائق آدمی ہیں لیکن لڑائی کا حال بہت کم جانتے ہیں۔ شام کی فوج نے فرق دونوں سرداروں میں دریافت کر لیا۔ خالدؓ کی سپاہ بسبب ماندگی راہ کے اور لڑائی کے سویرے کھانا کھا کر زمین پر سو رہی۔ لیکن خالدؓ نہ سوئے۔ بلکہ نئے دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کر رات بھر شہر اور خیمے کے گرد پھرے۔ اس خیال سے کہ مبادا دشمن شب خون نہ ماریں۔ صبح ہوتے ہی اُنھوں نے لشکر کو نماز کے واسطے اُٹھایا۔ بعضوں نے وضو کیا اور بعض نے تیمم۔ خالدؓ بن الولید نے صبح کی نماز پڑھائی۔ تب ہر شخص نے ہتھیار لیا اور گھوڑے کی طرف بڑھے۔ کیونکہ بصریٰ کے دروازے سے دشمن نکلتے ہوئے نظر آئے۔ خالدؓ کی آنکھیں اُن کو میدان جنگ میں کودتے دیکھ کر چمکیں اور اُنھوں نے کہا کہ کفار ہم کو سفر زدہ اور تھکا ہوا سمجھتے ہیں لیکن انشاء اللہ وہ گھبرا جاویں گے لڑائی کے واسطے آگے بڑھو۔ کیونکہ اللہ کی رحمت میرے ساتھ ہے۔

جب فوج ایک دوسرے کے قریب پہنچ گئی رومنس سوار ہو کر آگے بڑھا اور مسلمان سردار سے اکیلے لڑائی چاہی۔ خالدؓ مقابلہ کے لیے آگے بڑھے رومنس نے بجائے سپہ گری کرنے لینے نیزے کے صلح کی گفتگو شروع کی اُس نے اظہار

کیا کہ ہم دل سے مسلمان ہیں - اور اپنے آدمیوں کو خراج گزاری کی ترغیب دیتے ہیں
اُس نے اسلام قبول کرنے کا وعدہ کیا - اور واپس جا کر شہر کو بشرط حفاظت جان و
مال اور آزادی کے مطیع کرانے کا عہد کیا -

خالد نے شرائط قبول کیے لیکن کہا کہ ہلکے زخم لگا لو - تاکہ اہل شہر کو آمیزش کا گمان
نہو - روفس راضی ہوا اور کچھ نشان ہتھیار سے بنا لینا چاہا - لیکن خالد نے اپنے سخت
ہاتھوں سے ایسا مارا کہ اگر ضرب دھار کی جانب سے ہوتا تو دو آدھے کر دیتا - روفس نے
کہا آہستہ سے - اسی کو تم جنگ زرگری کہتے ہو - یا تم ہم کو مار ڈالنا چاہتے ہو -

خالد نے کہا نہیں - نہیں - لیکن زخم ایسا تو ہو کہ سچا معلوم ہو -

روفس گر کر، گھبرا کر اور زخمی ہو کر خوشی سے اپنی جان لے کر اپنی فوج میں
واپس آیا اُس نے خالد کی طاقت کی نہایت تعریف کی اور اہل شہر کو اطاعت اور صلح
کا مشورہ دیا لیکن اُنھوں نے اُس کی بزدلی پر ملامت کی اور سرداری سے معطل کر کے
اُس کو گھر میں قید کیا - اور اُس سردار کو اپنا افسر بنایا جو رومی تائیدی فوج ہرقل کے ساتھ آیا تھا
[illegible] نیا حاکم اپنے لشکر کے آگے بڑھا - اور خالد کو لڑائی کے واسطے آواز دی عبدالرحمن
خلیفہ وقت کے بیٹے جو ہونہار جوان تھے، خالدؓ سے دشمن کے مقابلہ کے لیے اجازت
چاہی - اُن کی التجا قبول ہوئی - وہ خوب ہتھیار بند ہو کر مقابلے کے واسطے سوار
ہوئے - لڑائی تھوڑی دیر رہی - رومی حاکم نے اُس جوان کی صورت اُن کی
گفتگو اور ہتھیار بندی دیکھ کر خوف کھایا - پہلے ہی زخم میں اُس کے ہوش جاتے
رہے - اور گھوڑے کی باگ موڑی اور بھاگنا چاہا - اُس کا گھوڑا نہایت تیز تھا - وہ بھاگنے
میں کامیاب ہو کر اپنے لشکر میں آ پہنچا - لیکن تیز جوان (عبدالرحمن) نے اُس کا پیچھا
کیا - اور دینے بائیں تلوار سے کاٹتے ہوئے گھس پڑے -

خالدؓ اُن کی بہادری سے خوش ہوئے لیکن اس خطرناک حالت میں عام حملہ کا

حملہ کر دیا لڑو۔ لڑو۔ بہشت سامنے ہے۔ بہشت ہے۔ یہ صدا بلند ہوئی۔ گھوڑے پر گھوڑا۔ آدمی پر آدمی گرا۔ اس سخت لڑائی کو شہر پناہ کی دیوار کے اوپر سے اہل شہر نے دیکھا۔ اور شہر میں خوف پھیل گیا۔ عیسائی گرجوں میں گھنٹیاں بجنے لگیں۔ عورتوں اور لڑکوں کے رونے اور راہبوں کے دعا کی آواز ہر گلی میں شہر کے بلند ہوئی۔ مسلمان بھی لڑائی کے ساتھ دعا کرتے جاتے تھے۔ آخرش بصریٰ کا لشکر بھاگا۔ اور شہر کے دروازے میں شکست خوردہ اور تباہ لوگ واپس گئے۔ ہر گاہ وہ تھکے ہوئے اور خوف زدہ اپنے قلعوں میں داخل ہوئے۔ قلعہ کی دیوار پر جھنڈا اڑایا گیا۔ اور بادشاہ ہرقل قیصر روم کے پاس مدد کے واسطے قاصد بھیجے گئے۔

رات ہو جانے سے لڑائی کا تماشا بند ہو گیا۔ زخمیوں کی کراہ عورتوں اور لڑکوں کی فریاد شہر بصریٰ کی ہر گلی میں سنی جاتی تھی۔ اور سنتری عرب کے خیموں کے گرد پہرا کرتے تھے۔ شہر پناہ کے دروازے کے محاذی میں عبدالرحمٰن بھی خیمہ زن تھے رات کو شہر کی دیوار کے سایہ میں گھومتے وقت انھوں نے ایک شخص کو نکلتے ہوئے دیکھا جو لباس فاخرہ پہنے ہوئے تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی معزز آدمی ہے۔

عبدالرحمٰنؓ نے اپنا نیزہ اس کے سینہ کی طرف بڑھایا لیکن اس نے اظہار کیا کہ ہم روملس ہیں۔ اور خالدؓ بن الولید کے پاس جانا چاہتے ہیں۔ خالد کے خیمہ میں داخل ہو کر اس نے بیان کیا کہ اہل شہر نے اس کے ساتھ بدسلوکی کی۔ اور اس کا بدلا ان کو ملا۔ اہل شہر نے روملس کو اس کے گھر میں قید کیا تھا لیکن وہ گھر شہر پناہ سے ملا ہوا تھا۔ اس نے اپنے بیٹوں اور نوکروں سے شہر پناہ میں سوراخ کرایا جس میں سے ہو کر وہ نکل آیا۔ اور جس کے ذریعے سے چند مسلمان سپاہیوں کو داخل کرانا چاہا کہ شہر کا دروازہ کھول سکیں۔

روملس کی التجا قبول ہوئی۔ اور عبدالرحمٰن کو اس خوفناک کارروائی کا تعلق دیا گیا۔ انھوں نے ایک سو چنے ہوئے آدمی کو اپنے ساتھ لیے۔ اور روملس کے ساتھ

رات ہی کو اُس دیوار کے سوراخ سے رومس کے مکان میں داخل ہوئے یہاں
انھوں نے کچھ غذا کی۔ اور اپنا لباس بدل کر قلعہ کے سپاہیوں کا لباس پہنا۔
عبدالرحمنؓ نے پچیس پچیس آدمیوں کے چار گروہ بنائے تین گروہوں کو متفرق سمت میں
روانہ کیا کہ خموشی سے چھپے رہیں۔ یہاں تک کہ اللہ اکبر کی آواز سنیں تب انھوں نے
رومس سے اُس حاکم کے رہنے کی جگہ دریافت کی جو اُن کے مقابلہ سے لڑائی کے
وقت بھاگا تھا۔ تب وہ اپنے پچیس ہمراہیوں کے ساتھ رومسؓ کی رہنمائی سے
ایک کوچہ میں داخل ہوئے۔ اکثر بدنصیب باشندے بصرے کے سو رہے تھے لیکن
کبھی کبھی زخمیوں کی کراہ اور عورتوں کے رونے کی آواز سنی جاتی تھی۔ محل سرا کے
دروازے پر پہنچکر انھوں نے دروازے کے محافظ کو تعجب میں ڈالا کہ اُس نے
سمجھا کہ دوست ہیں اور رومی حاکم کے دروازے تک پہونچ گئے۔ رومس پہلے داخل
ہوا۔ اور اُس نے آواز دی کہ تمہارا دوست آیا ہے۔ رومی حاکم نے پوچھا کہ ایسی
رات میں اس وقت کون دوست آیا ہے۔ رومس نے خوشی سے جواب دیا کہ تمہارا
دوست عبدالرحمن آیا ہے کہ تم کو جہنم داخل کرے وہ رومی حاکم بھاگ چلا کہ عبدالرحمنؓ
نے کہا کہ دوبارہ ہم سے کہاں بھاگتا ہے۔ اور ایک ہاتھ میں دو ٹکڑے کر ڈالا تب
انھوں نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ اُن کے ساتھیوں نے بھی دروازے پر یہی
صدا پکاری۔ اور دوسرے لوگ جو متفرق سمت میں تھے انھوں نے بھی یہی پکارا
اور شہر پناہ کے دروازے کھول دیے گئے۔ خالدؓ بن ولید اور شرحبیل کا لشکر
گھس پڑا۔ اور تمام شہر میں اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی۔ شہر کے باشندے نیند سے
چونک پڑے اور دوڑے کہ اس صدا کے معنی دریافت کریں۔ لیکن اپنے دروازہ
ہی پر قتل کیے گئے سخت خونریزی ہوئی۔ یہاں تک کہ امن کی صدا بلند ہوئی تب
خالدؓ بن الولید نے اسلام کے قاعدے کے موافق پناہ دی۔ بعد دور ہونے انتشار

کے شہر کے باشندوں نے شہر میں داخل ہونے کا حال دریافت کیا۔

خالدؓ بن الولید نے رومس کا حال اظہار کرنے میں تامل کیا۔ لیکن اُس نے خود ہی بیان کیا کہ میں نے تم سے بدلا لیا ہے۔ اور میں نے تم کو اس دُنیا میں اور اُس جہان میں چھوڑا۔ میں نے اُس سے انکار کیا جو صلیب پر چڑھایا گیا۔ اور جو اُس کے پوجنے والے ہیں اُن سے بھی۔ میں اسلام کو اندرونے مذہب کے پسند کرتا ہوں۔ کعبہ کو قبلہ اور مسلمانوں کو بھائی مانتا ہوں اور محمد صلعم کو رسول۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اس طرح سے پہلے مذہب کو چھوڑ کر اور نئے مذہب میں در آ کر اس نے بصری کو چھوڑا۔ اور خالدؓ نے اُس کو غنیمت کا محافظ مقرر کیا۔

فصل پانچویں

بصری پر قبضہ ہو جانے سے مسلمانوں کی جرات اور بھی بڑھ گئی اور خالد بن الولید نے دمشق کی فتحیابی کا ارادہ کیا۔ یہ مشہور اور خوبصورت جگہ کہ مشرقی اطراف کا نہایت مرجع اور بڑا شہر تھا۔ اور قدیم زمانہ بھی شہرت رکھتا تھا نہایت شاداب اور زرخیز زمین میں واقع تھا جس میں اشجار اور باغات بہت تھے اور دامن میں کوہ لبنان کے پہاڑوں سے گھرا ہوا تھا۔ ایک دریا جس کا نام کرائی سوردا ہے یعنی سونے کا دریا اس میدان میں جاری ہے۔ اور نہروں اور چہبا اور چشموں کو اس شہر کے شاداب کرتا ہے۔

اس جگہ کی تجارت سے یہاں کی زرخیزی ظاہر ہوتی ہے۔ اور تجارت کا کاروبار شراب اور ریشم اور اون اور سوکھے میوے اور کشمش اور انجیر اور بے نظیر گلاب اور خوشبو چیزوں میں ہوتا تھا۔ باغات خوشبودار پھولوں سے بھرے ہوئے

اور دمشق کا گلاب اب بھی دنیا میں مشہور ہے۔ یہ ایک ایسا شہر تھا کہ نایاب شہروں میں شمار کیا جاتا تھا جس میں قدیم عیش کے سامان موجود تھے۔ ایک مسافر کا بیان ہے کہ یہاں کے ترنج کو سونگھ کر شہر کے گرد ہوا کو معطر کرتے ہیں اور یہاں انجیر کے درخت بہت بڑے مقدار کے ہوتے ہیں۔ یہاں انار اور نارنگی بھی بہت کثرت سے ہوتے ہیں۔ اور پانی کے دھارے ہر طرف بہتے ہیں۔ جہاں جائیے وہاں پانی کے پرشور چشمہ یا پرجوش دھارا ہے اور جس طرف جائیے وہاں ایک سبزہ زار سے دوسرے سبزہ زار میں کشتی یا چھوٹے چھوٹے پل سے عبور کرنا ہوتا ہے۔

اسی شہر میں اُس ریشمی چیز کی ایجاد ہوئی جس کو دمشق کہتے ہیں۔ اور وہ اسی نام سے مشہور ہے۔ اور تلوار اور تیغ یہاں کی لاثانی صنعت کی وجہ سے ضرب المثل ہے۔ جب خالدؓ نے اس بڑے معرکہ کا قصد کیا تو اُن کے پاس پندرہ سو گھوڑ اسوار جو عراق سے ساتھ آئے موجود تھے۔ علاوہ اس کے وہ لشکر بھی تھا جو شرجیلؓ کے تحت میں تھا۔ چونکہ اب خالدؓ بن الولید کو شام کے لشکروں کی حکومت حاصل تھی اس لیے اُنھوں نے ابو عبیدہؓ کو لکھا کہ اپنے سینتیس ۳۷ ہزار آدمیوں کے ساتھ دمشق کی طرف آئیے۔ چنانچہ وہ آئے۔

اہل عرب جو ریگستان کے عادی تھے نہایت تعجب سے دمشق کی زرخیز زمین کو دیکھتے تھے وہ دریا کے کناروں سے درمیان باغات اور خوشبودار میدانوں سے گزر کے اُن کو ایسا معلوم ہوا کہ گویا وہ بہشت موعودہ میں پہنچ گئے۔ اور جس وقت اُنھوں نے دمشق کے میدانوں اور میناروں اور برجوں کو دیکھا تو خوشی کی آواز بلند کی۔

اس وقت قیصر ہرقل انطاکیہ میں جو شام کا دارالسلطنت تھا موجود تھا۔ جب اُس کو عربوں کی دمشق پر حملہ آوری کا حال معلوم ہوا اُس نے خالدؓ کے لشکر کو صرف معمولی لوٹیروں کی جماعت سمجھا۔ اور شہر کی حفاظت کا چنداں خیال نہیں کیا کہ یہ شہر

اپنی مضبوطی اور لشکر کی کثرت کے واسطے مشہور تھا۔ اُس نے اس لیے ایک افسر
کو جس کا نام کیلوس تھا پانچ ہزار آدمیوں کے ساتھ شہر کی مدد کے واسطے روانہ
کیا۔ راہ سے گذرنے میں کیلوس نے آدمیوں اور قلعوں اور برجوں میں بھاگتے دیکھا
جب وہ بعلبک پہونچا کچھ عورتیں جن کے بال پریشان تھے باتیں کرتی ہوئی آگے
آئیں۔ انھوں نے کہا افسوس عربوں نے ملک کو لے لیا اور کوئی ان کا مقابلہ نہ
کر سکا۔ عراق۔ سکنہ۔ تدمر۔ اور بصرٰی ان کے قبضہ میں در آیا۔ اب دمشق کو کون
بچائے گا۔ کیلوس نے حملہ آوروں کے لشکر کی تعداد دریافت کی۔ وہ صرف خالد بن الولید
کے لشکر کی تعداد جانتے تھے۔ اور کہا کہ پندرہ سو گھوڑا سوار ہیں۔ کیلوس نے خوش
ہو کر کہا کہ بہت بہتر۔ ہم چند روز میں خالدؓ کے سر کو واپس لا دیں گے۔ وہ قبل پہونچنے
مسلمانوں کے لشکر کے دمشق پہونچ گیا۔ اُس نے اپنی حکومت کا فخر کر کے عزازیل
کو کہ پہلا حاکم قابل سپاہی اور ہر دل عزیز تھا نکال دیا۔ آپس میں اختلاف ہونے لگا
اور دمشق میں مقابلے کی تیاری ہونے کے بدلے خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ اس
اختلاف میں خالدؓ بن الولید کا لشکر تعداد میں چالیس ہزار آدمیوں کا میدان
میں دکھائی دیا۔ اس خطرناک حالت میں اُن لوگوں نے نزاع کو دور کیا۔ اور
دونوں حاکم قلعہ کے لشکر کے ساتھ حملہ آوروں کے مقابلے کے واسطے آمادہ
ہوئے۔ فریقین کے لشکر صف آرا ہوئے خالدؓ بن الولید مسلمانوں کے لشکر کے آگے
تھے۔ اور اُن کے بھائی ضرار بن الازور اُن کی بغل میں تھے۔ یہ عمدہ عربی
گھوڑے پر سوار تھے۔ اور ہاتھ میں برچھا لیے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ جنگجو
سپاہی ہیں۔ خالدؓ نے ان کے کام کو نمایاں کرنا چاہا۔ اس لیے کچھ گھوڑا
سواروں کے ساتھ دشمن کی قوت دریافت کرنے کو روانہ کیا۔ اور کہا کہ اے
ضرار یہ وقت مردانگی دکھانے کا ہے اور اپنے باپ اور دوسرے شجاعان

اسلام کی مثال ظاہر کرنے کا حق بات میں سبقت کرنا اور اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کریگا۔
ضرارؓ بن الازور نے اپنا نیزہ سیدھا کیا اور اپنی تھوڑی جماعت کے ساتھ دشمنوں
کی بھیڑ میں گھس پڑے۔ پہلے ہی حملہ میں چار سواروں کو گرایا تب پیادوں پر آپڑے اور
چھ آدمیوں کو اپنے ہاتھ سے مار ڈالا۔ اور بہتوں کو پامال کیا۔ اور دشمنوں میں بڑی انتشار
ڈالی۔ عیسائیوں نے بہت بڑی تعداد سے رومی قواعد کے ساتھ مقابلہ کیا۔ ضرارؓ نے
تعداد کی زیادتی دیکھکر قاعدہ کے ساتھ واپس آنے میں عرب کی ہوشیاری ظاہر کردی
مسلمانوں کے لشکر میں اُن کے بخیریت واپس آنے سے بڑی خوشی پیدا ہوئی۔ عبدالرحمٰنؓ
بن ابی بکر نے بھی بڑی بہادری ظاہر کی لیکن اُن کے رسالہ کے مقابلہ کو ایک پیادوں کا لشکر
آیا جن کے پاس بڑے بڑے بھالے تھے اور پتھر اور ڈھیلوں نے دور سے سوار اور
گھوڑوں کو زخمی کیا۔ وہ بھی حملہ آور خونریزی کر کے واپس آگئے۔ خالدؓ نے بھی اپنے دوستوں
کی طرح بہادری دکھانا چاہی اور دشمنوں کے مقابلہ میں پہونچکر فرمایا، لڑائی کا آوازہ دیا
دونوں عیسائی حکام کے درمیان حسد کی کارروائی جاری تھی۔ عزرائیل نے کیلوپس
کو کہا کہ تم شہر کی حفاظت کے واسطے بھیجے گئے ہو۔ جاؤ اور لڑو۔ کیلوپس کا فخر کرنا
ختم ہو چکا تھا۔ اور اُن کا قصد ایسے دشمن سے لڑنے کا نہ تھا لیکن غرور کے باعث انکار بھی
نہ کر سکا۔ وہ شکستہ خاطر مقابلے کو آیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں اپنے لشکر کو بھاگ چلا۔
لیکن خالدؓ اُس کے لشکر اور اُس کے درمیان میں آگئے تب وہ ناامیدی کے ساتھ لڑا
اور لڑائی سخت ہوئی۔ یہاں تک کہ کیلوپس نے اپنی زرہ سے خون بہتا دیکھا
یہ دیکھکر اُس کا دل چھوٹ گیا۔ اور ضعف آگیا۔ تب وہ صرف حملہ کو روکتا رہا۔
خالدؓ بن الولید یہ دیکھکر اُس کے قریب پہنچ گئے۔ اُس کا نیزہ بائیں ہاتھ میں لیا۔
اور داہنے ہاتھ سے پکڑ کر زین سے کھینچ لیا۔ اور اُس کو قید کر کے اسلام کے لشکر
میں لائے۔ مسلمانوں نے خوشی کی صدا بلند کی۔

پھر دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کر خالدؓ بن الولید نے لڑائی کی تیاری کی۔ ضرارؓ نے کہا اے دوست ٹھہرے رہو۔ کسی قدر آرام کر لو۔ اور اب تمہاری جگہ پر میں جاتا ہوں۔ خالدؓ نے کہا اے ضرارؓ جو آج محنت کرے گا کل آرام پاوے گا بہشت میں بہت آرام ملے گا۔

جب میدان جنگ میں جاتے تھے کیلوس نے کہا کہ کچھ شستی لو اور روماس منہزم ہوا اس نے کہا کہ عزرائیل حاکم سابق کے مطیع کرنے کی خوب کوشش کیجیے۔ جس کے مرنے سے فتحیابی حاصل ہوگی۔

خالدؓ بن الولید اپنے دشمن سے بھی مشورہ لیتے تھے۔ خاصکر جب وہ خود مشورہ دیے تب وہ سامنے آئے۔ اور عزرائیل کا نام لے کر مقابلے کے واسطے طلب کیا۔ وہ فوراً حاضر ہوا۔ جو بہادر صحیح اور ہتھیار بند تھا۔ خالدؓ نے پوچھا کیا تمہارا نام عزرائیل ہے۔ اس نے کہا ہمارا نام عزرائیل ہے۔ خالدؓ نے کہا قسم اللہ کی تمہارا ہمنام تمہاری روح قبض کرنے کو کھڑا ہے۔ انھوں نے لڑائی شروع کی عزرائیل نہایت تیز گھوڑے پر سوار تھا۔ مجبور ہو کر اس نے عرب کے طریق پر مکر کرنا چاہا۔ اور باگ گھوڑے کی چھوڑ دی جس سے معلوم ہو کہ بھاگا جاتا ہے اپنے دشمن سے دور جا کر اور گھوڑے کو تھکا کر وہ پھر پھرا۔ اور خالدؓ پر حملہ آور ہوا۔ خالدؓ اس مکر کو سمجھ گئے اور جب وہ نزدیک آیا گھوڑے سے آہستہ اتر پڑے اور دشمن کے گھوڑے کے پاؤں میں ایسا مارا کہ وہ گر پڑا اور سوار کو قید کر لیا۔ خالدؓ بن الولید میں بوجہ سخت بہادری کے کافروں پر رحم نہ تھا۔ انھوں نے عزرائیل کی بہادری کی تعریف کی لیکن اس کے کفر سے متنفر تھے۔ انھوں نے دونوں کیلوس اور عزرائیل کو مقابل کیا اور اسلام قبول کرنے کو کہا۔ انکار کرنے پر دونوں کا سر کاٹ لیا گیا۔ اور شہر کی دیوار پر اہل شہر کے ڈرانے کو پھینکا گیا۔

فصل چھٹی

دمشق کا محاصرہ بڑی کوشش کے ساتھ جاری رہا۔ شہر کے باشندے اپنے دونوں حکام کے ضائع ہونے سے بڑی مشکل میں تھے۔ اور گھبرا گئے تھے اور قلعہ کا لشکر روز بروز کم ہوتا گیا۔ کیونکہ بڑے بڑے دلیر اس لڑائی میں مارے گئے آخرش سپاہیوں نے حملہ کرنا چھوڑ دیا۔ خالدؓ بن الولید مع آدھے لشکر کے پورب طرف شہر پناہ کی دیوار کے قریب آ گئے۔ ہر گاہ دوسرے آدھے لشکر کے ساتھ ابو عبیدہؓ پچھم کی جانب رہے۔ باشندوں نے خالدؓ کو ہزار اشرفی اور دو سو دمشق کی عبا کی لالچ دی کہ وہ اپنا محاصرہ اٹھالیویں۔ لیکن انھوں نے جواب دیا کہ اسلام لاؤ یا جزیہ دو۔ جب کہ عرب اس طرح شہر کے گرد محاصرہ کئے پڑے تھے ایک نہایت خوشی کی آواز شہر کے اندر سے سنی گئی۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ ان کو خبر ملی ہے کہ بہت بڑا لشکر ان کی خلاصی کے لیے آرہا ہے فی الحقیقت محصورین نے ایک رات کو ایک شخص کو دیوار سے اتار دیا تھا اور اپنی خطرناک حالت کی خبر قیصر ہرقل کو جو انطاکیہ میں تھا کہلا بھیجی تھی اور مدد کی التجا کی تھی۔ ہرقل اس مرتبہ اصلی حالت سے مطلع ہوا۔ اور ایک لاکھ آدمی وردان کے تحت میں کہ حمص کا سردار اور نہایت تجربہ کار جرنیل تھا روانہ کیا۔

خالدؓ بن الولید دشمن کے مقابلے کے واسطے فوراً ہی روانہ ہوئے۔ کیونکہ یہ خیال ہوا کہ اتنا بڑا لشکر اکھٹا نہیں آتا ہوگا۔ اور جدا جدا شکست کھا سکے گا لیکن پر دوبارہ ابو عبیدہؓ نے مشورہ دیا کہ محاصرہ جاری رہے۔ اور کوئی لائق افسر کسی قدر لشکر کے ساتھ روانہ کیا جائے کہ بڑھتے ہوئے لشکر کو روکے۔ ان کا مشورہ اختیار کیا گیا۔ اور ضرارؓ اس کام کے واسطے چنے گئے وہ دلیر افسر کتنے ہی مختصر لشکر کے

ساتھ دشمن پر حملہ آوری کے لیے آمادہ تھے لیکن خالدؓ نے اُن کو نصیحت کی کہ ہم لوگ اسلام کے واسطے لڑتے ہیں نہ یہ کہ اپنے کو ہلاکت میں ڈالیں۔ اُنھوں نے اس لیے ایک ہزار گھوڑے سوار چُنے کہ دشمن کے بازو کو بڑھنے سے روکیں۔ ضرارؓ کے جلد باز ساتھی بہت جلد وردان کے لشکرِ عظیم کے مقابل میں آ گئے جو آہستہ آہستہ آتا تھا۔ وہ فقط دشمن کے ڈرانے کے لیے بھیجے گئے تھے لیکن ضرارؓ کی بہادری نے جوش مارا۔ اور اُنھوں نے قسم کھائی کہ بغیر سخت لڑائی کے ایک قدم پیچھے نہ ہٹیں گے۔ اُن کی مدد میں رافعؓ ابن عمیرہ بھی تھے جنھوں نے کہا کہ تھوڑے مسلمان کافروں کے بڑے لشکر کو شکست دینے کو کافی ہیں۔ لڑائی کی آواز دی گئی۔ ضرارؓ نے مع چنے ہوئے آدمیوں کے دشمن کے وسط پر حملہ کیا۔ اور تلاش میں تھے کہ افسرِ لشکر کو گرفتار کریں جس کو محافظین سے گھرا ہوا دیکھا۔ ایک حملہ میں اُنھوں نے اُس افسر کے داہنے بازو کے آدمی کو مار ڈالا اور تب نشان والے کو کسی شخص ضرارؓ کے پیرواں سے جھنڈا لینے کو بڑھے۔ یہ ایک صلیب تھا کہ جواہرات سے مرصع تھا۔ اُس کے لینے کو جو بڑھتا مارا جاتا آخرش مسلمانوں نے کامیابی کے ساتھ اُس کو لے لیا۔ لیکن ضرارؓ کو ایک زخم وردان کے بیٹے کے نیزے کا لگا۔ اس پر اُنھوں نے پھر کر اپنا نیزہ اُس جوان کے بدن پر مارا لیکن کھینچنے میں نیزے کا لوہا ٹوٹ گیا۔ اور وہ اس طرح سے بے ہتھیار ہو گئے۔ کچھ عرصہ تک ضرار نے صرف نیزے سے روکا۔ لیکن جب بہت دشمن اُن پر لپٹ پڑے تو گرفتار ہو گئے۔ مسلمان اُن کی خلاصی کے واسطے نہایت دلیری سے لڑے۔ لیکن بیکار تھا۔ کفار اُن کو میدانِ جنگ سے لے بھاگے۔ مسلمانوں کے پانوں اُٹھ جاتے۔ لیکن رافعؓ نے پکارا کہ جو بھاگے گا وہ اللہ اور اُس کے رسول سے بھاگتا ہے۔ اگرچہ تمہارا سردار تم میں نہ رہا لیکن اللہ زندہ ہے اور تمہارے

کاموں کو دیکھتا ہے۔

رفیعؓ نے دشمن پر پھر بھی حملہ کیا اور اپنی جگہ پر قائم تھے لیکن وہ دن اُن کے خلاف تھا۔ اُن پر دس گونہ آدمی حملہ آور تھے۔ اور شاید سب مارے جاتے۔ اگر ایسے مشکل وقت میں خالدؓ اپنے اکثر لشکر کے ساتھ نہ آپہونچتے جن کے پاس ایک تیز گھوڑے سوار ضرارؓ کی گرفتاری کی خبر لے کر گیا تھا۔

اس خبر کے سننے سے بھی خالدؓ صلح کی گفتگو میں مصروف نہ ہوئے بلکہ دشمن کے جھنڈ میں گھس پڑے۔ جہاں پر بہت جھنڈے دیکھے سمجھے کہ شاید ضرارؓ قید میں وہیں ہوں لیکن جس طرف گئے اُس طرف راہ کی مگر ضرارؓ کو نہ پایا۔ آخر شش ایک قیدی نے خبر دی کہ وہ حمص بھیجے گئے۔ خالدؓ نے فوراً رفیعؓ ابن عمیرہ کو ایک سو سواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ اُنھوں نے فوراً محافظین کو پالیا۔ اُن پر حملہ کیا اور اکثر کو مار ڈالا اور بقیہ ضرارؓ کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔

اُس وقت تک کہ رفیعؓ اور ضرارؓ اسلام کے لشکر سے آملے۔ خالدؓ نے کل وردان کے لشکر کو شکست دی۔ اس طرح ایک لاکھ آدمیوں نے اپنے تیسرے حصہ سے کم سے کم شکست اُٹھائی ہزاروں مفروری مارے گئے۔ اور بے حساب غنیمت اور خزانہ اور ہتھیار اور اسباب اور گھوڑے فتحیاب مسلمانوں کے ہاتھ آئے خالدؓ مع لشکر دمشق کے محاصرہ کو پھر واپس آئے۔

فصل ساتویں

وردان اور اُس کے قوی لشکر کی شکست کی خبر سنکر قیصر ہرقل اپنے انطاکیہ کے محل میں ملک شام کے استحفاظ کی بہ نسبت کانپ گیا۔ فوراً ہی ایک دوسرا لشکر ستر ہزار آدمی کا قائم کیا۔ اور پھر وردان کے تحت میں اجنادین کی طرف واسطے

خلاصی دمشق کے روانہ کیا کہ عربوں پر حملہ آور ہوں کہ اُن کی تعداد ان لڑائیوں میں کم ہوئی ہوگی۔

خالدؓ نے ابوعبیدہؓ سے مشورہ کیا کہ اس طوفان سے بچنے کے لیے کیا کرنا چاہیے یہ رائے قرار پائی کہ دمشق کا محاصرہ اُٹھا لیا جائے اور دشمنوں سے اجنادین میں مقابلہ کیا جائے۔ خالدؓ کو اپنا لشکر ناکامی معلوم ہوا اس لیے اپنے ماتحت جرنیلوں کے پاس خطوط لکھے کہ فوراً چلے آویں۔ خط کا مضمون درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم منجاب خالد بن الولید بنام عمرو بن العاص۔ اے برادران اسلام ہم نے ستر ہزار یونانی و رومی کے مقابلے کو جاتے ہیں کہ وہ اجنادین میں ہیں۔ تم بھی مع اپنے لشکر کے وہیں آؤ۔ اور ہم کو وہاں پاؤ گے۔ یہ پیغام بھیجکر اُنھوں نے اپنا خیمہ اُکھاڑا اور دمشق کا محاصرہ اُٹھا کر اجنادین کو روانہ ہوئے۔ خالد ابوعبیدہؓ کو آگے روانہ کرتے۔ لیکن اُنھوں نے یہ کہکر کہ آپ سردار ہیں۔ یہ جگہ آپ کو زیبا ہے۔ انکار کیا۔ اور لشکر کے پیچھے جہاں اسباب اور عورتیں تھیں رہنا قبول کیا۔

جب دمشق کے قلعہ کے لشکر نے دیکھا کہ اُن کے دشمن واپس جاتے ہیں۔ اُنھوں نے زیر حکومت دونوں بھائی اور رئیس پیٹرا اور پال کے حملہ کیا۔ پیٹر کے ساتھ دس ہزار پیادہ تھے اور پال کے ساتھ چھ ہزار سوار پال مسلمانوں کے پچھلے لشکر پر آپڑا۔ اور درمیان میں گھس کر اکثر کو مارا اور پامال کر ڈالا ہر گاہ پیٹر نے اپنے پیادوں کے ساتھ خیمے اور اسباب کو لوٹا۔ اور عورتوں کو قید کر لیا۔ اور دمشق کو واپس آیا۔ جب یہ خبر خالدؓ کو آگے ملی۔ اُنھوں نے ضرارؓ و عبدالرحمٰنؓ و ربیعؓ ابن عمیرہ کو دو دو سو سواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ اور خود اصل لشکر کے ساتھ آئے ضرارؓ اور اُن کے ساتھیوں کے آنے سے لڑائی کی حالت بدل گئی۔ پال اور اُس کے ساتھی قتل کے ساتھ شکست دیے گئے۔ ایسا کہ چھ ہزار سواروں میں

سے بہت کم دمشق کو واپس پہونچے اور ہال گھوڑے سے گر کر بھاگنا چاہتا تھا کہ گرفتار ہوگیا۔ لیکن کامیاب مسلمانوں کی خوشی یہ سن کر کہ ان کی عورتیں دشمن کے ہاتھ میں گرفتار ہیں جاتی رہی اور ضرار یہ سنکر اور بھی مغموم ہوئے کہ اُن کی بہن قائلہ بھی گرفتار ہوگئی ہیں۔ اس عرصہ میں پیٹر اور اُس کا لشکر مع اسباب غنیمت دمشق کے واپس جانے میں درخت کے سایہ میں ٹھہر گئے۔ اور تازگی لینے لگے۔ قائلہ منجملہ غنیمت کے پیٹر کے حصہ میں پڑیں۔ تقسیم طے پاکر وہ لوگ اپنے اپنے خیموں میں پہنچے اور عورتوں کو اسباب کے پاس چھوڑ دیا۔

قائلہ نہایت لائق اور دلیر مثل اپنے بھائی کے تھیں بجائے رونے کے اُنھوں نے اپنے ساتھیوں کو ملامت کی۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم شجاعانِ عرب کی بیٹی اور محمد صلعم کی امت ہو کر ان جنگلی بُت پرستوں کی اطاعت کیوں کریں ہم کو بہت جلد مرنا چاہیے۔ اُن کے ساتھیوں میں حمصر قوم کی اور حمیار قوم کی عورتیں بھی تھیں جو بچپن سے گھوڑے پر چڑھنے اور نیزہ لگانے کی عادی ہوتی ہیں اُن کو قائلہ کے اس کلام سے جرأت ہوئی۔ اُنھوں نے کہا ہم کیا کر سکتے ہیں ہمارے پاس نہ نیزہ ہے نہ تلوار۔ قائلہ نے کہا ہم لوگ خیمہ کے بانس سے ہتھیار بند ہوں اور اپنی حفاظت کریں۔ یہاں تک کہ ہلاک ہو جاویں۔ اللہ ہم کو بچاوے ورنہ مرجانا بہتر ہے کہ آرام سے رہیں گے۔ اور کوئی دھبا ہمارے ملک پر نہ آویگا اُن کی تائید ایک قوی عورت نے بھی جس کا نام عفیرہ تھا کی۔ اس امر کی آخرش سبھوں نے تقلید کی اور خیمہ کے بانس سے ہتھیار بند ہوئیں۔ اور قائلہ نے سب کو ایک دوسرے سے بغلگیر کر کے دائرے کی شکل میں قائم کیا اُنھوں نے کہا مضبوطی سے کھڑی رہو اور کسی کو اپنے درمیان میں مت آنے دو اپنے حملہ آور کا وار رد کرو اور اُن کے سر پر مارو۔ اس درمیان میں ایک یونانی سپاہی جو

قریب آیا اُس کو قائلہ نے ایسا مارا کہ اُس کا سر پھٹ گیا اور گر پڑا۔ شور ہونے سے خیمے والے نکل پڑے اور اُنھوں نے عورتوں کو گھیر لیا اور اُن پر نرمی سے غالب آنا چاہا۔ لیکن جو شخص اُن کی ضرب کے اندر پہونچا وہ ایذا اُٹھاتا۔ کفار نے بہت سمجھایا۔ لیکن عورتوں نے ایک نہ سُنا۔ تب پیٹر نے اپنے سپاہیوں کو تلوار لینے کا حکم دیا۔ اور عورتوں کی جماعت فوراً قتل ہو جاتی لیکن خالد اور ضرار کو اپنے رسالہ کی پشت پر آتے دیکھتے ہی پیٹر کے ہوش جاتے رہے۔ اُس نے عورتوں پر حملہ کرنے سے سپاہیوں کو باز رکھا۔ اور کہا ہماری بھی جورو اور عورتیں ہیں اور ہم تمھاری بہادری کی عزت کرتے ہیں تم اپنے ملک کو جاؤ۔

اُس نے اپنے گھوڑے کو پھیرا لیکن قائلہ نے گھوڑے کا پانوں توڑ ڈالا۔ اور اُس کو زمین پر گرا یا۔ اور ضرارؓ نے جوں ہی وہ زمین پر گرا پہونچکر ایسا بھالا مارا کہ اُٹھ نہ سکا اور اُس کا سر کاٹ کر نیزے پر بلند کیا۔ اس پر ایک سخت لڑائی ہوئی جس میں دشمنوں کو شکست ہوئی اور اُن کا تعاقب دمشق کے دروازے تک کیا گیا۔ اور بہت غنیمت گھوڑوں اور ہتھیار کا ہاتھ آیا۔

لڑائی ختم ہو جانے پر پال قیدی خالد کے سامنے لایا گیا۔ اور اُس کو اُس کے بھائی کا سر دکھایا گیا اور کہا گیا کہ تم اسلام قبول کروگے یا تمھارا بھی یہی حال کیا جاوے وہ بہت رویا اور کہا کہ اپنے بھائی کے مرنے کے بعد جینا ناگوار ہے۔ چنانچہ خالدؓ کے حکم سے اُس کا بھی سر کاٹا گیا۔

اب مسلمانوں کا لشکر اپنے قدیم خیمہ میں جہاں ابو عبیدہؓ نے مفروریوں کو فراہم اور لینے کو مورچہ بند کیا تھا واپس آیا۔ یہاں مسلمانوں نے کسی قدر آرام کیا

فصل آٹھویں

وردان کا یہ لشکر اگرچہ ستر ہزار آدمیوں کا تھا۔ لیکن اکثر اُن میں سے ناتجربہ کار تھے۔ وہ اجنادین میں مقیم تھے۔ اور اکثر لوگ شاہی خیمہ کے مرصع ہونے کی بڑی تعریف لکھتے ہیں۔ اور چمکیلے سپاہی اور چمکتے ہوئے ہتھیار اور تلوار اور نیزے کی بھی۔ ہر گاہ کفار کا لشکر اس طرح مقیم تھا۔ ایک روز وردان ہر طرف سے غبار اُٹھتے ہوئے دیکھ کر نہایت متعجب ہوا جس میں ہتھیاروں کی چمک اور باجے کی آواز معلوم ہوئی۔ یہ وہی لشکر تھا جس کو خالد نے خط لکھ کر طلب کیا تھا اور سب کا ایک وقت معلوم پر پہونچنا کرامت سمجھا گیا۔

مسلمانوں کو پہلے دشمنوں کی تعداد دیکھ کر کسی قدر خوف ہوا لیکن خالدؓ نے اُن کو جرأت دی اور کہا کہ یہ آخری مرتبہ ہے کہ دشمن اسقدر جمع ہوئے ہیں اس لشکر کے شکست کھانے پر پھر کوئی لشکر نہ آوے گا۔ اور کل شام کا ملک ہمارا ہو جائیگا۔ فریقین تمام رات ایک دوسرے کے مقابل پڑے رہے اور صبح ہوتے ہی لشکر صفوں میں آراستہ ہوا۔ خالدؓ نے پوچھا کہ کون آدمی دشمن کے قریب جائیگا۔ اور اُس کی تعداد کا اصل حال لائیگا۔ ضرارؓ آگے بڑھکر اس کام کے واسطے آئے۔ خالدؓ نے کہا جاؤ۔ اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ لیکن ہم تم کو نصیحت کرتے ہیں کہ بغیر اشتعال کے وار نہ کرنا۔ اور اپنے کو خطرے میں نہ ڈالنا۔

جب وردان نے ایک تنہا سوار کو اپنے لشکر کے پاس دیکھا۔ اُس نے تیس سوار چن کر اُن کی گرفتاری کو بھیجا۔

ضرارؓ اُن کے آگے سے بھاگے یہاں تک کہ وہ پیچھا کرنے میں لشکر سے بہت دور ہو گئے تب ضرارؓ نے منہ موڑا اور یکے بعد دیگرے سب سے مقابلہ کیا اور

نیزہ چلایا یہاں تک کہ اُنھوں نے سترہ آدمیوں کو مار ڈالا - اور گھوڑے سے اُتار
دیا اور اسی طرح اوروں کو ڈراتے بحفاظت تمام اپنے لشکر میں واپس آ گئے - خالدؓ
نے ضرارؓ کو حکم کی نافرمانی پر ملامت کی - ضرار نے جواب دیا کہ ہم نے لڑائی نہیں چاہی
تھی لیکن دشمن ہم پر آ پڑے اور ہم ڈرے کہ اگر اللہ ہم کو پیٹھ پھیرے دیکھے گا تو ناراض
ہوگا - اللہ نے بیشک ہماری مدد کی اور اگر آپ کا حکم نہ ہوتا تو ہم لڑائی سے باز نہ آتے
دشمن کی تعداد اور جگہ کا حال ضرارؓ سے دریافت کر کے خالد نے اپنا لشکر اُس کے
موافق درست کیا - اُنھوں نے دہنے بازو کی حکومت نعمان معاذ کو دی - اور بائیں
بازو کی حکومت سعد ابن ابی وقاص اور شرجبیلؓ اور وسط لشکر کو اپنے تحت میں
رکھا - اور عمروؓ اور عبدالرحمنؓ اور ضرارؓ اور قیسؓ اور رفیعؓ وغیرہ مشہور لوگوں کو اپنے ساتھ
لیا - چار ہزار آدمیوں کا رسالہ عورتوں اور اسباب کی حفاظت کے لیے یزیدؓ بن ابی سفیان
کے ساتھ تھا -

لیکن اس لڑائی میں صرف مرد ہی آمادہ نہ تھے بلکہ عورتیں بھی - قائلہؓ اور عفیرہؓ
نے حال کی کامیابی پر خوش دل ہو کر اپنے کو ہتھیار بند کیا اور لڑائی میں شریک ہونا
چاہا خالد نے اُن کی بہادری کی تعریف کی اور اُن کو دو گروہ میں تقسیم کیا - ایک کا
سردار قائلہ کو بنایا اور دوسرے کا عفیرہ کو - اور کہا کہ علاوہ اس کے کہ اپنی حفاظت
کرو جو تمہارے مردوں میں سے منھ موڑے اور بھاگنا چاہے اُس کو مار ڈالو -
تاکہ تنبیہہ رہے - آخرش خالدؓ گھوڑے پر سوار ہوئے - اور سب کو دیکھتے اور جرأت
دیتے کہتے کہ آخری وقت تک لڑنا آگے گئے لڑائی کی صدا فریقین سے بلند ہوئی
عیسائیوں نے کہا مسیح اور اُس کا دین - اور مسلمانوں نے کہا لا الٰہ الا اللہ
محمد رسول اللہ -

قبل اس کے کہ لشکر کارزار میں مصروف ہو - ایک ضعیف آدمی عیسائیوں

میں سے آگے آیا اور خالد کے پاس آکر پوچھا کہ کیا تم ہی سردار ہو۔ خالد نے جواب
دیا کہ ہاں۔ اُس نے کہا کہ تم بلا اشتعال عیسائیوں کے ملک پر حملہ کرنے کو آئے ہو
دوسروں نے تمھارے پہلے جو ایسا کیا ہے اُن کو بجائے فتح کے اس زمین میں
قبر میسر ہوئی۔ اس غنیم کی طرف دیکھو کہ کتنے ہیں اور کس طرح آراستہ ہیں۔ تم سے
بہت زیادہ ہیں اور بہتر قاعدہ دان ہیں کیوں ان سے لڑتے ہو جس میں تمھاری
شکست اور خونریزی ہو بہتر ہے صلح کے ساتھ واپس جاؤ۔ اگر تم ایسا کروگے تو ہم کو اتفاق
حاصل ہے کہ تمہاری ہر سپاہ کو ایک جوڑا کپڑا ایک پگڑی اور ایک اشرفی دیں اور تمہارے
لیے سو جوڑے اور دس ریشمی عبا اور سو اشرفی اور تمہارے خلیفہ کے لیے ہزار اشرفی
اور ایک سو عبا۔

خالدؓ نے جواب دیا کہ ایک حصہ اُس چیز کا جس کو ہم پورا لینا چاہتے ہیں دیتے ہو
تمہارے لیے تین شرطیں ہیں۔ اسلام قبول کرو۔ خواہ جزیہ دو۔ خواہ لڑو۔ اس جواب
سے وہ ضعیف عیسائی اپنے لشکر میں واپس گیا۔

خالدؓ بن الولید کو حملہ آوری میں کسی قدر تامل تھا۔ اُنھوں نے کہا ہماری تعداد
سے دشمن کی تعداد دو نی ہے۔ ہم لوگ خموش رہیں یہاں تک کہ رات آجائے
کیونکہ وہی وقت پیغمبر برحق کی کامیابی کا تھا۔ دشمنوں نے اپنے ارمنی تیراندازوں کو
آگے کیا جس سے کئی مسلمان زخمی اور شہید ہوئے۔ تب بھی خالدؓ نے اپنے
لشکر کو جگہ سے ہلنے نہ دیا۔ آخرش ضرارؓ نے حملہ کی اجازت چاہی۔ اور اپنے لشکر
سے نکل کر تیزی کے ساتھ اُن پر آپڑے غنیم کانپنے لگے لیکن اُن کو پھر مدد پہنچ گئی۔
اور ضرارؓ کی مدد کو بھی لشکر آیا۔ فریقین کے بہت آدمی مارے گئے لیکن فتح مسلمانوں
کو نمایاں ہوئی۔ قریب تھا کہ لڑائی عام ہو جائے کہ ایک آدمی سواروں میں سے آگے
بڑھا اور دریافت کیا کہ مسلمانوں کا کون سردار ہے۔ خالدؓ نے یہ خیال کر کے کہ مقابلہ

کو آیا ہی نیزہ سیدھا کیا۔ وہ چلّایا کہ ہم پر نیزہ نہ چلایئے ہم ایلچی ہیں اور صلح کا پیغام لائے ہیں
خالدؓ نے آہستہ سے اپنا گھوڑا پھیرا اور اپنا نیزہ گرا دیا اور کہا کہو لیکن جھوٹ مت
بولو۔ اُس نے کہا ہم سچ کہیں گے لیکن سچ کہنے میں ہمارے لیے خطرہ ہے پہلے ہماری
اور ہمارے خاندان کی حفاظت کا وعدہ کیجیے یہ وعدہ لے کر قاصد جس کا نام داؤد
(ڈیوڈ) تھا آگے آیا اور بولا کہ وردان نے ہم کو بھیجا ہے کہ لڑائی موقوف رہے اور
دلیروں کی خونریزی بند کی جائے اور یہ کہ تم وردان سے سویرے ملاقات کرو یہی
میرا پیغام ہے لیکن اسے خالدؓ اس میں کچھ فریب ہو دس چنے ہوئے آدمی خوب ہتھیار بند
رات کو ملاقات کی جگہ میں چھپے رہیں گے کہ تم کو مار ڈالیں یا گرفتار کرلیں تب اس نے
پھرنے کی جگہ وغیرہ بیان کی خالدؓ نے کہا بس کرو وردان کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم
کو ملاقات کرنا منظور ہے۔

مسلمانوں کو واپسی کا حکم سن کر تعجب ہوا کیونکہ قریب تھا کہ ان کو فتح حاصل ہو وہ جبراً
میدان جنگ سے واپس آئے اور ابو عبیدہؓ اور ضرارؓ نے پوچھا کہ اس میں کیا بھید تھا
خالدؓ نے کل حالات اُن سے کہے اور کہا میں اکیلے کل جاؤں گا اور سب کا سر لاؤں گا۔
ابو عبیدہؓ نے اس خطرہ میں ڈالنے سے انھیں روکا اور کہا کہ دس آدمیوں کے لئے دس آدمی
ساتھ لینا چاہیئے ضرارؓ نے کہا کہ ان مکاروں کی سزا کل کیوں ہو آج ہی ہونا چاہیئے دس آدمی
ہم کو دو ہم اُن کے مکر کو الٹ دیتے ہیں۔ اجازت لے کر انھوں نے دس آدمی متحمل اور دلیر
چنے اور جگہ پر چلے جب نزدیک پہونچے ضرار نے اپنے ساتھیوں کو ٹھیرایا اور اپنا کپڑا اُتار
ڈالا کہ کپڑے کی کھڑکھڑاہٹ نہو اور ننگی تلوار لئے اس جگہ کو چلے یہاں پر انھوں نے آدمیوں
کو سوتے ہوئے دیکھا کہ اپنی اپنی تلوار سر تلے رکھے سوتے ہیں ضرار اپنے آدمیوں کے
پاس واپس آئے اور ایک ایک آدمی پر ایک ایک کو تعینات کیا یہاں تک ایک ہی
وار میں سب مارے گئے تب انھوں نے مردوں کو گھسیٹ کر چھپوا دیا اور خود ان کا لباس پہن لیا

اور وقت معینہ کے منتظر رہے۔

صبح ہوتے ہی دونوں طرف کے لشکر صفوں میں آراستہ ہوئے اور اپنے افسروں کی گفتگو کے منتظر رہے وردان ایک سفید خچر پر سوار ہوا اور مرصع کپڑے پہنے تھا سونے کی زنجیر اور جواہرات لگائے خالدؓ زرد ریشمی عبا اور سبز عمامہ باندھے تھے وہ وردان کی ٹکر کی جگہ میں گئے تب فرش پر بیٹھ گئے اور صلح کی گفتگو ہونے لگی دونوں کے کلام مختصر اور فخر آمیز تھے کیوں کہ ہر شخص اپنے کو دوسرے پر قابض سمجھتا تھا وردان نے کہا کہ مسلمان لوٹیرے ہیں اور مال کے واسطے اس زرخیز زمین پر حملہ کرتے ہیں اور ہم لوگ مالدار ہیں اور صلح چاہتے ہیں تم کیا چاہتے ہو۔

خالدؓ نے جواب دیا کہ اے کافر ہم لوگوں کو غریب اور بھیک منگا سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ ہم کو دیتا ہے۔ تو ایک حصہ اس چیز کا ہم کو دیتا ہے جو کل ہمارا ہے اگر تم صلح چاہتے ہو تو ہماری تین شرطیں ہیں۔ ایمان لاؤ، خواہ جزیہ دو، خواہ لڑو کیا تم اس سے انکار کرتے ہو کیوں ہم کو بلایا کل تم کو معلوم ہو چکا تھا کیا تم یہاں تنہا لڑا چاہتے ہو تو آؤ ہمارے ہتھیار اس کا فیصلہ کردیں گے یہ کہہ کر وہ کھڑے ہوگئے وردان بھی کھڑا ہوا اور مدد کا منتظر رہ کر تلوار ہنوز نہ نکالی تھی کہ خالد نے اس کا گلا پکڑ لیا۔ اس پر اس نے اپنے آدمیوں کو پکارا مسلمان یونانی لباس پہنے نکل آئے وردان نے کچھ عرصہ تک سمجھا کہ ہم محفوظ ہیں جب وہ نزدیک پہنچا تو اس نے اپنی غلطی دریافت کی۔ ضرار کو دیکھ کر ڈرا اور پکارا کہ رحم کرو رحم کرو۔ خالد نے جواب دیا کہ اس کے لئے رحم نہیں جس کو ایمان نہیں۔ تمہاری زبان پر صلح اور دل میں فساد تھا۔ تمہارا قصور تمہارے سر پر ہوگا جوں ہی حکم دیا کہ ضرارؓ نے فوراً سر کاٹ ڈالا اور نیزہ پر بلند کرکے ان آدمیوں نے جنھوں نے یونانی لباس پہنا تھا دشمن کے لشکر کی طرف پھینکا جنھوں نے خالد کا سر سمجھ کر خوشی کی صدا بلند کی جب انھوں نے اچھی طرح دیکھا کہ وردان کا سر ہے ان میں انتشار آگیا خالد نے ان کو انتشار سے نہ نکلنے دیا بلکہ عام حملہ کا حکم دیا قیصر کے لشکر کو شکست

ہوئی اور اُن کے سپاہی ہر سمت سے فرار ہوئے کچھ قیصریہ کی جانب کچھ دمشق کی طرف اور کچھ لوگ انطاکیہ میں پہونچے۔ بہت غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔ سونے چاندی کی صلیب جواہرات سے مرصع، سونے کی زنجیر، قیمتی گلوبند، زیور، ریشمی عبا ہتھیار اور قسم قسم کے اوزار اور بہت جھنڈے لیکن خالد نے تا قبضۂ دمشق تقسیم ہونے سے باز رکھا۔

اس بڑی فتح یابی کی خبر مدینہ کو خلیفۂ وقت کے پاس اُن کے عزیز اور بہادر بیٹے عبدالرحمٰن کے ذریعے سے روانہ کی گئی یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے سجدہ کیا اور اللہ کا شکر بجالائے یہ خبر تمام عرب میں شائع ہوئی تمام سپاہ جمع ہوئی خاص کر مکہ کی چوں کہ اب فتح نمایاں ہوئی اور بہت غنیمت ہاتھ آئی سب اسلام کے کام میں جاں فشانی کے واسطے حاضر ہوئے۔

حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کی استدعا قبول کرنی چاہی لیکن حضرت عمرؓ سے مشورہ لینے پر انھوں نے عذر کیا آپ نے فرمایا اکثر ان میں کے وہ ہیں جو اب ہماری کامیابی پر ہم سے ملنے کے خواہش مند ہیں اور سابق میں جب ہم قلیل اور ضعیف تھے ہم کو تباہ کرنا چاہتے تھے۔ اسلام کی چنداں پرواہ نہیں کرتے بلکہ شام کے زرخیز ملک کو لوٹنا چاہتے ہیں اور دمشق کی غنیمت کا حصّہ لینا چاہتے ہیں ان کو لشکر میں مت بھیجو کہ فتنہ اور فساد ڈالیں گے۔ جنھوں نے کام شروع کیا ہے وہی لوگ انجام کے لئے کافی ہیں جنھوں نے کامیابی حاصل کی ہے انھیں کو غنیمت سے بہرہ ور ہونا چاہیئے اس مشورہ پر حضرت ابوبکرؓ نے سائلوں کی استدعا نامنظور کی اس پر مکّہ کے باشندوں نے خاص کر اہل قریش نے ابوسفیانؓ کو سردار کر کے خلیفۂ وقت کے پاس التجا کے لئے بھیجا انھوں نے کہا کہ میری التجا کیوں نہیں قبول کی جاتی ہے یہ درست ہے کہ ایّام جہالت میں ہم نے اصحاب رسول اللہ صلعم کے ساتھ لڑائی کی۔ اس خیال سے کہ ہم راستی پر نہیں اللہ تعالیٰ نے ہم پر ایمان کی روشنی پھیلائی ہم نے اپنی غلطیوں پر آگاہی پائی ہم از روئے اسلام کے تمھارے بھائی ہیں اور ایک خون ہیں اور اسی سبب سے تمھارے حال کے شریک ہو کر دشمن سے لڑا چاہتے ہیں ہمارے دل میں حسد اور عداوت نہیں ہونی چاہیئے

ان باتوں سے خلیفہ وقت کے دل میں رحم آیا انھوں نے حضرت علیؓ اور عمرؓ سے مشورہ لیا اور یہ بات طے پائی کہ قوم قریش کو لشکر میں شریک ہونے کی اجازت دی جائے ابوبکرؓ نے اس لئے خالدؓ کو اُن کی کامیابی پر مبارکباد دی اور لکھا کہ ایک بڑا امدادی لشکر ابوسفیانؓ کے تحت میں جاتا ہے اس خط پر انھوں نے رسول اللہ صلعم کی مہر ثبت کی اور اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کی معرفت روانہ کیا۔

فصل نویں

اجنادین کے مفروریوں نے دمشق میں شاہی لشکر کی شکست کی خبر پہونچائی اور یہ کہ آخری مدد کی امید قطع ہوئی۔ شہر کے باشندوں میں بڑی گھبراہٹ ہوئی تاہم وہ بہادری اور مایوسی کے ساتھ استحفاظ کی کارروائی میں مصروف رہے۔ مفروریوں نے قلعہ کے لشکر کو کئی ہزار سے مدد دی۔ نیو استحکام جلدی سے تیار کی گئی۔ دیواروں پر انجن ڈھیلے اور پتھر پھینکنے کے لئے قائم کئے گئے اس کام کو یہودیوں نے جو اس میں ہوشیار تھے انجام دیا۔ اپنی تیاری کے درمیان میں انھوں نے دیکھا کہ دور کے درختوں سے رسالے کے بعد رسالے مسلمان سواروں کے چلے آتے ہیں ہر گاہ بڑی قطار پیدل سپاہیوں کی نمودار ہوئی مسلمانوں کے لشکر کا یہ انتظام تھا پیش رو محافظین نو ہزار آدمیوں کے ساتھ عمرو بن العاصؓ کے تحت میں تھے تب دو ہزار قریشی سوار ابوسفیان کے تحت میں آئے تب اسی قدر آدمی شرحبیلؓ کے تحت میں پہونچے تب عمیرؓ ابن ربیعہ اسی قدر آدمیوں کے ساتھ آئے۔ تب اصل لشکر ابوعبیدہؓ کے تحت میں پہونچا اور آخر میں خالدؓ کا لشکر اپنے قسمت ور جیل والے جھنڈے کے ساتھ آیا۔

خالدؓ بن الولید نے اپنے متفرق سرداروں کو اب جمع کیا اور ان کو متفرق جگہہ دی ابوسفیانؓ کو جنوبی دروازے کے مقابل میں قائم کیا اور شرحبیلؓ سنٹ ٹامس کے

دروازے کے مقابل میں عمرو بن العاصؓ بشت کے دروازے کے سامنے تھے اور قیس ابن ہبیرہ قاذان کے دروازے کے مقابل تھے اور حضرت ابو عبیدہؓ جابیہ کے دروازے کے مقابل فاصلہ پر تھے اور خالدؓ نے اپنے واسطے پورب کا دروازہ تجویز کیا۔

ایک دروازہ جنوب میں تھا جس کا نام سینٹ مارک تھا یہ ایسے موقع پر تھا جہاں سے کوئی لڑائی نہیں ہو سکتی تھی اس لیئے اس کا نام صلح کا دروازہ ہوا ضرار کے نسبت یہ تجویز ہوا کہ وہ دیوار کے گرد دو ہزار سواروں کے ساتھ گرداوری کریں اور اس کی حفاظت کریں کہ خیمہ پر اچانک حملہ نہ ہونے پاوے اور شہر کے اندر کسی قسم کی مدد نہ جانے دیں خالدؓ نے کہا کہ اے ضرارؓ اگر تم پر حملہ ہو ہم کو فوراً خبر دینا کہ ہم تمھاری مدد کریں گے ضرارؓ نے کہا کہ اے خالدؓ تا آنے تمھارے ہم نہ لڑیں گے اپنی حفاظت میں رہیں گے خالدؓ نے کہا کہ لڑنا لیکن حفاظت کے ساتھ اور ہم ضرور آوینگے

اب مسلمانوں کے پاس ایسے ہتھیار تھے کہ ویسے سابق میں نہ تھے اور اب وہ لڑائی کے واسطے اور سب لڑائیوں کی بہ نسبت زیادہ تیار تھے کیوں کہ غنیمت کا اسباب اُن کے ہاتھ خوب آیا لیکن تاہم وہ اپنے عرب کے سادے لباس میں تھے اور ذائقہ دار کھانے اور لباس فاخرہ میں جن کے عادی ان کے فریق تھے مشغول نہوئے۔ حضرت ابو عبیدہ اپنے قدیم اونٹ کے چمڑے کے خیمہ میں سادگی کے ساتھ آرام کرتے تھے باوجودے کہ عمدہ عمدہ خیمے عیسائی افسروں کے اُن کے ہاتھ آئے تھے پہلے حملہ میں مسلمان بہادری کے ساتھ پتھر وغیرہ کے ذریعہ سے ہٹا دئے گئے اور قلعہ کے لشکر نے نکل کر حملہ کی جرأت کی لیکن بڑی خوں ریزی کے ساتھ ہٹا دئے گئے محاصرہ بڑی تیزی کے ساتھ کیا گیا یہاں تک کہ کسی کو اپنی دیوار سے باہر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

اکثر باشندوں نے اس سبب سے کہ امیدوار تھے کہ اور بھی عمدہ شرائط ہاتھ آویں

صلح قبول نہ کی اس وقت دمشق میں ایک شریف یونانی جس کا نام ٹامس تھا جس کی شادی قیصر ہرقل کی بیٹی سے ہوئی تھی موجود تھا۔

اس کا کوئی عہدہ نہ تھا لیکن شہر میں بسبب لیاقت اور دلیری کے بڑی منزلت تھی اس نے لوگوں کو یہ کہکر جرأت دی کہ حملہ آور لوگ جنگلی، ننگے، بھوکے اور بے قاعدہ والے ہیں اپنے جوش میں بہادری سے لڑتے ہیں جو چند روزہ ہے اور صرف اُن کا ڈر تمام میں پھیل گیا ہے۔

کل باتوں کو بیکار پاکر اس نے لشکر کی سرداری خود قبول کی اس غرض سے کہ وہ حملہ کریں اس کا وعدہ قبول کیا گیا اور دوسرا روز مقابلہ کے واسطے قرار پایا۔ خالد نے رات کی تیاریوں کو دریافت کرلیا اور اپنے آدمیوں سے کہا کہ ہشیار رہنا کیوں کہ مایوس دشمن کے حملہ کی امید کی جاتی ہے ہم لوگ رات کو نہ سوئیں مرنے کے بعد برابر نیند ہی نیند ہے۔

عیسائی غم کے ساتھ تیاری میں رہے یہاں تک صبح ہوگئی اور پادری اس دروازے کے پاس جہاں سے حملہ ہونے والا تھا انجیل اور صلیب لئے ہوئے آیا جب ٹامس گذرنے لگا اس نے انجیل پر ہاتھ رکھا اور کہا اے اللہ اے اللہ اگر ہمارا عیسائی مذہب سچا ہے ہم کو مدد دے اور ہم کو دشمنوں کے قبضہ میں مت ڈال۔ اہل اسلام جو اپنے فریق کی حرکت کے نگراں تھے دروازہ سے نکلتے ہی دشمن پر حملہ آور ہوئے۔

لیکن پتھر اور ڈھیلے سے جو انجن کے ذریعہ سے اُن پر پھینکے گئے وہ ہٹ آئے ٹامس اپنے لشکر کے ساتھ اُن کے مقابلہ کو آیا لیکن لڑائی سخت اور خوں ریز تھی۔ ٹامس نہایت تیرانداز تھا اس نے چن چن کر اچھے مسلمانوں کو مارا اور اچھے اچھے لوگ شہید ہوئے ان میں ابان ابن زید بھی تھے جن کو زہر آلود تیر لگے تھے انھوں نے ہر چند اپنے زخم کو کپڑے سے باندھا لیکن جب زہر نے اثر کیا اور گرنے لگے لوگ ان کو خیمہ میں لے

آئے۔ انھوں نے حال میں ایک عورت سے جو قوم حمیار سے تھی شادی کی تھی۔ قوم حمیار کی عورتیں بھی تیر اندازی جانتی تھیں۔

اس عورت نے یہ سن کر کہ اس کا شوہر زخمی ہوا۔ دوڑی لیکن قبل پہونچنے اس کے انتقال ہوچکا تھا اُس نے شوہر کو مردہ پاکر نہ غم کیا نہ روئی۔ اس نے کہا کہ اے میرے پیارے تم اللہ کے پاس ہو اچھے ہو لیکن میں تمھارے خون کا بدلا لوں گی اور تب تم سے بہشت میں آملوں گی کیوں کہ میں اب اپنے کو اللہ کے واسطے وقف کرتی ہوں تب وہ اپنے شوہر کے تیر کمان لے کر ٹامس کی تلاش میں میدان جنگ میں گئی اس جگہہ پہونچ کر جہاں وہ لڑ رہا تھا اس نے ایک تیر مارا کہ نشان والے کے ہاتھ میں لگا نشان گر پڑا اور مسلمانوں کے ہاتھ آیا ٹامس نے اس نشان کا تعاقب کیا اور اپنے آدمیوں سے کہا کہ چھین لو وہ ہاتھوں ہاتھ شرحبیل تک پہونچا۔ ٹامس نے ان پر تلوار سے حملہ کیا۔ انھوں نے نشان کو اپنے لشکر میں پھینک دیا اور خود اُس سے مقابلہ کرنے لگے لیکن دونوں برابر رہے بلکہ ٹامس کسی قدر دور رہنا چاہتا تھا کہ زوجہ ابان نے ایک تیر مارا کہ ٹامس کی آنکھ میں لگا وہ زخم کے باعث سے گرنے لگا کہ اس کے آدمی نشان کا تعاقب چھوڑ کر اس کی مدد کو دوڑے اور اس کو شہر میں لے گئے اس کے زخم کی اصلاح فوراً کی گئی اور وہ چاہتا تھا کہ لڑائی میں پھر شریک ہو کہ اس کے آدمیوں نے روکا اس نے اپنی جگہہ شہر کے دروازے پر قرار دی جہاں سے وہ جنگی کارروائی دیکھ سکے اور حکم کر سکے۔

لڑائی برابر جاری رہی اور انجن کے ذریعہ سے ڈھیلے اور پتھر یہودیوں نے پھینکے جس کے باعث سے مسلمان دیوار سے دور رہے اور نزدیک نہ آسکے۔

رات آجانے سے لڑائی ملتوی رہی اہل اسلام تمام دن کی لڑائی سے تھک گئے تھے اور فوراً زمین پر سو رہے ٹامس نے دیکھا کہ قلعہ کے لشکر میں کسی قدر جرأت آگئی

اس نے بڑے حملہ کی تیاریاں کیں اور شہر کے ہر دروازے سے حملہ کا حکم دیا۔ صبح ہوتے ہی سب دروازے کھول دیے گئے اور ایک آواز میں سبھوں نے حملہ کیا۔ ایسی آہستگی سے حملہ کی تیاری کی کہ مسلمان غافل رہے۔ باجے کی آواز سن کر مسلمان جاگے اور اپنے ہتھیار کو اٹھایا۔ لیکن اچانک میں اُن پر آپڑے اور کچھ عرصہ تک لڑائی کے بدلے خون ریزی رہی۔ خالدؓ یہ دیکھ کر روئے اور کہا کہ اے اللہ مسلمان بندوں کی مدد کر اور چار ہزار سواروں سے جہاں مدد کی ضرورت دیکھی دوڑے اس دروازے کے سامنے جہاں سے ٹامس نے حملہ کیا سخت لڑائی ہوئی۔ یہاں شرجبیلؓ تھے اور اپنی بے نظیر دلیری سے لڑے اُن کے قریب زوجہ ابان بھی تھی اس نے اپنے کل تیروں کو صرف کیا صرف ایک تیر باقی تھا کہ ایک یونانی سپاہی نے اس کو پکڑنا چاہا لیکن اُس تیر کو بھی اس نے صرف کیا اور اس کو مار ڈالا لیکن اب بے ہتھیار ہو جانے سے گرفتار ہو گئی اس وقت شرجبیل اور ٹامس بھر سینہ بسینہ لڑے لیکن شرجبیلؓ کی تلوار ٹامس کی ڈھال پر پڑ کے ٹوٹ گئی اور گرفتار ہونے کے قریب تھے کہ خالد اور عبدالرحمٰن سواروں کے ساتھ آپڑے اور ٹامس کو شہر میں واپس جانے پر مجبور کیا اور شرجبیلؓ اور زوجہ ابان کو چھڑا لیا۔

وہ لشکر جو جابیہ کے دروازے سے نکلا سب سے زیادہ تباہ ہوا کیونکہ ابو عبیدہؓ اس دروازے کے سامنے تھے جس وقت غنیم نے حملہ کیا وہ سو رہے تھے انھوں نے پہلے صبح کی نماز پڑھی اور ایک چنا ہوا مختصر رسالہ دشمن کی روک کے واسطے روانہ کیا تب وہ لڑائی میں مصروف تھے انھوں نے آہستہ ایک رسالہ بھیجا کہ درمیان غنیم اور درمیان شہر کے دروازے کے حائل ہو جائے۔ یونانی مسلمانوں کو آگے اور پیچھے دیکھ کر نہایت منتشر ہوئے اور بہت مایوسی کے ساتھ لڑے لیکن یہ کارروائی

ایسی کامیابی کی ہوئی کہ کوئی آدمی جو دروازہ سے نکلا تھا واپس جانے کو نہ بچا۔ رات کو بھی ویسی ہی لڑائی رہی جیسی دن کو تھی۔ عیسائیوں کو ہر جگہ شکست ہوئی اور اپنے شہر کی دیواروں میں پھر پناہ گزیں ہوئے اور ہزاروں مُردے جنگ کے میدان میں چھوڑ گئے۔ مسلمانوں نے دروازہ تک پیچھا کیا لیکن یہودیوں کے ڈھیلے اور پتھر دیواروں سے پھینکنے کی وجہ سے واپس آئے۔

فصل دسویں

ستّر روز تک دمشق کا محاصرہ مسلمانوں نے کیا۔ اور باشندوں کو حملہ کی تاب نہ رہی اور پھر صلح کی گفتگو ہونے لگی ٹامس کا سمجھانا بیکار تھا اور اس کا یہ کہنا بھی کہ قیصر کو مدد کے واسطے لکھا ہے۔

اہل شہر کو بہت خوف ہوا اور انھوں نے خالد سے صلح کے لئے مہلت چاہی لیکن انھوں نے کچھ نہ سُنا اُن کی خواہش تھی کہ شہر کو تلوار کے زور سے سر کریں کہ مسلمانوں کو غنیمت ہاتھ آوے۔

اس تنگ حالت میں شہر کے باشندے حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس گئے جن کو لوگ متحمل اور بردبار جانتے تھے۔ پہلے قاصد بھیج کر اُن کا استمزاج لیا۔ پھر ایک رات ایک سو آدمی جس میں پادری بھی تھے۔ خانگی طور پر جابیہ کے دروازے سے اُن کے پاس گئے انھوں نے اس افسر کو چمڑے کے خیمے میں نہایت سادہ لباس میں دیکھا۔ انھوں نے باشندوں کی رائے کو اچھی طرح سُنا کیوں کہ اُن کی رائے یہ تھی کہ سب ایمان لاویں اور غنیمت اور جزیہ کا چنداں خیال نہ تھا۔

ایک معاہدہ ان شرائط کے ساتھ لکھا گیا کہ شہر کا قبضہ مسلمانوں کو دے دیا جائے اور مخالفت موقوف کی جائے اور وہ باشندے اگر چاہیں شہر کو بہ حفاظت تمام چھوڑ سکتے

ہیں اور اپنا اسباب بھی لے جاسکتے ہیں اور ساٹ گرجے اُن کے واسطے چھوڑ دئے جاویں یہ طے ہوکر ابوعبیدہؓ نے معاہدہ پر اس خیال سے دستخط نہیں کئے کہ عام سالار لشکر نہ تھے لیکن یہ اقرار کیا مسلمان اس کو مانیں گے۔

شرائط منظور ہوئے اور ضمانت دے کر جابیہ کا دروازہ کھولا گیا اور ابوعبیدہؓ ایک سو آدمیوں سے شہر پر قبضہ کرنے کو داخل ہوئے۔

جب یہ سب جابیہ کے دروازے پر ہورہا تھا۔ ایک دوسرا امر پورب کے دروازے پر واقع ہوا۔ خالدؓ کو عمرو کے بھائی کے مرنے سے نہایت صدمہ ہوا۔ اسی حالت میں ایک پادری جس کا نام یسوع تھا آیا اور اپنے خاندان کی امان چاہی تاکہ وہ شہر میں داخل ہونے کی راہ بتاوے۔ اس شخص کے ذریعے سے ایک سو عرب شہر پناہ کی دیواریں داخل ہوئے اور پورب کے دروازے کی گلی اور کواڑ کھول دئے اور اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا بلند کی خالدؓ اپنے لشکر کے ساتھ دروازے میں داخل ہوئے اور سب کو قتل کیا اور خون کا پرنالہ گلی میں بہایا۔ رحم کرو کی صدا اُٹھی خالد نے کہا کہ کافروں کے لئے رحم نہیں اور مریم کے گرجے تک خون ریزی کرتے چلے گئے یہاں پر انھوں نے متعجب ہوکر ابوعبیدہؓ اور اُن کے ساتھیوں کو دیکھا کہ اُن کی تلوار میان میں ہے اور عورتیں و لڑکے گھیرے ہوئے ہیں۔

ابوعبیدہؓ نے خالدؓ کو غضبناک دیکھا اور ان سے ترحم کرانے کے لئے دوڑے انھوں نے کہا کہ اللہ تعالی نے یہ شہر ہم کو صلح سے دلوایا ہے بغیر خون ریزی اور لڑائی کے خالدؓ نے غیظ میں آکر فرمایا ایسا نہیں ہے ہم نے اس کو تلوار کے زور سے حاصل کیا اور ہم اُن کو پناہ نہیں دیتے ہیں ابوعبیدہؓ نے کہا لیکن ہم نے باشندوں کو ایک عہدنامہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر دیا ہے خالدؓ نے کہا کہ آپ کو کیا حق تھا کہ بلا مرضی ہماری عہدنامہ کیا۔ کیا ہم افسر نہ تھے۔ قسم اللہ کی یہ ثابت کرنے کو ہم ہر باشندے کو قتل کریں گے۔

ابوعبیدہؓ نادم ہوئے کہ ہم نے غلطی کی لیکن انھوں نے خالدؓ کے راضی کرنے

میں بڑی کوشش کی اور یہ کہا کہ ہم نے یہ سب بہ نظر بھلائی کے کیا تھا اور یہ کہ جو عہدنامہ ہم نے کیا ہے وہ قبول کیا جائے اور یہ سب مسلمان جو حاضر ہیں ان کی رائے سے کیا گیا ہے۔

اکثر مسلمان افسروں نے ابو عبیدہؓ کی تائید کی اور خالدؓ کا پیچھا کیا کہ عہدنامہ کو منظور کریں جب تک خالدؓ کو تامل تھا کہ ان کی فوج کو بے صبری ہوئی اور انھوں نے قتل پھر شروع کر دیا ابو عبیدہؓ یہ دیکھ کر بے قرار ہوئے اور کہا قسم اللہ کی میری باتیں کچھ وزن نہیں کی جاتی ہیں اور میرا عہدنامہ جوتے کے نیچے ڈالا جاتا ہے اپنے گھوڑے کو مہمیز دے کر قاتلوں کے پاس پہونچے اور ان کو پیغمبر خدا صلعم کا واسطہ دے کر کہا کہ جب تک ہمارے اور خالدؓ کے درمیان میں کوئی امر طے نہ پاوے قتل ملتوی رکھو رسول صلعم کے نام کا اثر ہوا اور سپاہیوں نے قتل موقوف کیا اور دونوں سردار مریم کے گرجے میں داخل ہوئے۔

یہاں خالدؓ اور ابو عبیدہؓ سے بحث رہی اور خالدؓ صلح کے خلاف رہے جب اُن سے کہا گیا کہ یہ امر مصلحت کے خلاف ہے کیوں کہ ابھی بہت شہر فتح کرنے کو اس اطراف میں باقی ہیں اپنے ماتحت افسر کی بات نہ رکھنے سے مسلمانوں کی بے اعتباری اور شہر والوں کو ہو جاوے گی اور اسی شہر دمشق کی نظیر دیں گے اور اخیر وقت تک لڑنے کو آمادہ ہو جائیں گے اور معاہدہ کے قریب نہ جائیں گے بڑی مشکل سے ابو عبیدہؓ نے خالدؓ کو راضی کیا کہ کل امر خلیفۂ وقت کے پاس تصفیہ کے لئے بھیجا جائے ہر شرط پر ان کو اعتراض تھا اکثر لوگوں نے شہر میں رہنا قبول کیا لیکن کچھ لوگوں نے ٹامس کا ساتھ انطاکیہ تک دینا چاہا۔ ٹامس نے مسلمانوں کے ملک سے گذرنے کے واسطے پاسپورٹ چاہا بڑی مشکل سے خالدؓ نے تین روز کی مہلت دی کہ اتنے عرصہ تک اُن کا تعاقب نہیں کیا جائے۔ اس شرط پر کہ وہ اپنے ساتھ سوائے کھانے کے

کچھ نہ لے جائیں۔

یہاں پر ابو عبیدہؓ نے کہا کہ ہم نے شرط کی ہے کہ وہ اپنے اسباب کے ساتھ جاویں تب انھوں نے کہا کہ بے ہتھیار جاویں۔ پھر ابو عبیدہؓ نے روکا اور خالدؓ آخرش راضی ہوئے کہ اتنے ہتھیار لے جاویں کہ اپنے کو ڈاکوؤں سے بچا سکیں جس کے پاس تیر ہو اس کو بھالے کی ضرورت نہیں۔ ٹامس اور ہربس نے کہ اس قافلہ کے رہنما تھے اپنا خیمہ چراگاہ میں شہر کے قریب نصب کیا جہاں پر سب جلاوطن ہونے والے جمع تھے۔ سب چیزوں میں قیصر ہرقل کی عبا تھی کہ نہایت قیمتی تھی سب نے جمع ہو کر اپنی راہ اختیار کی۔

جن لوگوں نے بسبب غرور یا بہادری یا اختلاف مذہب کے جلاوطنی اختیار کی وہ لوگ بڑے عالی خاندان اور آسائش کے پلے ہوئے تھے اور محلوں کے رہنے والے تھے۔ انھیں میں سے ٹامس کی زوجہ قیصر ہرقل کی بیٹی بھی تھی ان کی طرف دیکھنے سے افسوس آتا تھا کہ بوڑھے آدمی اور روتی ہوئی عورتیں اور مایوس لڑکے یوں اپنے گھر سے نکلے جاتے ہیں اور جنگلوں اور میدان اور پہاڑ کو طے کر رہے ہیں اکثروں نے پھر پھر کر میناروں اور برجوں اور محلوں اور شہر کے باغوں کو دیکھا کہ ایک وقت ان میں کس عزت سے اور آسائش کے ساتھ بسر کرتے تھے اور بعض روتے تھے اور سینہ پیٹتے تھے۔

اس طرح سے سخت محاصرہ دمشق کا ختم ہوا۔

جب سے مسلمانوں نے پہلا خیمہ نصب کیا تھا اور تاریخ کامیابی تک ایک برس سے زیادہ گذر گیا۔

فصل گیارہویں

ضرارؓ کو ناگوار تھا کہ اس قدر غنیمت ہاتھ سے نکل جائے خالدؓ کو بھی اس کا خیال ہوتا لیکن اُن کے دل میں یہ بات تھی کہ سب اسباب دشمن سے واپس لیں گے اس لئے انھوں نے اپنے آدمیوں کو آرام اور تازگی لینے کے واسطے فرمایا اور مستعد رہے کہ تین روز گزر جانے پر پھر اُن کا تعاقب کرینگے۔

کسی قدر اختلاف جو اللہ کی نسبت حضرت ابوعبیدہؓ سے ہوا وہ کہتے تھے کہ غلہ شہر والوں کا ہے خالدؓ کو اُس کے تصفیہ میں ایک روز کا اور بھی وقفہ ہوا اور خالدؓ تعاقب کے قصد سے گذر چکے تھے ایک شخص رہنما ہونے کو آگے آیا اور کہنے لگا کہ ہم نہایت مختصر پہاڑوں کی راہ سے لے چلیں گے اس رہنما کا عجیب قصہ ہے وقت محاصرہ کے ضرار دو ہزار آدمیوں سے گرد شہر کے گرداوری کر رہے تھے جب یہ لوگ ایک رات قریب دیوار کے گھومتے تھے کہ انھوں نے دور سے گھوڑے کا ہنہنانا سُنا اور چاروں طرف دیوار کے دیکھا۔ قازان کے دروازے سے ایک سوار کو آتے دیکھا وہ ایک غار میں چھپ رہے اور جب نزدیک آیا اس کو گرفتار کر لیا وہ نوجوان شامی تھا اور بہت عمدہ اور فاخرہ لباس پہنے تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ معزز آدمی ہے جوں ہی انھوں نے اس کو گرفتار کیا ایک دوسرا سوار اسی دروازے سے آتے دیکھا جس نے اس قیدی کو آہستہ یونس کے نام سے پکارا انھوں نے یونس سے کہا کہ اپنی ساتھی کو بلاؤ اس پر اس نے کچھ یونانی زبان میں کہا اور وہ سوار دروازے میں واپس گیا عربوں نے یونانی زبان نہ سمجھ کر یہ سمجھا کہ قیدی نے اس کو آنے سے باز رکھا۔ عرب یونس کو وہیں مار ڈالتے لیکن اور خیال سے اس کو خالدؓ کے پاس لائے اس نوجوان نے کہا کہ میں دمشق کے عالی خاندانوں سے ہوں اور میری نسبت ایک خوبصورت عورت سے جس کا نام یوڈولیشیا ہے ہوئی تھی لیکن اس کے والدین نے کسی لالچ سے میری نسبت کو قطع کیا اس لئے ہم لوگوں نے خفیہ مشورہ کیا کہ دمشق سے نکل جائیں اور محافظ کو ایک اشرفی دی کہ رات کو میرا منتظر رہے وہ عورت دمشق کے لباس میں اور ... کے ساتھ پیچھے آئی تھی لیکن میرا جواب تھا کہ ... پکڑ گئی۔ اس پر وہ واپس گئی۔

خالدؓ نے کہا کہ تمھارے لیئے یہ شرط ہے کہ ایمان لاؤ اور نہیں تو تمھارا سر کاٹا جائیگا اور دمشق ہماری قبضے میں آنے سے تمھاری بنسو یہ تم کو ملے گی اُس نے فوراً اسلام قبول کیا اور دمشق کے قبضے کے لئے خوب لڑا۔

جب دمشق قبضے میں آگیا اُس نے یوڈولیشیا کا مکان تلاش کیا اور اس کی محبت کا فسانہ سنا اس نے یہ سمجھ کر کہ یونس عربوں کے ہاتھ سے ایمان کے لیئے مارا گیا دنیا کو چھوڑ کر معبد میں رہنا قبول کیا بڑے جوش کے ساتھ یونس معبد کی طرف گیا لیکن جب اس عورت نے دیکھا کہ یونس نے اپنا مذہب بدل دیا اس نے نفرت کی اور واپس گئی اور اس کو پھر دیکھنا نہیں چاہا اس نے بھی تامس اور ہربیس کے ساتھ جلا وطنی اختیار کی۔

یونس نے خالدؓ سے کہا کہ وہ عورت دلوا دی جائے لیکن خالدؓ نے معاہدہ کی حالت بیان کی۔

جب یونس کو معلوم ہوا کہ خالدؓ کا ارادہ تعاقب کا ہے لیکن زیادہ وقفہ ہونے سے متامل ہیں اس نے وعدہ کیا کہ ہم مخفی مختصر پہاڑوں کی راہ سے لے چلیں گے اور یقیناً جلا وطنوں کو پالیں گے اس کا وعدہ قبول کیا گیا چوتھے روز اس روز سے کہ جلا وطن روانہ ہوئے تھے خالدؓ نے چار ہزار سواروں سے تعاقب شروع کیا جو یونانیوں کے لباس میں یونس کے مشورے سے تھے کچھ عرصہ تک جلا وطنوں کو گھوڑی وغیرہ کے پاؤں کے نشان سے پتہ لگاتے چلے آئے آخرش کوہ لبنان کے پہاڑوں کے قریب وہ نشان گم ہو گیا۔ مسلمان سراسیمہ ہوئے لیکن یونس نے کہا ان پہاڑوں میں وہ راہ بھولے ہوں گے اور ہم سے اب وہ نہ بچ سکیں گے مسلمان برابر چلتے رہے صرف نماز کے وقت ٹھہر جاتے اب یہ لوگ بلندی پر پہاڑوں کی چوٹی کے چڑھ گئے اور ناہموار چٹانوں کی تکلیف اٹھانے لگے گھوڑے کے نعلوں سے آگ نکلنے لگی ان کے نعل نکال دیئے گئے بعض گھوڑے چٹانوں کی ٹھوکر سے لنگڑے ہو گئے سوار اتر پڑے اور پیدل چلنے لگے ان کے کپڑے جھاڑیوں میں پھنس کر پھٹنے لگے اب شکایت ہونے لگی ایسی مشکل ان کو کہیں پیش نہ آئی تھی اُن لوگوں نے آرام کرنے کے لئے اور گھوڑوں کے آرام پر اصرار کیا بلکہ خالدؓ بھی یونس پر ناراض ہوئے کہ کس تکلیف میں ڈالا۔

یونس نے کہا کہ آگے آیئے۔ تازے پاؤں کے نشان دکھلائے اور گھوڑوں کے سُم کی علامت بھی بتائے کئی گھنٹوں کی آسایش کے بعد اُنھوں نے پھر تعاقب شروع کر دیا مقام جبلہ اور

بوڈوسیا کے سامنے سے گذرتے ہیں ان کو ایک دہقانی سے معلوم ہوا کہ قیصر ہرقل نے
جلا وطنوں کو انطاکیہ آنے سے باز رکھا ہے کہ شاید وہاں کے باشندوں میں انتشار نہ آ جاوے اور
کنارے کنارے ہو کر قسطنطنیہ جانے کو کہلا بھیجا اس سے تعاقب کرنے والوں کو اور بھی موقع ان
تک پہونچنے کا ملا لیکن خالدؓ کو معلوم ہوا کہ ایک اور لشکر ان کے مقابلہ کے واسطے تیار کیا جاتا ہے اور
ان کے درمیان میں صرف ایک پہاڑ حد فاصل ہے ان کو خوف ہوا کہ مبادا یہ لشکر پیچھے سے دمشق
پر نہ آ پڑے یا پیٹھ پر نہ آ جاتے اور ایک پریشان خواب بھی دیکھا تھا لیکن عبدالرحمٰنؓ نے بہت عمدہ
تعبیر کہی اور تعاقب جاری رہا ایک طوفان رات کو آیا اور پانی برسا اور آدمی اور جانور پریشان ہو گئے
لیکن تب بھی یہ لوگ نہ ٹھیرے اور آگے بڑھتے گئے یہاں سے مفروری قریب تھے اور قصد السیا تھا
کہ ان کو غارت کیجئے اور واپس آیئے صبح ہوگئی ابر صاف ہوا اور آفتاب چمکا بہرکیف وہ آگے بڑھے
یہاں سے ایک سبزہ زار پھولوں سے معمور نظر آیا اور اس میں چشمہ دکھائی دیا اس چشمہ کے کنارے پر
جلا وطنوں کا قافلہ تھا رات کے طوفان سے تھک کر آرام لے رہے تھے بعض لوگ گھاس پر
سوئے تھے بعض کھا رہے تھے ہر گاہ چراگاہ پھیلی ہوئی بھیگے کپڑوں سے رنگین تھی تھکے ہوئے
مسلمان پہاڑ کی تکلیف سے تنگ آ گئے تھے ان تازگیوں کو دیکھ کر خوش ہوئے لیکن خالدؓ قافلہ کی
تلاش میں تھے اور وہ نو مسلم (یونس) اپنی منسوبہ کی جستجو میں تھا اور ان عورتوں کی طرف دیکھتا تھا جو چشمہ
کے کنارے پر پڑی تھیں ۔ خالدؓ نے ہوشیاری سے قافلہ کو دیکھ کر اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم
کیا ایک کی حکومت ضرارؓ کو دی دوسرے کی رفیع ابن عمیرہؓ کو اور تیسرے کی عبدالرحمٰنؓ کو اور
چوتھے کے خود حاکم ہوئے اور انھوں نے حکم دیا کہ ہر حصے کو یکے بعد دیگرے آنا چاہئے کہ دشمن کو
تعداد کا اصل حال معلوم نہ ہو۔

نماز پڑھ کر خالدؓ نے اپنے لشکر کو حکم دیا۔ عیسائی اپنے آرام سے چونکے جب دیکھا کہ ایک قافلہ ان
کی طرف پہاڑ سے آتا ہے ان کو یونانی لباس سے کچھ دھوکا ہوا لیکن فوراً ہی اصلیت دریافت کر لی گیا
ٹامس نے پانچ ہزار آدمیوں کو جمع کر لیا اور جو ہتھیار ان کے پاس تھے ان سے لڑنے کو آمادہ ہوئے

دوسرا حصہ جلد آتے ہوئے دیکھا پھر تیسرا حصہ تب سخت لڑائی ہوئی۔ ٹامس اور خالدؓ سینہ بسینہ لڑے لیکن ٹامس گرا اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے اس کا سر کاٹ لیا اور صلیب کے نیزے پر بلند کر کے عیسائیوں کو دکھلایا۔

رفیع بن عمیرہ عورتوں کی جماعت کی طرف گئے کہ ان کو گرفتار کریں لیکن وہ دلیری سے مقابلہ کرنے لگیں اور پتھر اور ڈھیلے اپنے دشمن کی طرف پھینکے ان میں ایک نہایت خوبصورت عورت عمدہ کپڑے اور زیور پہنے تھی یہ قیصر ہرقل کی مشہور بیٹی تھی اور ٹامس کی زوجہ تھی رفیعؓ نے اس کی گرفتاری میں کوشش کی لیکن اس نے ایک پتھر پھینکا کہ گھوڑے کے سر میں لگا اور وہ مر گیا عربی سوار نے تلوار نکالی اور اس کو مار ڈالتا لیکن وہ چلائی کہ رحم کرو اس لئے وہ گرفتار کر لی گئی اور ایک معتمد شخص کے سپرد کی گئی۔

اس کارزار کے درمیان میں یونس اپنی منسوبہ کی تلاش میں دوڑا وہ پہلے یونس کو کافر سمجھتی تھی اب اس سے خوف کرنے لگی کہ یہی شخص تباہی لانے والا ہے کل کوششیں اس کی کہ اس کی خطا معاف کی جائے بیکار تھی اس نے قسم کھائی کہ قسطنطنیہ جا کر کسی معبد میں رہیں گے یونس نے التجا بیکار دیکھ کر اس کو گرفتار کر لیا اس نے زیادہ انکار نہ کیا اور گھاس پر خاموش بیٹھ رہی اور موقع اور وقت کی منتظر رہی ایک تلوار نکال کر اپنے سینہ پر ماری اور مر گئی۔ ہر گاہ یہ ہو رہا تھا کہ خالدؓ کو ہرس کی تلاش تھی ایک جماعت میں وہ بھی تھا اور پیچھے سے آکر خالدؓ کو ایک ایسی تلوار ماری کہ ان کا خود ٹوٹ گیا اور اگر پگڑی سر پر نہ ہوتی تو خالدؓ کا سر پھٹ جاتا۔ ہرس کے ہاتھ سے تلوار اس ضرب میں گر پڑی اور خالدؓ کے پیروؤں نے اس کو ٹکڑے کر ڈالا عیسائیوں کی لڑائی ختم ہو گئی۔

سب مارے گئے یا قید ہوئے سوائے ایک شخص کے کہ جس قتل عام کی خبر قسطنطنیہ لے گیا۔

یونس اپنی منسوبہ کے مرنے پر زار زار روتا تھا لیکن مسلمانوں نے اس کی تشفی کی کہ اللہ تعالیٰ نے مقدر میں یہی لکھا تھا اور رفیعؓ ابن عمیرہ نے اس شاہزادی کو بدلے میں دینے کے لئے فرمایا اور خالدؓ نے اس شرط پر کہ قیصر زر خلاصی دے کر اس کو نہ منگوائے منظور کیا۔

اب وقت ضائع کرنے کا موقع نہ تھا۔ ڈیڑھ سو میل اس تعاقب میں دشمن کے ملک کو طے کیا تھا اور خوف تھا کہ دشمن پیچھے پڑ کر ٹکڑے نہ کر ڈالے سوار ہو اور چلو یہی کلام تھا غنیمت خچروں پر بار کیا گیا اور قیدی محفوظ کئے گئے اور سب دمشق کو روانہ ہوئے۔

جب راستے ہی میں تھے کہ ایک غبار دیکھ کر ڈرے جس میں کچھ صلیب نظر آئے انھوں نے مقابلہ کی تیاری کی لیکن صلح کا پیغام معلوم ہوا ایک بوڑھے پادری کے مصاحبوں کے ساتھ خالدؓ کے پاس قیصر کی طرف سے اس کی بیٹی کی رہائی کے لئے آیا مسلمانوں نے اس کو بلا زر مخلصانہ کے رہا کیا اور کہا کہ اس کے بدلے ہم کسی کو گرفتار کرینگے ہم یہ لڑائی موقوف نہ کریں گے جب تک ہم اس کا ملک نہ لے لیں گے

اس نو مسلم یونس کو اس کے بدلے میں بہت اشرفی دی گئیں کہ قیدیوں میں سے جس عورت کو پسند کرے خرید لے لیکن اب اس نے دنیاوی نعمتوں سے منہ موڑا اور اس کا منتظر رہا کہ اس کے بدلے اس کو بہشت کی نعمتیں ملیں گی اور اسلام کے کاموں میں بڑی جاں فشانی کی یہاں تک کہ یرموک کی لڑائی میں اس کے سینہ پر تیر لگا اور شہید ہو گیا عیسائیوں کی تواریخ میں اس نو مسلم کا حال اسی قدر لکھا ہے لیکن واقدی رحمہ اللہ قاضی بغداد اور بھی لکھتے ہیں کہ اس کے مرنے کے بعد رفیع ابن عمیرہ نے اس کو خواب میں دیکھا کہ یونس ایک نہایت عمدہ کپڑا پہنے ایک چمن میں ٹہلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ستر حوریں بہشت میں خدمت کو دی ہیں جو آفتاب اور ماہتاب سے بھی زیادہ روشن ہیں رفیع نے اس خواب کو خالدؓ سے کہا انھوں نے فرمایا کہ اسلام کی شہادت میں یہی فائدہ ہے زہے نصیب اس کے جس کو یہ دولت ملے۔

خالدؓ مع اپنے لشکر کے کامیابی کے ساتھ واپس آئے اور اپنے ساتھیوں سے ملے جنھوں نے نہایت خوشی کی اور ان کے جانے پر اندیشہ ناک تھے انھوں نے اب غنیمت تقسیم کی غنیمت کے چار حصے سپاہیوں اور افسروں میں تقسیم ہوئے پانچواں حصہ بیت المال کے واسطے رکھا گیا اور خلیفہ وقت کے پاس بھیجا گیا اور خط بھی لکھا جس میں دمشق کے قبضے میں ہو جانے کا حال درج تھا اس میں جو اختلاف ابو عبیدہؓ سے ہوا وہ بھی اور جلا وطنوں کا تعاقب کرنا اور غنیمت ہاتھ آنا یہ سب لکھا تھا۔

یہ بھی مقدر تھا کہ اس کامیابی کی خبر خلیفہ وقت اپنے کانوں سے نہ سنیں کیوں کہ جس روز دمشق فتح ہو

انا للہ وانا الیہ راجعون

اسی روز حضرت ابو بکرؓ نے انتقال فرمایا مورخین آپ کے انتقال کے سبب میں اختلاف کرتے ہیں ابو الفدا کا قیاس ہے کہ آپ کے کھانے میں ایک یہودی نے زہر دیا لیکن آپ کی بیٹی حضرت عائشہ کا قول زیادہ معتبر ہے جن کا بیان ہے کہ آپ نے ایک سرد روز میں غسل کیا جس سے بخار ہوگیا جب آپ بیمار ہوئے آپ نے اپنی جگہ حضرت عمرؓ بن الخطاب کو کام کے لئے فرمایا کہ خلافت کے امور کو انجام دیں۔

آپ نے یہ سمجھ کر موت قریب پہونچی اپنے کاتب حضرت عثمانؓ کو بلایا اور چیدہ مسلمانوں کے مقابل میں ذیل کا مضمون فرمایا۔

میں ابو بکرؓ ابن ابو قحافہ مرنے کے قریب ہونے سے اور ایسے وقت میں کہ کافر ایمان لائے اور متشکک یقین پر آئے اور جھوٹے سچے ہو گئے کل مسلمانوں کے سامنے یہ اظہار کرتا ہوں بلا جبر میں اپنے دل سے اپنا جانشین نامزد کرتا ہوں یہ کہہ کر آپ کو غش آگیا اور خموش ہو گئے حضرت عثمانؓ نے جو آپ کے ارادوں سے واقف تھے عمرؓ بن الخطاب کا نام لکھا جب آپ کو ہوش آیا اور دیکھا کہ عثمانؓ نے کیا لکھا ہے فرمایا تمھاری دور اندیشی پر آفریں ہے۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کرے تب آپ نے فرمایا کہ عمرؓ کا کہنا سننا اور اطاعت کرنا کیوں کہ جہاں تک میں جانتا ہوں وہ بڑے خود عقیل ہیں وہ جو کرتے ہیں اس کے سزاوار ہیں وہ انصاف کے ساتھ حکومت کریں گے اور اللہ جو سب جانتا ہے جزا دے گا ہم بہتری چاہتے ہیں ظاہر کو دیکھتے ہیں دل کا حال اللہ تعالیٰ جانتا ہے بس رخصت راست بازی سے کام کرو اور اللہ کی رحمت تم پر ہو آپ نے اس وصیت نامہ پر مہر چپکائی اور اس کی نقل سب حکام کے پاس بھیجنے کے لئے کہا۔

تب آپ نے حضرت عمرؓ کو بلوایا اور کہا کہ تم جانشین نامزد کئے گئے حضرت عمرؓ شدید اور سادے آدمی تھے اور کسی عہدے یا مرتبے کے خواستگار نہ تھے آپ نے فرمایا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلعم ہم کو اس بوجھ سے معاف رکھئے ہم کو خلافت کی ضرورت نہیں حضرت ابو بکرؓ نے کہا لیکن خلافت کو تمھاری ضرورت ہے تمھارا قبول کرنا اس عہدے کو بنظر رفاہ عام اور ان کی شفقت کے ہے کیوں کہ ہم تم کو اس کے لائق سمجھتے ہیں اور آپ نے حضرت عمرؓ سے قبول کرایا اور ان کے جانے کے بعد ان کی کامیابی کے لئے اور اسلام کی سلطنت کو استحکام کے لئے بہت

دعا کی۔ یہ سب خلافت کا انتظام فرماکر آپ نے حضرت عائشہؓ کی آغوش میں انتقال فرمایا۔
انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس وقت سن شریف آپ کا ترسٹھ۶۳ برس کا ہوچکا تھا اور چوسٹھواں سال تھا آپ نے خلافت دو۲ برس تین۳ مہینے نو۹ روز فرمائی۔ جس وقت آپ کا انتقال ہوا آپ کے والدین زندہ تھے۔ آپ کے والد کا سن ستانوے برس کا تھا۔ جب آپ کے والد نے انتقال کا حال سنا انھوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے دیا اور لیا۔ لیکن ان کا بھی انتقال اسی زمانے میں ہوا۔

حضرت ابوبکرؓ کی چار بیبیاں تھیں۔ آخری بی بی حضرت جعفر طیارؓ کی منکوحہ تھیں جو موتہ میں شہید ہوئے۔ ان سے دو بیٹے تھے۔ ایک کا نام محمدؓ بن ابی بکر تھا۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے تھے کہ عورتیں برائی کی جڑ ہیں لیکن سب سے زیادہ خرابی یہ ہے کہ ان کی ضرورت ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کے انتقال سے عامۂ خلائق کو نہایت افسوس اور صدمہ ہوا اور واقعی آپ اس افسوس کے سزاوار تھے۔ کیونکہ آپ نہایت ہی عمدہ حاکم تھے۔ منصف مزاج متحمل اور سادہ دل اور اپنے نفع سے بے غرض تھے۔ آپ کی خلافت کا زمانہ اتنا قلیل تھا کہ سلطنت اسلام کی وسعت خوب نہ ہوسکی لیکن آپ کی لیاقت اور سرگرمی رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد باغیوں کے سر کرنے سے ظاہر ہوگئی۔ آپ نے اپنے پیچھے ایسا نام چھوڑا کہ ضرب المثل تھا۔ اور حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ ان کے جانشین کو ان کے قدم بقدم ہونا دشوار ہے۔

باب چوتھا

فصل پہلی ــ خلافت حضرت عمر فاروقؓ

خلافت عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عمرؓ کے نامزد ہونے میں حضرت عائشہؓ نے تائید کی اور حضرت علیؓ بھی

رضامند تھے۔ جس روز حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہوا اُسی روز عمرؓ بن الخطاب منتخب کیئے گئے۔ خلیفۂ جدید کی چال چلن سے اس کتاب کے پڑھنے والے کسی قدر واقف ہو چکے ہیں تاہم اُس کا بیان کرنا قابلِ قبول ہوگا۔ اُس وقت اُن کا سن ترپن برس کا تھا۔ آپ گندمی قد اور تاریکی مائل تھے۔ چہرہ بھاری اور سر بڑا تھا۔ آپ اس قدر لمبے تھے کہ ایک مورخ نے لکھا ہے کہ جس وقت آپ بیٹھے رہتے تھے اُس وقت بھی اُن لوگوں سے جو کھڑے رہتے اونچے معلوم ہوتے۔ آپ کی قوت غیر معمولی تھی اور آپ جیسا دہنے ہاتھ سے کام کرتے تھے ویسا ہی بائیں ہاتھ سے بھی۔ اگرچہ ابتدا میں ایسے مخالف تھے کہ رسول اللہؐ کی ہلاکت کا قصد کیا تھا لیکن اسلام لانے کے بعد اسلام کے بڑے حامی اور بہادروں میں تھے۔ آپ نے رسول اللہ صلعم کا ساتھ بڑے بھاری کاموں اور واقعات میں دیا۔ آپ کا نام بدر، احد، حنین، خیبر اور تبوک کے سپاہیوں کے افسروں میں اور مدینہ کے حملے اور مکہ کی فتح میں دیکھا جاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اسلامی ابتدائی کارروائی کی آپ روح تھے۔ آپ کا جوش ہر وقت آمادہ اور کاموں میں مستعد تھے۔

خلافت کے امور کے انتظام میں آپ کی دیانت داری راست بازی اور عدل ضرب المثل ہے۔ خانگی امور میں بھی آپ کی پرہیزگاری، سادگی اور جھوٹی نمائش سے احتراز مشہور تھا۔ سادہ پانی آپ کا شربت تھا۔ آپ کی غذا چند کھجور یا چند ٹکڑے جَو کی روٹی کے اور نمک تھی۔ بلکہ نفس کشی کے وقت نمک بھی غذائے لذیذ سمجھا جاتا تھا۔ آپ کی سخت پرہیزگاری، نفس کشی اور سادگی اور اظہار غربت کی وقعت ابتدائے اسلام میں بھی کی جاتی تھی۔ آپ کے قواعد کے اصول نہایت ذہانت کے تھے جس پر آپ کو -

چال چلن کا مدار تھا۔ من جملہ اُس کے ذیل کے جملے ہیں۔ آپ فرماتے تھے۔ چار چیزیں واپس نہیں آتی ہیں۔ بات بولی ہوئی، تیر پھینکا ہوا، عمر گزری ہوئی۔ اور موقع ہاتھ سے نکلا ہوا۔

آپ کی خلافت کے زمانے میں بے حساب مسجدیں عبادت کے لئے بنیں اور اسی قدر قید خانے بھی مجرموں کی سزا کے لئے تعمیر پائے۔

آپ چھوٹے اور خفیف جرموں کے لئے کوڑے مع بٹے ہوئے تسموں کے رکھتے اور ایسے جرموں میں جیسی مذمت یا تہمت تھی اُسی سے سزا دیتے اور اُس کا اس کثرت سے استعمال ہوا کہ یہ بات مشہور ہوئی کہ حضرت عمرؓ کا دُرّہ تلوار سے زیادہ قابلِ خوف ہے۔

عہدۂ خلافت کے اختیار کرنے پر آپ کو لوگوں نے خلیفۂ خلیفۂ رسول اللہ صلعم کے نام سے مبارکباد دی۔ آپ نے اس پر عذر کیا کہ اس قدر لمبا خطاب ہر خلیفہ کے وقت میں بڑھتا جائے گا یہاں تک کہ نامحدود ہو جائے گا۔ اس پر یہ بات قرار پائی کہ آپ کو امیرالمومنین کا خطاب ہونا چاہیئے۔

پہلا کام آپ کا شام کے لشکر کی نسبت تھا۔ آپ کا بُردبار عدل خالدؓ کی چھلبلی فتحیابیوں سے چکاچوندھ میں نہ آیا اور آپ کو اُن کی عام حکومت کی قابلیت میں شک آیا۔ آپ کو خالدؓ کی بہادری اور جنگی ہنر کا اقرار تھا۔ لیکن اُن کو جلد باز تند اور فضول خرچ اور زیادہ خطرے میں ڈالنے والے اور طرفدار سمجھتے تھے۔ اور سرداری کے قابل نہیں جانتے تھے۔ آپ نے اس لئے ایسے آدمی سے لشکر کی حکومت لے لینی چاہی اور حضرت ابوعبیدہؓ کو واپس دینی چاہی جن کی نسبت آپ نے فرمایا کہ ابوعبیدہؓ نے اپنی پرہیزگاری اور حلم اور عدل اور ایمانداری کے سبب سے اپنے کو اس کے لائق ثابت کیا۔ اس لئے آپ نے ایک ٹکڑے چمڑے پر ایک خط حضرت ابوعبیدہؓ کے نام لکھا اور اُس میں حضرت ابوبکرؓ کے انتقال کا حال اور اپنے خلیفہ مقرر ہونے کی کیفیت اور

ابو عبیدہؓ کے شام کے لشکر پر سالار ہونے کا احوال درج تھا۔
یہ خط حضرت ابو عبیدہؓ کو اُس وقت ملا کہ جب خالدؓ چلا وطنوں کے قافلے کے تعاقب میں غیر حاضر تھے۔ حضرت ابو عبیدہؓ کو تعجب ہوا اور خط کے مضمون سے سراسیمہ تھے۔ اُن کی بُردباری اعلیٰ حکومت کی خواستگار نہ تھی اور آپ یہ سمجھتے تھے کہ جب خلیفہ وقت کو خالدؓ کی کامیابیوں کا حال جو بالفعل فتح دمشق کے باعث ظہور میں آیا معلوم ہوگا تو ہم کو اس عہدے پر رہنے نہ دیں گے۔ اس لئے آپ نے خط کے مضمون کو مخفی رکھا اور اسی لئے جب خالدؓ دمشق کو واپس آئے اُنھوں نے خالدؓ کو سالار لشکر مانا اور اُن کو دوسرا خط ابو بکرؓ کے نام سے لکھنے دیا جس میں قافلے کے تعاقب اور اُس کے لوٹ کا حال تھا۔
حضرت عمرؓ کو خلیفہ ہوئے کچھ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ پہلا خط خالدؓ کا جس میں دمشق کی فتح درج تھی ملا۔ اس کامیابی پر اہل مدینہ کو نہایت خوشی ہوئی اور خالدؓ کی بہادری کی بہت لوگوں نے بڑی تعریف کی۔ اسی خوشی میں جب اُن کو خالدؓ کی برخاستگی کا حال معلوم ہوا تعریف کرنے والے شاکی ہوئے کہ خالدؓ اپنی کامیابیوں کی حالت میں کیوں برطرف کئے گئے حضرت ابو بکرؓ کا جواب یاد کرو کہ ہم سیف اللہ کو کیوں میان میں ڈالیں جب وہ تلوار اسلام کی وسعت کے لئے نکالی گئی ہے۔
حضرت عمرؓ نے ان کی شکایتوں کو سن لیا۔ لیکن آپ کا قصد ویسا ہی رہا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت ابو عبیدہؓ ایک نرم اور رحم دل آدمی ہیں۔ تاہم دلیر ہیں۔ وہ اپنے آدمیوں کو خطرے میں ڈالنے سے باز رکھیں گے۔ اور بے کار لوٹ وغیرہ میں مصروف نہ ہونے دینگے اور لڑائی کے وقت حلم کے سبب سے کم قدر بھی نہ ہونگے۔
اسی وقت حضرت خالدؓ کا دوسرا خط حضرت ابو بکرؓ کے نام سے آیا جس میں قافلے کے تعاقب اور کامیابی کا حال درج تھا اور جو اختلاف حضرت ابو عبیدہ سے ہوا اس کا تصفیہ چاہا تھا۔ خلیفہ وقت اس خط سے متحیر ہوئے جس سے ظاہر تھا کہ فوج کو ہنوز آپ کی جانشینی

کا حال نہیں معلوم ہوا۔ اور نہ حضرت ابو عبیدہؓ نے ہنوز سالاری اختیار کی۔ آپ نے پھر خط ابو عبیدہؓ کو لکھا جس میں اُن کی تقرری درج تھی اور امر تنازعہ کا فیصلہ تھا۔ اور آپ نے لکھا کہ دمشق صلح سے فتح ہوا نہ تلوار سے اور یہ کہ معاہدہ کے شرائط کو ماننا چاہیے اور آپ نے قافلہ کا تعاقب کرنا عاقبت اندیشی پر محمول کیا اور یہ کہ اگر نتیجہ خلاف ہوتا تو ہلاکت کا باعث ہوتا۔ اور قیصر کی بیٹی کو بلا زر مخلصانہ کے چھوڑنا فضول ٹھیرایا۔ کیونکہ اس سے ایک زر کثیر ہاتھ آتا۔ آپ نے حضرت ابو عبیدہؓ کو کسی قدر شدید ہونے کا مشورہ دیا۔ کیونکہ ان کے حلم سے بخوبی واقف تھے۔ لیکن نہ ایسا کہ مسلمانوں کو لوٹ کی لالچ میں خطرے میں ڈالیں۔ اور اس اشارہ سے خالدؓ کو ملامت کرنا تھا۔

شاید کہ یہ خط بھی حضرت ابو عبیدہؓ کے حکم سے دبا دیا جائے۔ آپ نے یہ خط ایک ممتاز آدمی شداد ابن عاص کے معرفت روانہ کیا۔ گویا کہ اُن کو اپنا نائب بنا کر شام کو بھیجا کہ مسلمانوں کے سامنے یہ خط پڑھیں اور دمشق میں آپ کی جانشینی کا اظہار کریں۔

شداد نے خالدؓ کو لشکر کا سالار پایا اور آدمیوں کو حضرت ابوبکرؓ کے انتقال سے ناواقف دیکھا۔ اس خبر سے ہر شخص کو تعجب تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کے انتقال سے جن کو لوگ بجائے باپ کے سمجھتے تھے نہایت صدمہ ہوا۔ اور خالدؓ کی معزولی سے متعجب ہوئے کہ ایسی کامیابیوں میں کیوں معزول ہوئے۔ اور بہت سے سپاہی اور افسر اس امر سے سراسیمہ تھے۔

اگرچہ خالد ابن الولید اپنی فتوحات میں سخت تھے۔ لیکن اس موقع پر اپنے کو بہت بڑا آدمی ثابت کیا۔ آپ نے فرمایا ہم جانتے ہیں حضرت عمرؓ ہم کو عزیز نہیں رکھتے ہیں۔ لیکن چونکہ حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہوگیا اور عمرؓ کو جانشین مقرر کیا۔ ہم اُن کی اطاعت کرتے ہیں۔ اس لئے انھوں نے عمرؓ کی خلافت کا اعلان کیا اور اپنی سالاری ابو عبیدہؓ کو سپرد کی۔ ابو عبیدہؓ نے جبراً قبول کیا اور خوف تھا کہ شاید خالدؓ کے بیدل ہو کر جانے سے

اسلام کی ترقی میں فتور نہ آجائے۔ خالدؓ نے فوراً ہی ثابت کر دیا کہ اسلام کے واسطے دونوں حالت میں مستعد تھے۔ خواہ مثل سپاہی کے ہوں یا سردار ہو کر رہیں۔ خالدؓ کا اطاعت کرنا لوگوں کے استعجاب کا باعث ہوا۔ اور اُن کے دشمنوں نے بھی تعریف کی اور اُس پر ان کی وقعت اور عزت اور ابو عبیدہؓ کا اعتبار اور بھی زیادہ بڑھا۔

اس وقت ایک عیسائی قوم کے شیخ نے حضرت ابو عبیدہؓ سے رسوخ پیدا کرنا چاہا اور ایک میلے کا حال آکر بیان کیا۔ کہ اس میں غنیمت خوب ہاتھ آوے گی اور اُس نے بیان کیا کہ ایک جگہ درمیان طرابلس اور حاران کے ہے جو یہاں سے دُور نہیں ہے وہاں پر دیر ابی القدس ہے جو عیسائی پرہیز گاروں سے آباد ہے اور اُس کا پادری اپنی عقل مندی، پرہیزگاری اور گوشت کے احتراز کے لئے مشہور ہے۔ پس ہر جوان اور بوڑھا اُس کی دعا اور مشورہ لینے کو جاتا ہے۔ اور کوئی ایسی شادی نہیں ہوتی ہے جس میں وہ شریک نہیں ہوتا ہے۔

اس دیر کے مقابل میں ایک میلہ ہوتا ہے جس کا نام ابیلا ہے۔ جہاں اطراف کی دولت اور عمدہ قیمتی اسباب اور ریشمی کپڑے اور زیورات سونے چاندی کے اور دوسری قیمتی چیزیں جمع ہوتی ہیں اور چونکہ میلہ ہتھیار بند آدمیوں کا نہیں ہے۔ تھوڑی کوشش میں بہت غنیمت ہاتھ آئے گی۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے یہ خبر لشکر میں سنا دی۔ انھوں نے فرمایا کہ اس کام کو کون کریگا۔ وہ خالد کی طرف دیکھ رہے تھے کہ شاید یہ قبول کریں لیکن آپ (خالدؓ) خموش رہے۔ حضرت ابو عبیدہؓ اس لحاظ سے کہ خالدؓ ابھی سالار لشکر تھے پوچھ نہ سکے۔ جس وقت ابو عبیدہؓ کو تامل تھا۔ عبداللہ بن جعفر طیارؓ آگے آئے اور ایک جھنڈا لے کر پانسو عمدہ سوار آزمودہ کار اُن کو دیئے گئے جنھوں نے بہت سی لڑائیاں دیکھی تھیں۔ یہ سب دمشق کے دروازہ سے نکلے اور اُن کے ساتھ نشان دینے والا وہی عیسائی ساتھ ہوا۔ قبل پہنچنے ابیلا کے اُنھوں نے کچھ آرام لیا۔ اور اُس عیسائی کو مثل جاسوس کے آگے بھیجا

جیسے ہی وہ وہاں پہنچا۔ اُس نے وہاں یونانیوں، آرمینیوں، قبطیوں اور یہودیوں کا مجمع دیکھا کہ مختلف لباس پہنے ہیں۔ علاوہ اس کے وہاں بڑا جلسہ امیروں اور رئیسوں اور پادریوں کا تھا۔ نہایت عمدہ لباس پہنے تھے اور پانچ ہزار سوار حفاظت کے لئے تھے۔ اُس کو ایسا معلوم ہوا کہ حاکم طرابلس کے بیٹی کی شادی تھی جو اپنے شوہر کے ساتھ اُس پرہیزگار کی دعا لینے آئی تھی عیسائی جاسوس مسلمانوں کے لشکر میں واپس گیا اور اُن کو واپسی کے لئے کہا۔ عبداللہؓ بن جعفر طیارؓ نے کہا ہم ایسا نہیں کر سکتے ہم کو ڈر ہے کہ اگر ہم پیٹھ پھیریں۔ ہم پر قہر الٰہی نہ آجائے۔ ہم ان کافروں سے لڑیں گے۔ وہ جو ہماری مدد کریں گے اللہ تعالیٰ اُن کو جزا دے گا۔ جن لوگوں کا دل نہیں چاہتا وہ چلے جاویں لیکن کوئی مسلمان نہ پھرا۔ عبداللہؓ نے اُس عیسائی سے کہا کہ آگے بڑھو اور دیکھو کہ شجاعان اسلام کیا کرتے ہیں۔ جاسوس کو تامل تھا اور اُس نے نہایت دشواری سے اس خطرناک راہ کی رہنمائی کی۔ عبداللہؓ اپنے ساتھیوں کو ابیلا کے قریب لائے جہاں صبح تک پڑے رہے۔ صبح ہوتے ہی اُنھوں نے معمولی نماز ادا کی اپنے لشکر کو پانچ حصّوں میں تقسیم کیا۔ ہر حصے میں سو آدمی تھے اور اُن کو کہا گیا کہ فوراً ہی پانچ موقعے پر حملہ کریں اور اَللّٰہُ اَکْبَر پکاریں اور بلا لحاظ غنیمت کے قتل شروع کردیں یہاں تک کہ فتح حاصل ہو۔ تب اُنھوں نے اُس جگہ کو ملاحظہ فرمایا اس پرہیزگار کو اپنے معبد کے سامنے وعظ کہتے دیکھا اور ایک مکان تھا کہ بہت سواروں اور عمدہ کپڑا پہنے ہوئے آدمیوں سے گھرا ہوا تھا اسی مکان میں شاید وہ دُلہن تھی۔

عبداللہ بن جعفرؓ نے اپنے پیروان کو جرأت دی کہ انھیں دشمنوں سے لڑو اور کہا یاد کرو کہ رسول اللہ صلعم کا قول ہے کہ بہشت تلوار کے سایہ تلے ہے اگر ہم کو فتح ہوئی غنیمت ہمارے لیے ہے اور اگر ہم مارے گئے بہشت ہمارے انتظار میں ہے۔

لشکر کے پانچوں حصوں نے جس طرح کہا گیا تھا اللہ اکبر کی صدا کے ساتھ

حملہ کیا۔ عیسائی گھبرا گئے کہ کل اسلام کا لشکر ہم پر آ گیا۔ نہایت سخت انتشار پڑا۔ گروہ کے گروہ مختلف سمت میں بھاگے۔ عورتیں اور لڑکے رونے لگے۔ خیمے اور خرگاہ چھوڑ دیئے گئے اور قیمتی تجارت کے اسباب گلیوں میں منتشر تھے۔ دشمن کے لشکر کے حملہ آوروں کی تعداد کم دیکھ کر دل کو ڈھارس دی اور اُن پر حملہ کیا۔ تاجروں نے بھی یہ دیکھ کر ہتھیار بند ہو کر حملے کی حرکت کا قصد کیا اور مسلمانوں کی جماعت ایسے بڑے لشکر سے گھر گئی کہ عربی مورخ سفید داغ سے جو اونٹ کے چمڑے پر ہوتا ہے مثال دیتے ہیں۔ ایک مسلمان سپاہی نے اس خطرے کو دیکھا اور اس جماعت سے نکل کر دمشق کی طرف مدد کی طلب میں گیا۔ اسی حالت میں حضرت ابو عبیدہؓ اپنا لحاظ بھول گئے اور خالدؓ بن الولید کی طرف گئے اور کہا کہ ایسے خطرناک وقت میں آپ عاری نہ رہیئے اور فوراً جا کر اپنے بھائیوں کو تباہی سے بچائیے۔ خالدؓ نے کہا کہ اگر عمرؓ ایک لڑکے کو بھی حکومت دیتے تو ہم اس کے حکم کو بے عذر بجا لاتے اور آپ تو ایمان میں ہمارے سابقوں میں ہیں۔

اُنھوں نے اپنے کو اُس زرہ سے جو مسیلمہ کذاب کی لڑائی میں ہاتھ لگی تھی مسلح کیا۔ اُنھوں نے سر پر خود رکھا اور اس پر سے ایک ٹوپی پہنی جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک تھا۔ تب گھوڑے پر سوار ہو کر چنے ہوئے آدمیوں کے ساتھ جن میں ضرارؓ بھی تھے ابیلا کی طرف چلے۔ سرگاہ وہ لشکر جو عبداللہ بن جعفرؓ کے تحت میں تھا تمام روز رومیوں کے ساتھ لڑتا رہا۔ مُردوں کے ڈھیر سے اُن کی قوت معلوم ہوتی تھی۔ لیکن مسلمانوں کی جماعت گھٹتی گئی۔ اور کوئی ایسا باقیوں میں نہ تھا جس کو کئی زخم نہ لگے ہوں۔ قریب غروب کے ایک غبار دکھلائی دیا۔ یہ دشمنوں کا امدادی لشکر تھا۔ ایک لشکر سواروں کا پہنچا۔ اُن کے ہاتھ میں خالدؓ بن الولید کا سیاہ چیل والا جھنڈا تھا اور ہوا سے اللہ اکبر کی صدا آئی عیسائیوں پر دونوں طرف سے حملہ ہوا۔ بعض بھاگے اور اُن کا تعاقب دریا کے کنارے تک کیا گیا۔ بعض مسلمان عیسائی معبد کے گرد حملہ کر رہے تھے ضرارؓ سینہ بہ سینہ طرابلس شام

کے حاکم سے لڑے۔ ایک نے دوسرے کو پکڑا۔ لپٹے زمین پر دونوں گرے ضرارؓ اوپر تھے
تلوار نکال کر اپنے مخالف کے سینہ میں ماری۔ وہ کھڑے ہوگئے حاکم مقتول کا گھوڑا پکڑ کر
اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرے نئے مخالفین کے مقابلے کو آئے۔ لڑائی ختم ہوگئی۔
میلہ لوٹا گیا۔ گھوڑے خچر اور گدھے ریشمی کپڑوں سے بار کئے گئے تھے۔ چاندی سونے
کے زیورات قیمتی جواہرات خوشبو مصالح اور دوسرے قیمتی تجارت کے اسباب تھے
لیکن نہایت قیمتی حصہ غنیمت کا وہ دلھن مع چالیس خواصوں کے تھی۔

وہ معبد بھی بالکل خالی ہوگیا اور سوائے اُس مقدس پادری کے کوئی نہ رہا۔ خالدؓ
نے اُس ضعیف کو پکارا۔ لیکن کچھ جواب نہ دیا آپ نے پھر پکارا لیکن جواب کچھ نہ تھا مگر
کوسنا۔ خالدؓ نے کہا۔ جو کچھ اللہ کا حکم ہی بجا لاتے ہیں اور اگر رسول اللہ صلعم کا حکم
تمھارے ایسے لوگوں کے چھوڑ دینے کا نہ ہوتا تو ہم تم کو بھی قتل کرتے وہ ضعیف آدمی
اپنے خطرے کو دریافت کرکے خاموش رہا۔ کامیاب لوگ اپنی غنیمت اور قیدیوں کو
دمشق تک لائے۔ غنیمت پانچواں حصہ بیت المال کے واسطے رکھا گیا اور بقیہ
سپاہیوں میں تقسیم پایا۔ ضرارؓ کو حاکم ابیلا کا گھوڑا حصے میں ملا۔ لیکن اُس کو انھوں
نے اپنی بہن قائلہ کو دیا۔ ساز اور زین جواہرات سے مرصع تھے۔ اُن کو انھوں نے
چن لیا اور اپنے ساتھ کی عورتوں کو تقسیم کیا۔ درمیان غنیمت کے اسباب کے ایک کٹورا
تھا جس پر عیسیٰؑ کی تصویر تھی۔ جو بسبب متبرک ہونے کے دوگونہ قیمت پر اصلی قیمت سے بکا
عبداللہ بن جعفر کی درخواست ابیلا کے حاکم کی بیٹی کے لئے تھی جو دلھن ہوکر
آئی تھی۔ اس بارے میں خلیفۂ وقت سے دریافت کیا گیا اور حسب منظوری اُن کے وہ
دلھن عبداللہ کو دی گئی۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے اپنے اس خط میں خالدؓ کی عظمت اور
تعریف لکھی اور اُس کے صلہ میں اُن کو مبارکباد دینے کے لئے لکھا کہ جس سے اُن کی
شکستگی رفع ہو جائے۔ خلیفۂ وقت نے اگرچہ کل مدون کا جواب حضرت ابوعبیدہؓ کو

دیا۔ لیکن بہ نسبت خالدؓ کے جو لکھا تھا نہ اُس کا جواب دیا اور نہ لحاظ کیا۔ آپ کا لحاظ سیف اللہ کی طرف کم تھا۔

فصل دوسری

انگریزی مورخین کی رائے ہے کہ مسلمانوں کی کامیابی اُن کی سادگی اور پرہیزگاری کے باعث تھی۔ اُن کو عیش و نشاط کی کچھ خبر بھی نہ تھی اور شراب نہیں پیتے تھے۔ اُن کا شربت سادہ پانی تھا۔ اُن کی اصل غذا دودھ چاول اور میوہ جات ارضی تھی اور اُن کا لباس موٹا کپڑا تھا۔ ایک لشکر ایسے آدمیوں کا آسانی سے برداشت ہوسکتا تھا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ بہت جلد جاسکتا اور لڑسکتا تھا۔ شام کے پرعیش ملک میں آرام کرنے سے مسلمانوں پر بھی کچھ اثر آنے لگا اور حضرت ابوعبیدہؓ نے خود ملاحظہ کیا کہ شراب جس کی ممانعت رسول اللہ صلعم نے کی ہے مسلمان استعمال کرنے لگے۔ اس کی اطلاع خط کے ذریعے سے حضرت عمرؓ کو دی اور آپ نے اُس کو مسجد کے جلسۂ عام میں سنایا اور فرمایا کہ یہ لوگ صرف غربت اور سخت محنت میں رہنے کے عادی ہیں۔ اُن کا کیا کیا جائے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جو شراب پیے اُس کو پاؤں میں بیس دُرّے لگائے جائیں۔ حضرت عمرؓ نے اُس کو پسند کیا اور آپ نے ابوعبیدہؓ کو یہی لکھا۔ اس پر آپ نے مجرموں کو بلایا اور اُن کو دربار عام سزا دی اور آپ نے فرمایا جس نے اس جرم کو مخفی کیا ہے وہ بھی آپ سے آوے اقرار کرے اور باز آوے وہ سزا سے محفوظ رہے گا۔ چنانچہ اکثروں نے ایسا ہی کیا اور آپ نے معاف فرمایا۔

لائق سردار ابوعبیدہؓ نے اب دمشق میں پانچ ہزار سوار چھوڑے اور کل لشکر کے ساتھ شام کی فتح کے واسطے روانہ ہوئے۔ یہ ملک بہ سبب شادابی اور مناسبت آب و ہوا کے شہر اور قلعوں سے معمور تھا اور اس لئے فتحیابوں کے واسطے میدانِ کارزار

نہایت عمدہ تھا۔ ان میں سے دو جگہ نہایت مرصع اور فخر کے قابل تھیں حمص کہ دارالسلطنت تھا اور بعلبک مشہور شہر آفتاب کا تھا کوہ لبنان کے درمیان میں واقع ہے۔

یہی میدان حضرت ابوعبیدہؓ کے کارزار کی جگہ تھی۔ اور آپ نے خالدؓ کو مع ضرارؓ اور رفیع ابن عمیرہ کے آگے بھیجا اور سوم حصہ لشکر کا اس ملک کو جو حمص کے اطراف میں ہے روانہ کیا۔ اور آپ اصل لشکر کے ساتھ آہستہ آہستہ جاتے تھے اور جب جالیشر میں پہنچے اس کے حاکم سے مقابلہ ہوا۔ لیکن اس نے چار سو اشرفی اور پچاس ریشمی عبا دے کر ایک برس کے واسطے صلح کرلی اور یہ شرط کی کہ اگر حمص اور بعلبک مسلمانوں کے قبضے میں آجائے گا تو سال کے آخر میں اطاعت کرلیں گے۔ جب ابوعبیدہؓ شہر حمص کے سامنے پہونچے آپ نے خالدؓ کو کام میں نہایت چست پایا۔ اس جگہ کا حاکم اسی روز جب کہ مسلمان آئے مرگیا اور شہر میں کافی سامان روزینہ کا محاصرہ کے قابل نہ تھا اور باشندوں نے ایک برس کے واسطے دس ہزار اشرفی اور دو سو جوڑے دے کر صلح کرلی اور یہ شرط کی کہ اگر حلب، الحضر اور کناسرن مسلمانوں کے قبضہ میں آجائے گا اور قیصر کے لشکر کو شکست ہوگی تو سال کے آخر میں ہم اطاعت قبول کرلیں گے۔ خالدؓ کی رائے محاصرہ کرنے کی تھی۔ لیکن ابوعبیدہؓ نے یہ سمجھکر کہ اس وقت روپیہ ملتا ہی اس سے مسلمان اپنی حالت درست کرلیں گے اور آیندہ کی کارروائی میں کام آئے گا۔ صلح قبول کی۔

جیسے ہی صلح ہوئی کہ حمص کے رہنے والوں نے شہر کا دروازہ کھولا اور شہر کے زیر دیوار بازار قائم کیا اور تجارت ہونے لگی۔ کیونکہ مسلمانوں کے خیمہ میں لوٹ کا اسباب بھرا ہوا تھا۔ ہر قسم کی چیزیں تھیں اور ان کو ان کی قیمت کی خبر نہ تھی۔ اسی عرصہ میں وہ لوگ کہ اطراف کے ملک صاف کرنے کے واسطے بھیجے گئے تھے اسباب غنیمت اور قیدیوں کے ساتھ پہنچے۔ اسباب میں بھیڑ، مویشی اور گھوڑے اور اونٹ خانہ داری کے مال سے لدے ہوئے تھے۔ ان آدمیوں کے رونے سے جو اپنے گھر سے بے خانماں

ہوکر غلامی میں فروخت ہونے کے واسطے آئے حضرت ابوعبیدہؓ کو نہایت ترس آیا آپ نے فرمایا جو اسلام قبول کرے گا اُس کے لئے اُس کا گھر اور اُس کا اسباب ہے اور جو کافر رہا چاہتا ہو وہ پانچ اشرفی فی کس سالانہ جزیہ دے اُن کا نام آپ نے ایک کتاب میں درج کیا اور تب اُن کا اسباب اُن کی جورو لڑکے اس شرط پر واپس دیئے کہ وہ ضرورت کے وقت رہنما اور مسلمانوں کے متراحم ہوں۔ ابوعبیدہؓ کی اس مترحم تدبیر سے اسلام کی کامیابی میں بڑی ترقی ہوئی۔ بلکہ تلوار کے زور سے بھی زیادہ شام کے اکثر یونانی باشندوں نے اپنا نام جزیہ دے کر درج رجسٹر کرایا اور دوسرے شہروں نے بھی ایک برس کی صلح مثل حمص کے قبول کی۔ خالدؓ نے جو صلح سے راضی نہ تھے شکایت کی کہ ہم ان شہروں کو بزور تلوار اس سے بھی کم عرصے میں قبضہ کر لیتے۔ لیکن ابوعبیدہؓ اپنی بردباری کی راہ سے نہ گزرے اس طرح سے عرصۂ قلیل میں کل ملک حمص، الحصر اور کنا سرن کا خون ریزی سے بچا۔ لڑنے والے مسلمان حدبندی اور روکے جانے کے باعث سے کسی قدر مکدّر تھے۔ بلکہ ایک موقع ایسا آگیا تھا کہ قریب تھا کہ صلح ٹوٹ جاتی مسلمانوں کا کچھ لشکر کنا سرن کی سرحد پر ایسی جگہ پہنچ گیا تھا جہاں قیصر ہرقل کی مورت بنا کر سوا نہ بندی کا نشان دیا تھا۔ مسلمان جن کو بُت سے نہایت احتراز اور نفرت ہوتی ہے اُس سے کھیل اور مضحکہ کرنے لگے۔ یہاں تک کہ اس بُت کی آنکھ نیزے کی نوک سے اتفاقاً یا قصداً ضائع ہوئی۔ یونانیوں کو اس تشدد پر نہایت خفت ہوئی اور ابوعبیدہؓ کے پاس ایلچی بھیجا کہ یہ امر صلح کے خلاف ہوا۔ اور بادشاہ کی توہین کی گئی اور ابوعبیدہؓ نے نرمی سے یقین دلایا کہ میری دلی خواہش ہے کہ ہم صلح قائم رکھیں اور یہ کہ جو ضرر بُت کو پہنچا وہ اتفاقیہ تھا اور اس سے بادشاہ کی توہین منظور نہ تھی۔ آپ کی رحم دلی سے ایلچی کو جرأت ہوئی اور اُس نے کہا کہ بادشاہ کی بیشک اہانت ہوئی۔ یہ خلیفۂ وقت کا کام ہے کہ اس کا بدلہ دے یعنی آنکھ کے بدلے آنکھ۔ اس پر بعض

شدید مسلمان بول اُٹھے کیا اس کافر کی غرض یہ ہی کہ بُت کی آنکھ کے بدلے خلیفہ کی آنکھ لی جائے اور اپنے غصّے میں اس کو وہیں مار ڈالتے لیکن ابو عبیدہؓ نے اُن کا غصّہ ٹھنڈا کیا اور کہا کہ یہ استعارتاً بولتا ہے۔ اور قاصد کو ایک طرف لے جاکر سمجھایا۔ اگر تم صلح رکھنا چاہتے ہو اور بدلا لینا چاہتے ہو تو اسی قدر کافی ہے کہ خلیفہ وقت کی مورت شیشہ کی بنا کر اُس کی ایک آنکھ توڑ دو۔ ہرگاہ ابو عبیدہؓ سہل ذریعوں سے بلا لڑے جھگڑے ملک کو قبضے میں لا رہے تھے خلیفہ وقت کا مکتوب آیا جس سے ظاہر تھا کہ ابو عبیدہؓ سستی کرتے ہیں۔ کیونکہ اس درمیان میں کسی لڑائی کی خبر نہیں پہنچی تھی۔ سپاہیوں نے جب خط کا مضمون سُنا بہت روئے اور ابو عبیدہؓ کو صلح کا افسوس ہوا۔ اسی جوش میں آپ نے ایک مشورہ کا جلسہ قائم کیا اور یہ بات قرار پائی کہ وقت نہیں ضائع کرنا چاہیے اگرچہ صلح کی میعاد میں ایک مہینا باقی تھا۔ تاہم آپ نے خالدؓ کو ایک قوی لشکر کے ساتھ حمص میں چھوڑا اور خود اصل لشکر کے ساتھ بعلبک روانہ ہوئے۔

فصل تیسری

بعلبک کا نام مرکب ہے بعل سے جس کے معنی شامی زبان میں آفتاب کے ہیں اور بک سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ جگہ آفتاب کے سکونت کی ہے۔ اس لئے وہاں اس کی پرستش ہوتی تھی اور یہ شہر شام کے عمدہ سے عمدہ شہروں میں تھا۔ سرزمین مکہ کی تجارت گاہ کا یہ شہر مرکز تھا۔ جو درمیان کوہ لبنان اور قدیم لبنان کے واقع ہے۔ یونانی سلطنت کے زمانے میں اس کو ہلی یولس کہتے تھے جس کے معنی آفتاب کے شہر کے ہیں۔ یہ شہر آفتاب کے مندل کے واسطے مشہور ہے جس کی تعمیر سلیمانؑ نے اپنی کسی زوجہ کے خوش کرنے کے لئے جو آفتاب پرست اور سائدون کی رہنے والی تھی کی تھی۔ ایسا مشہور ہے کہ بے حساب پتھر وہ سب جن جو سلیمانؑ کے تابع تھے لائے تھے

اس وقت بھی وہ پتھر دیکھنے والوں کو تعجب میں ڈالتے ہیں اور انجینروں کو حیرانی ہوتی ہے۔ بعلبک کی راہ میں ابوعبیدہؓ نے چار سو اونٹوں کا قافلہ گرفتار کیا اور جزیہ لیکر اپنی معمولی رحم دلی سے رہا کیا جنھوں نے آپ کے پہنچنے کی خبر شہر والوں کو دی۔ ہربیس حاکم شہر مسلمانوں کو لٹیرا سمجھکر چھ ہزار سوار بے قاعدہ پیادوں کے ساتھ غنیمت واپس لینے کے لئے مسلمانوں پر حملہ آور ہوا۔ لیکن مقابلہ کے وقت اس نے اپنے کو ناقابل پایا اور سات زخم کھاکر بڑے نقصان کے ساتھ شہر میں واپس گیا۔ ابوعبیدہؓ نے اپنے کو شہر کے سامنے قائم کیا اور ایک خط باشندوں کے نام لکھا کہ تم لڑائی میں مسلمانوں پر غالب نہ آؤ گے اور تم خواہ اسلام قبول کرو خواہ جزیہ دو۔ یہ خط آپ نے ایک دہقانی کے ہاتھ میں دیا اور اس کو بیس روپیہ اس اجرت میں دیئے اور فرمایا کہ بلا مزد کام نہیں لینا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ منع فرماتا ہے۔

شہر پناہ کی دیوار سے رسی لٹکائی گئی اور اس کو پکڑ کر شہر میں قاصد داخل ہوا اور خط دیا اور اکثر باشندے اطاعت کی طرف رجوع ہوئے۔ لیکن ہربیس کہ ہنوز زخم میں مبتلا تھا خط کو پھاڑ ڈالا اور قاصد کو بلا جواب جانے کو کہا۔

حضرت ابوعبیدہؓ نے حملے کا حکم دیا۔ لیکن قلعہ کے لشکر نے بہادرانہ مقابلہ کیا اور انجن وغیرہ سے دیوار کے اوپر سے اس قدر ڈھیلہ بازی کی کہ مسلمانوں کو نقصان کے ساتھ دیوار کے پاس کو ہٹنا پڑا۔ ہوا سرد تھی اور ابوعبیدہؓ نے جو اپنے لوگوں کے بڑے خیر خواہ تھے اپنے لشکر میں منادی کر دی کہ کوئی بھی کل صبح کو لڑائی میں نہ جائے کل سب کی دعوت ہے۔ سب لوگ کھانا پکانے میں مصروف تھے کہ شہر کا دروازہ کھلا اور یونانیوں نے حملے کئے اور مسلمانوں میں بڑی خوں ریزی کی۔ لیکن یونانی دقت کے ساتھ پس پا کئے گئے۔ تاہم کچھ قیدی اور غنیمت لے گئے۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے اپنا خیمہ اور ہٹا لیا۔ جہاں انجن کا اثر نہ پہنچ سکے اور سواروں کو اور وسعت ملے۔

آپ نے چھوٹے چھوٹے لشکر مختلف سمت میں بھیجے کہ کئی جگہ دشمن کو مخاطب کریں۔ سعد بن زید پانسو سوار اور تین سو پیادوں کے ساتھ اس دروازے کے مقابل تھے جو دمشق کی طرف تھا اور ضرارؓ تین سو سواروں اور دوسو پیادوں کے ساتھ اس دروازے کی جانب تھے جو پہاڑ کی طرف تھا۔ ہربس مسلمانوں کا خیمہ ہٹا دیکھ کر یہ سمجھا کہ وہ حال کے نقصان سے ڈر گئے اور کہا کہ یہ عرب ننگے ریگستان کے رہنے والے بے کار لڑتے ہیں اور ہمارا لڑنا اپنے جورو لڑکے اور مال اور زندگی کے واسطے ہے۔ اس لئے اس نے اپنے لشکر کو ایک اور حملے کا مشورہ دیا اور سخت لڑائی ہوئی۔

ایک شخص مسلمان افسروں میں جن کا نام سہیل ابن صبا تھا وہ بہ سبب دہنے بازو میں زخم لگنے کے لڑ نہیں سکتے تھے۔ گھوڑے سے اتر کر مشکلاً قریب کی پہاڑی پر جا بیٹھے۔ جہاں سے میدان جنگ اور شہر اور اس کا اطراف معلوم ہوتا تھا۔ یہاں سے وہ لوگ لڑائی کو دیکھتے تھے۔ اس دروازہ کے مقابل میں جہاں ابو عبیدہؓ تھے حملہ ہوا بلکہ کل حملہ اسی طرف آ پڑا۔ لڑائی سخت ہوئی اور سہیل کو ایسا معلوم ہوا کہ مسلمان اس طرف کے دبے ہوئے ہیں اور سالار لشکر خطرناک حالت میں ہیں۔ ہر گاہ ضرارؓ اور سعدؓ دوسری جانب بے کار تھے۔

چونکہ اس طرف سے حملہ نہیں ہوا تھا۔ پس سہیل نے کچھ لکڑی فراہم کی اور آگ جلائی جس سے دھواں ظاہر ہوا اور یہ ایک علامت عربوں کے درمیان میں مدد کی طلب کی تھی پس ضرارؓ اور سعدؓ نے اس علامت کو دیکھا اور ابو عبیدہؓ کی طرف رجوع ہوئے۔ ان کے آنے ہی سے لڑائی کی حالت بدل گئی۔ ہربس نے جو سمجھا تھا کہ اس کو عنقریب فتح ہو گی اپنے کو ہر طرف مغلوب دیکھا اور اپنے اور شہر کے درمیان میں مسلمانوں کو حائل پایا۔ یونانیوں کی قاعدہ دانی نے ان کی جانیں بچائیں۔ اس کے آدمیوں نے سلیقہ بہ سلیقہ مقابل کیا اور آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے گئے اور مسلمان ان پر حملہ آور تھے

ابو عبیدہؓ کو ضرارؓ اور سعدؓ کے آنے کا حال معلوم نہ ہوا۔ اور عیسائیوں کے ہٹنے کو حیلہ سمجھا اس سبب سے اپنے آدمیوں کو واپس بلایا۔ سعدؓ جنھوں نے افسر کے حکم کو نہ مانا تھا فتح میں رہے یہاں تک کہ انھوں نے دشمنوں کو پہاڑ کے سرے تک پہنچایا اور وہ لوگ ایک معبد میں پناہ گزیں ہوئے۔ جب ابو عبیدہؓ نے اس موقعے پر امدادی لشکر کے آنے کا حال سنا آپ نے اقرار کیا کہ دھواں ہونے سے میرا خیمہ بچا۔ لیکن آپ نے منع فرمایا کہ کوئی اس کا اظہار نہ کریں۔

اسی اثنا میں کہ ہربیس نے اپنے کو مختصر لشکر سے معبد میں گھرا پایا اس نے اپنے لشکر سے حملہ کیا۔ تاکہ اپنی راہ کر کے شہر میں داخل ہو اور ایسی دلیری سے کوئی نہیں لڑا جیسا وہ لڑا تھا۔ لیکن کچھ اور اسلامی لشکر آجانے سے وہ پھر اسی میں محصور رہا۔ جہاں اُن کی ایسی سخت نگرانی کی گئی کہ جس نے روزن سے جھانکا تو اس کی آنکھوں کو مسلمانوں کے تیر نے لے لیا۔ ابو عبیدہؓ نے اب شہر کا محاصرہ نہایت قریب سے کیا اور سعدؓ کو معبد کے محاصرے میں چھوڑا۔ ہربیس نے یہ سمجھا کہ اس شکستہ معبد میں روزینہ کا انتظام ہونا اور اپنی حفاظت دشوار ہوگی وہ نہایت دل شکستہ ہوا اپنی ریشمی عبا اور عمدہ کپڑا اُتار کر پھٹا کپڑا پہن کر سعدؓ سے صلح کی گفتگو کرنے آیا۔ سعدؓ نے کہا کہ ہم صرف انھیں لوگوں کی نسبت کی گفتگو کر سکتے ہیں جو اس معبد میں محصور ہیں اور شہر والوں کی نسبت میرا اختیار نہیں اُس کو ابو عبیدہؓ جانیں۔ اگر یہ لوگ ایمان لائیں تو میرے بھائی ہیں۔ یا یہ شرط کرلیں کہ مسلمانوں پر ہتھیار نہ اٹھائیں تو آزاد ہیں۔ انھوں نے ہربیس کو ابو عبیدہؓ کے پاس لے جانے کا وعدہ کیا اور کہا کہ اگر تصفیہ نہ ہوا تو تم کو اور تمھارے آدمیوں کو اسی معبد میں آنا پڑے گا۔ یہاں تک کہ اسی جگہ ہمارا تمھارا فیصلہ تلوار کرے۔ ہربیس اس سبب ابو عبیدہؓ کے خیمے میں لایا گیا اور مسلمانوں کی تعداد دیکھ کر دانتوں سے انگلی کاٹنے لگا۔ اس نے شہر کی جانب سے ایک ہزار اشرفی اور دو ہزار روپیہ اور ایک ہزار ریشمی

عبا دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن ابو عبیدہؓ نے دونی جمع کردی اور ایک ہزار تلوار اور کُل ہتیار اُن لوگوں کے کہ معبد میں تھے مانگے اور سالانہ جزیہ چاہا اور یہ کہ نئے عیسائی گرجے نہ بنائے جائیں۔ اور مسلمانوں سے نہ لڑیں۔ ان سخت شرائط کے قبول کرنے کے بعد ہربس کو شہر کے اندر جانے کی اجازت دی گئی اور یہ کہ یہ شرائط باشندے بھی قبول کریں اور اُس کے کل ساتھی مسلمانوں کے خیمے میں بطور ضمانت کے کفیل رکھے گئے۔ باشندوں نے پہلے اطاعت کرنے سے انکار کیا۔ وہ کہنے لگے کہ ہمارا شہر شام کے تمام شہروں سے مستحکم ہے۔ لیکن ہربس نے سالانہ جزیے کی چوتھائی خود دینے کہا۔ تب وہ راضی ہوئے ایک امر ان کے حسب دلخواہ تھا کہ رفیعؓ ابن عبداللہ کہ ابو عبیدہؓ کے نائب تھے اپنے پانسو آدمیوں کے ساتھ شہر بعلبک کے باہر خیمہ زن رہیں اور شہر میں نہ داخل ہوں۔ ان سب امورات کا انتظام کرکے ابو عبیدہؓ دوسری طرف مخاطب ہوئے۔ رفیعؓ کے اسلامی لشکر نے فوراً ہی بعلبک کے باشندوں کے دل میں جگہ کی۔ اور انھوں نے اطراف کے ملک کو لوٹا اور بعلبک کے باشندوں نے لوٹ کے اسباب ارزاں لئے اور اس سبب سے اہل شہر بہت جلد مالدار ہوگئے۔ ہربس حاکم نے اس نفع میں شرکت چاہی۔ اُس نے یاد دلایا کہ ہم نے مسلمانوں سے کیسے اچھے شرائط کئے اور اُن کے واسطے کس قدر زر مخلصی صرف کیا۔ ایسی حالت میں دسواں حصّہ اپنے نفع کا اُس کو بھی دیویں۔ اُنھوں نے جبراً قبول کیا۔ تھوڑے ہی دنوں بعد اس نے چوتھائی طلب کیا۔ باشندوں کو اُس پر نہایت غصہ آیا اور اس کو مار ڈالا۔ ہنگامے کی صدا رفیع کے خیمے تک پہنچی اور کچھ باشندے شہر کے آئے کہ آپ شہر میں چلئے اور حکومت قبول کیجئے۔ رفیع کو معاہدہ کے خلاف کرنے میں تامل ہوا اور حضرت ابو عبیدہؓ سے اجازت لے کر شہر میں داخل ہوئے۔ اس طرح آفتاب کا مشہور شہر بعلبک یعنی قدیم ہلی پولس مسلمانوں کے قبضے میں ۲۰ جنوری ۶۳۶ء میں آیا۔ مطابق ۱۵ھ کے۔

فصل چوتھی

شہر حمص کا معاہدہ ایک سال کا ختم ہونے پر ابو عبیدہؓ اس کے مقابل میں آئے اور حسب ذیل خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من جانب ابو عبیدہؓ بن الجراح سالار لشکر امیر المومنین عمرؓ بن الخطاب بنام باشندگان شہر حمص۔ تم اپنی دیواروں کی بلندی اور شہر کے استحکام اور اپنی جسامت پر نہ بھولو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے ہاتھ پر اس سے بھی زیادہ مستحکم شہر فتح کرایا ہے۔ تمہاری مثال ہمارے لشکر کے آگے مثل شوربے کی دیگ کے ہوگی۔ میں تم کو اپنے متبرک اسلام کی دعوت کرتا ہوں اور ان مسائل کو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہتا ہوں اور رہنما پرہیزگاروں کو تمہاری رہنمائی کے لئے بھیجیں گے۔ اگر تم انکار کروگے تب بھی تمہارا اسباب تمہارے قبضے میں چھوڑا جائے گا بشرطیکہ سالانہ جزیہ تم دوگے۔ اگر تم ان دونوں شرائط سے انکار کرتے ہو تو اپنی دیواروں سے نکل آؤ اور اللہ ہمارا تمہارا فیصلہ کردے گا۔"

اس گفتگو کو باشندوں نے حقارت سے سنا۔ اور قلعہ کے لشکر نے دلیرانہ حملہ کیا۔ اور اپنے محاصرین سے ایسے لڑے کہ جب رات کے باعث لڑائی ختم ہوئی تو وہ خوش تھے۔ شام کو ایک پُر فریب عرب نے ابو عبیدہؓ کا خیمہ تلاش کیا۔ اس نے جگہ کی مضبوطی سپاہیوں کی بہادری اور غلہ کی کثرت کا حال بیان کیا۔ کہ جس سے معلوم ہوا کہ محاصرہ دیر پا رہے گا۔ آپ نے ایک قاصد شہر والوں کے پاس بھیجا کہ ہم یہاں سے دوسرے شہر والوں سے لڑنے کو جائیں گے بشرطیکہ خیمہ اکھاڑتے ہیں اور پانچ روز کے روزینہ سے مدد کریں۔ آپ کا پیام قبول کیا گیا اور روزینہ مہیا ہوا۔ پھر آپ نے ظاہر کیا کہ چونکہ ہم کو دور جانا ہے اس سے زیادہ غلہ قیمتاً چاہیئے اس لئے عیسائی جس قدر غلہ بیچ سکے وہ سب آپ نے خرید لیا اور چونکہ اور شہر والوں نے

حمص کا دروازہ کھلا دیکھا اور باشندوں کو کاروبار میں مصروف اس لئے مشہور ہوا کہ حمص نے اطاعت قبول کرلی۔

اس لئے ابو عبیدہؓ وعدہ کے موافق دوسری جگہوں کی طرف مخاطب ہوئے۔ پہلی جگہ ارستا تھی کہ مضبوط اور شاداب تھی اور وہاں سب سامان مہیا تھا آپ کی استدعا پیش ہونے اور نا منظور کئے جانے پر آپ نے اُس جگہ کے حاکم سے کہا کہ بیس صندوق اسباب سے بھرے ہوئے جن کا لے جانا اس وقت ہم کو دشوار ہے۔ ہم تمھارے پاس چھوڑے جاتے ہیں۔ یہ استدعا نہایت خوشی کے ساتھ منظور کی گئی۔ یہ بیسوں صندوق تالے لگے ہوئے شہر کے اندر لائے گئے لیکن ہر صندوق میں ایک مسلح بند سپاہی تھا۔ ان چیدہ سپاہیوں میں کہ چھپے ہوئے ضرارؓ اور عبداللہؓ بن جعفر اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ تھے۔ ہر گاہ خالدؓ کچھ لشکر کے ساتھ اُن کی مدد کے لئے کمین گاہ میں تھے۔

ابو عبیدہؓ اپنی فوج کے ساتھ روانہ ہوئے۔ عیسائی اپنے گرجوں میں ادائے شکر کے واسطے گئے۔ ہر گاہ عبداللہ چودہ آدمیوں کے ساتھ گرجے کی طرف گئے اور اُس کا دروازہ بند کر دیا۔ اور ضرارؓ نے چار آدمیوں کے ساتھ شہر پناہ کے دروازہ کا قصد کیا اور اللہ اکبر کہتے ہوئے اُس کو کھول ڈالا۔ اس پر خالدؓ فوج کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے اور وہ شہر بلا خوں ریزی کے قبضے میں آ گیا۔ اس کے بعد شہر شہزار پر حملہ کیا گیا اور وہ بھی مناسب شرائط پر اطاعت میں در آیا۔ اب ابو عبیدہ حمص میں پھر آئے۔ شہر کے حاکم نے معاہدہ کے خلاف ہونا بیان کیا اور کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ ہم جاتے ہیں اور دوسرے شہر سے لڑیں گے۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ میں نے کہا تھا کہ جاتا ہوں لیکن آنے سے انکار نہیں کیا تھا۔ میں دوسری جگہ سے لڑا اور ارستان اور شہزار کو قبضہ میں لایا۔ حمص کے رہنے والوں نے اپنی غلطی دریافت کرلی۔ اُن کے میگزین میں غلہ نہ رہا اور اُن کو محاصرہ میں رہنا دشوار تھا۔ حاکم شہر نے اُن کو لڑائی کی ترغیب دی۔ اُنھوں نے لڑائی کی تیاری

کی اور گرجوں میں فتحیابی کی دعا کرنے لگے اور حاکم شہر نے گرجۂ سینٹ جرجلیس میں دعا کرائی لیکن اس نے رات کو خوب کھایا پیا۔ اور صبح تک شراب پی۔ صبح ہوتے ہی اس نے عمدہ لباس پہن کر پانچ ہزار سواروں کے ساتھ جو نہایت مضبوط دلیر اور ہتیار بند تھے حملہ کیا۔ انھوں نے مسلمانوں پر ایسا زور ڈالا کہ قریب تھا کہ ان کے پاؤں اُٹھ جاتے۔ لیکن خالدؓ بن الولید نے اب اپنے کو آگے کیا اور اپنے سپاہیوں کو جرأت دلائی۔ ایک یونانی کے ساتھ سینہ بسینہ لڑنے میں اُن کی تلوار ٹوٹ گئی اور وہ بے ہتیار رہ گئے لیکن اُنھوں نے دشمن سے لپٹ کر اُس کو بغل میں دبا کر اُس کی پسلی توڑ دی اور اس کو زمین سے کھینچکر زمین پر مرڈ گرایا۔ اس خطرناک لڑائی میں مسلمانوں نے بڑے جوش دکھلائے۔

عین لڑائی میں عکرمہؓ خالدؓ کے چچیرے بھائی بڑے جوش میں گھس پڑے اور ہر مسلمان کو جو لڑتا تھا بہشت کی خوش خبری سنائی۔ اُنھوں نے کہا میں بہشت کی حوروں کو دیکھتا ہوں۔ ایک بھی اُن میں کی اگر دنیا میں دکھائی دیتی تو سب اس کی محبت میں مرتے وہ ہم پر ہنس رہی ہیں۔ ایک اُن میں سے سبز ریشم کا رومال ہلا رہی ہے اور ایک ہاتھ میں جواہرات کا پیالہ لیئے ہے۔ وہ ہماری طرف اشارہ کرتی ہے۔ وہ پکارتی ہے کہ یہاں جلد آؤ۔ اسی حالت میں وہ الجنان الجنان کہتے اُس جگہ گھس پڑے جہاں حاکم شہر تھا جس نے اُن کو ایسا نیزہ مارا کہ وہ شہید ہو گئے

رات آجانے سے لڑائی موقوف ہوئی اور مسلمانوں نے آرام کیا۔ خالدؓ نے بھی ابوعبیدہؓ سے مشورہ کیا کہ کوئی مکر کرنا چاہیئے اور کل لڑائی شروع کی جائے اور غنیم کو منتشر کر کے اپنی جگہ سے دور بلایا جائے کیونکہ جب تک وہ اکٹھے رہتے ہیں ہمارے سواروں کا بہت نقصان ہوتا ہے۔ اس لئے صبح ہوتے ہی مسلمان ہٹے۔ پہلے باقاعدہ طور پر اور بعد اس کے منتشر ہو کر کیونکہ عرب کا دستور تھا کہ پیچھے ہٹتے تھے۔ پھر دفعتاً اکٹھے ہو کر حملہ کر بیٹھتے تھے۔ عیسائیوں نے یہ سمجھ کر کہ مسلمان بیدل ہو کر بھاگے بعضوں نے تعاقب کیا اور بعض لوٹ کی

فکر ہیں ہوئے۔

فوراً عربوں نے منتشر یونانیوں پر حملہ کیا اور آن پر آگرے خالدؓ اور ضرار نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی اور اپنے لشکر کو جرأت دی اور نہایت خوں ریزی کی۔ عیسائی مُردوں کی تعداد سولہ سو (۱۶۰۰) سے زیادہ تھی اور حاکم شہر اسی زمرے میں تھا۔ وہ بڑی جسامت اور بھاری جسم اور خوشبو لگانے کے باعث سے پہچانا گیا۔

اس لڑائی کے بعد شہر حمص نے اطاعت قبول کرلی لیکن مسلمان نہ قبضہ کرنے کے لئے نہ قلعہ کے لئے فوج چھوڑنے کو ٹھیر سکے۔ آن کو خبر ملی کہ بہت بڑا لشکر یونانیوں اور عربوں کا بڑی تعداد میں آرہا ہے کہ آن سے مقابلہ کرے اور آن کو دبوچ لے۔ اس موقع پر لوگوں کی رائے مختلف ہوئی۔ بعضوں نے کہا کہ ملک عرب کو واپس چلئے۔ جہاں کے ریگستان میں غنیم کو کچھ غذا نہ ملے گی۔ لیکن ابو عبیدہؓ نے رائے دی کہ اس قسم کی واپسی بزدلی سمجھی جائے گی اور بعضوں کی یہ رائے ہوئی کہ ہم لوگوں نے یہ زرخیز ملک تلوار سے حاصل کیا ہے اور اب چھوڑ کر جانا مناسب نہیں جو ہونا ہو وہیں ہو۔ خالدؓ نے فیصلہ کر دیا آپ نے فرمایا یہاں پڑے رہنا مناسب نہیں کیونکہ قیصر ہرقل کے بیٹے قسطنطین کے پاس کہ یہاں سے قریب ہے چالیس ہزار آدمی ہیں۔ اس لئے آپ نے مشورہ دیا کہ یرموک کو جاویں۔ جو بیت المقدس اور عرب کی سرحد پر ہے جہاں پر خلیفہؓ وقت کی مدد آنے میں آسانی ہوگی اور قیصر کے لشکر پر حملہ ہو سکے گا خالدؓ بن الولید کا مشورہ قبول کیا گیا۔

فصل پانچویں

مسلمانوں کی اس قدر کامیابی سے قیصر ہرقل کو اپنے ملک شام کے استحفاظ کا نہایت خوف ہوا۔ اقلیم یورپ اور ایشیا سے لشکر فراہم کئے گئے اور خشکی اور تری سے جہاں جہاں ضرورت دیکھی گئی بھیجے گئے۔ ان کا اصل لشکر (۲۸۰۰۰۰) دو لاکھ اسی ہزار آدمیوں کا

مسلمانوں کی تلاش میں مشہور افسر ماہان کے تحت میں روانہ کیا گیا۔ عرب اس کو ماہان کہتے ہیں
اور یونانی مینول۔ راہ میں اس لشکر کو جبلہ بن الایاہم ملا جو عیسائی عرب کی قوم غصان کا بادشاہ
تھا اس جبلہ نے اسلام قبول کیا تھا۔ لیکن ذیل کے واقعات کے باعث وہ اسلام سے پھر گیا۔ وہ
خلیفہ عمرؓ کے ساتھ حج کے لئے مکہ معظمہ گیا۔ اور کعبہ کے گرد طواف کر رہا تھا کہ ایک عرب قوم فزارہ
سے اس کے دامن پر چڑھ گیا اور وہ احرام گلے کے پاس سے ایسا پھٹ گیا کہ گلا کھل گیا۔
وہ غضبناک ہو کر اس عرب کی طرف پھرا اور چلایا کہ تجھ پر اللہ کا قہر نازل ہو کہ تو نے میری پیٹھ
اس متبرک گھر میں کھولی۔ اس عرب نے عاجزی کی کہ یہ ایک امر مجھ سے بلا قصد اور اتفاقیہ
ہوا لیکن جبلہ نے اس کو طپانچہ مارا اور خوب کچلا یہاں تک کہ اس کے چار دانت ٹوٹ گئے
اس حاجی عرب نے حضرت عمرؓ کے پاس نالش کی لیکن جبلہ نے کہا کہ ہم نے بہت ٹھیک کیا ہے
کیونکہ ہم کو اس سے صدمہ پہونچا ہے اگر ہم حرم کے اندر نہ ہوتے اور خوں ریزی منع نہ ہوتی تو
ہم اس کو مار ڈالتے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ تم نے اپنے قصور کا اقرار کیا اور تاوقتیکہ تمہارا فریق
معاف نہ کرے تم کو سزا دی جائے گی آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت جبلہ
نے غرور کے ساتھ جواب دیا کہ ہم بادشاہ ہیں اور یہ شخص دہقانی ہے حضرت عمرؓ نے کہا کہ تم
دونوں اللہ کی نظروں میں مسلمان ہو۔ دونوں برابر ہو اور اس کے یہاں کسی کی عزت
نہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم کو سزا کل دی جائے گی یہ سن کر رات ہی کو یہ شخص بھاگا اور
قسطنطنیہ پہونچا اور اسلام ترک کر کے پھر عیسائی ہو گیا اور قیصر ہرقل کی خدمت میں تھا
اب یہ شخص مینول (ماہان) کی مدد کے واسطے ساٹھ ہزار عرب لایا اتنے بڑے لشکر کے
پہونچنے کی خبر مسلمانوں کو معلوم ہوئی جس کے باعث سے مسلمانوں نے حمص کو چھوڑا
اگرچہ وہ شہر اطاعت میں در آیا تھا۔

مسلمان لوگ اب یرموک پہونچے یہ ایک جگہہ ہے کہ اچھے درخت اور اچھی آب و ہوا
کے واسطے مشہور ہے اور ایک چشمے کے کنارے ہے کہ وہ بھی اسی نام سے مشہور ہے خیمہ زن

ہوئے اس وقت تک یہ جگہہ کچھ ایسی مشہور نہ تھی لیکن بعد لڑائی اور فتح شام کے مشہور ہوئی۔

ماہان اپنے بڑے لشکر کے ساتھ آہستہ آہستہ آتا تھا لیکن اس نے جبلہ کو ساٹھ ہزار عربوں کے ساتھ میدان صاف کرنے کے لئے آگے روانہ کیا کہ وہ جلد مسلمان عربوں سے مقابلہ کریں کہ ہیرے کو ہیرا کاٹتا ہے ان متفق لشکروں سے لوگوں کو بڑی تکلیف پہونچی۔ جہاں گئے اس کو ویران کر ڈالا اور جن عیسائیوں نے مسلمانوں کی اطاعت کر لی تھی اُن کو بھی لُوٹا۔

ہرگاہ ماہان فاصلہ پر تھا حسب منشاے حکم قیصر ہرقل اُس نے صلح کا پیغام ابوعبیدہؓ کے پاس بھیجا اور اس کے پھر جانے پر ملامت کی اور یہ کہ وہ اپنے ملک والوں پر اس قدر ظلم و تشدد کیوں کرتا ہے جبلہ نے جواب دیا کہ میرا مذہب قیصر کا مذہب ہی اور ہم اسی کے واسطے لڑیں گے اس پر خالدؓ آگے آئے اور کہا کہ اس کافر کو ہمارے حوالے کیجئے۔ آپ نے کہا کہ اصل لشکر سے وہ بہت آگے ہی۔ ہم کو تھوڑے سے چُنے ہوئے آدمی دیجئے کہ اُس پر اور اُس کے عربوں کے لشکر پر جا پڑیں۔ قبل اس کے کہ ماہان اُس کی مدد کر سکے اُن کی اس رائے کو اکثروں نے ناپسند کیا۔ لیکن خالدؓ اپنے جوش میں چلائے کہ کسی طرح ان شیطانوں کا لشکر اللہ کے لشکر کو نہیں پہونچ سکتا۔ اللہ مدد کریگا۔ اس کا جواب کسی کے پاس نہ تھا خالدؓ کو چن لینے کی اجازت دی گئی۔ چنے ہوؤں میں سب شجاع اور آزمودہ کار تھے۔ ان لوگوں سے خالدؓ جبلہ پر آپڑے کہ بالکل غیر آمادہ تھا۔ اور اُس کے لشکر کو انتشار میں ڈالا۔ اور بڑی خونریزی کے ساتھ اُس کو اصل لشکر پر پلٹنے کے لئے مجبور کیا۔ خالد کی اس کامیابی پر یہ سبب قید ہو جانے یزید اور رفیع اور ضرار کے دھبا آگیا عیسائی مفروریوں نے واپسی کے وقت اُن کو گرفتار کر لیا اور ماہان کے لشکر میں لے گئے۔

اسی اثنار میں ایک خاص قاصد جس کا نام عبداللہ ابن قرط تھا مدینہ میں پہنچا

اور ابو عبیدہؓ کا خط حضرت عمرؓ کے نام لایا جس میں خطرناک حالت درج تھی۔ اور مدد کی استدعا تھی۔ خلیفہ وقت ممبر پر چڑھ گئے۔ اور جہاد کا وعظ فرمایا کہ اسلام کے واسطے اور اللہ و رسول کے لئے لڑنا کیسا ہے۔ تب آپ نے ایک خط ابو عبیدہؓ کے نام کا جو قرآن کی آیت سے بھرا تھا عبداللہ کو دیا اور اس میں لکھا تھا۔ کہ ہم دعا کرتے ہیں اور امدادی لشکر بھی بھیجتے ہیں۔ یہ کہکر آپ نے عبداللہ کو دعا دی اور اُن کو رخصت کیا کہ جلد جاویں۔

عبداللہؓ کو واپس جانے میں یاد آیا کہ ہم نے رسول اللہ صلعم کے روضہ کی زیارت نہیں کی۔ یہ یاد آنے سے وہ واپس آئے۔ اور حضرت عائشہؓ کے حجرے میں جہاں آپ کا مزار تھا گئے۔ انھوں نے مزار کی بغل میں عائشہ صدیقہؓ کو دیکھا کہ حضرت علیؓ اور عباسؓ کا قرآن پڑھنا سُن رہی تھیں ہرگاہ امام حسنؓ اور امام حسینؓ آپ کے صاحبزادگان اور رسول اللہ صلعم کے نواسے دوزانو بیٹھے تھے۔ بعد ادائے تعظیم روضۂ اطہر کے عبداللہ نے اپنا مطلب اظہار کیا۔ کہ ہم چاہتے ہیں کہ قبل یرموک کی لڑائی اور دشمن کے مقابلہ کے ہم لشکر میں پہونچیں۔ اس پر سب متبرک لوگوں نے ہاتھ اٹھایا۔ اور حضرت علیؓ نے جلد پہونچنے کی دعا کی۔ تب وہ روانہ ہوئے۔ اور اس قدر جلد لشکر میں پہونچے کہ اُن کا پہونچنا حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کی کرامت اور دعا کے باعث سے سمجھی گئی۔ موعودہ مدد بھی فوراً ہی روانہ کی گئی۔ یہ آٹھ ہزار آدمیوں کا لشکر تھا اور سعید بن عمرو کے تحت میں بھیجا گیا۔ ان کو خلیفہ وقت نے ریشمی سُرخ جھنڈا دیا۔ اور چلتے وقت نصیحت کی کہ اپنے پر اور اپنے لشکر پر جابر رہو اور خود غرضی کی باتیں نہ رکھو۔

سعید نے بھی دینداری کی راہ سے بیان کیا کہ اللہ سے ڈرنا چاہئے۔ آدمی سے نہیں۔ اور کل مسلمانوں کو خواہ قرابت مند ہوں یا غیر عزیز رکھنا چاہئے اور حاضر اور غائب کی یکساں پرورش چاہئے۔ اور جو حق ہو اُس کو امر کرنا۔ اور جو ناحق ہو اُس سے باز رکھنا۔ خلیفہ وقت سر کو عصا پر رکھکر اور نظر زمین پر گرائے سنتے رہے۔ جب سعید کہہ چکے آپ نے سر اٹھایا

اور آنسو آپ کے گالوں پر دوڑ رہے تھے۔ اور کہا کہ حیف ہے کون آدمی بلا اللہ کی مشیت کے یہ سب کر سکتا ہے۔

سعید ابن عمرو ریگستان کی مختصر راہ سے چلے اور راہ بھول گئے۔ ہر گاہ ایک رات وہ آرام کر رہے تھے کہ ایک چشمہ کے اطراف میں ان کو معلوم ہوا کہ ماہان کا حاکم پانچ ہزار آدمیوں سے قریب ہے۔ وہ اس پر آپڑے اور اس کے پیادوں کو قتل عام کیا۔ وہ حاکم کچھ پیادوں کے ساتھ مفرور ہو گیا لیکن مسلمانوں کے اس لشکر کے پاس کہ حضرت زبیرؓ کے تحت میں میدان صاف کر رہا تھا آپہونچا۔ زبیرؓ نے اُس کو ایک نیزے میں مار گرایا اور اس کے لشکر میں سے دونوں طرف کے مسلمانوں کے ضرب سے ایک بھی نہ بچا۔ مسلمان اُن کا سر اپنے نیزے پر اپنے خیمہ گاہ میں لے آئے۔ اور اُن کے لشکر کو اس سے بڑی جرأت ہوئی۔

قیصر کا لشکر اب قریب پہونچا اور ماہان نے پھر صلح کا پیغام بھیجا۔ خالدؓ نے کہا کہ ہم جا کر گفتگو کرینگے لیکن آپ کا اصل ارادہ تھا کہ ضرار اور یزید اور رفیع وغیرہ کو چھوڑا لادیں کہ جبلیہ کی لڑائی میں گرفتار ہوگئے تھے

جب خالدؓ عیسائی خیمہ گاہ کے مقابل پہونچے۔ ان سے کہا کہ اپنے ایک سو ساتھیوں کو چھوڑ دیجئے اور تنہا ماہان کے خیمہ میں جائیے لیکن آپ نے انکار کیا۔ آپ نے اس سے بھی انکار کیا کہ آپ اور آپ کے ساتھی بے تلوار آویں۔ کچھ گفتگو کے بعد آپ کو اپنے طور پر آنے کی اجازت ملی۔

ماہان ایک قسم کے تخت پر بیٹھا تھا جس کے گرد اُس کے ماتحت افسر تھے۔ ہر گاہ خالدؓ اپنے ایک سو آزمودہ کار سواروں کے ساتھ سادے لباس میں داخل ہوئے کرسیاں اُن کے اور اُن کے ساتھیوں کے واسطے لائی گئیں لیکن اُنھوں نے ہٹا دیا۔ اور چار زانو فرش پر بیٹھ گئے۔ جب ماہان نے اس کی وجہ دریافت کی۔ آپ نے قرآن کے بیسویں پارہ سے آیت پڑھی جس کے معنی یہ ہیں کہ تم مٹی سے بنائے گئے ہو اور مٹی ہی میں ملوگے اور مٹی سے

پھر نکالے جائیگے۔ (منہا خلقنا کم وفیہا نعید کم ومنہا نخرجکم تارۃً اخریٰ) آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا ہے۔ اور جس کو اللہ نے بنایا تمہارے ریشمی پردوں سے زیادہ قیمتی ہے۔

ماہان نے گفتگو شروع کی۔ اس نے شکایت کی کہ مسلمان بے انصاف ہیں۔ بلا اشتعال کے اپنے ہمسایوں سے لڑنے آئے ہیں۔ اور ان کے مذہبی امور میں دخل دیتے ہیں۔ اور ان کے جورو لڑکے کو لوٹتے ہیں۔ اور اُن کو غلام بناتے ہیں خالدؓ نے کہا کہ یہ صرف ان کی ہٹ کا باعث ہے کہ اللہ تعالےٰ کو ایک نہیں کہتے اور محمد صلعم کو رسول نہیں مانتے اُن کے آپس کی باتیں تند ہونے لگیں اور خالدؓ نے اپنے جوش میں کہا کہ ہم تمہیں ایک روز حضرت عمرؓ کے سامنے گلے میں پٹا ڈالکر کھینچیں گے۔ اور تمہارا سر کاٹ لینگے کہ جس سے تمام کا فرول کو ڈر ہو۔

ماہان نے بھی غصہ ہو کر جواب دیا کہ چونکہ آپ اس وقت ایلچی ہیں اس لئے محفوظ ہیں لیکن آپ کی گستاخی کی سزا یہ ہے کہ آپ کے پانچوں قیدی دوستوں کو آپ کے سامنے قتل کراتا ہوں۔ خالدؓ نے جواب دیا کہ اگر اس دھمکی کا ذرا بھی اجرا ہوا اور اگر بال بھی نقصان ہوا تو ہم تم کو اللہ اور اس کے رسول صلعم اور کعبہ کی قسم اپنے ہاتھ سے قتل کرینگے۔ اور ہر شخص ان مسلمانوں سے تمہارے آدمیوں کو مار ڈالینگے۔ یہ کہکر آپ نے اپنی تلوار نکالی۔ اور آپ کے ساتھیوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ عیسائی سردار اس بہادری کو دیکھکر متعجب ہوا۔ اس نے کہا کہ جو کچھ ہم نے کہا صرف دھمکی تھی۔ مسلمان ٹھنڈے کئے گئے۔ اور تلوار میان میں کی گئی۔ اور پھر گفتگو سہولیت سے ہونے لگی۔

آخرش ماہان نے پانچوں قیدیوں کو رہا کیا۔ اور اُس کے بدلے میں خالد نے اپنا قرمزی خیمہ ماہان کو دیا جو عیسائی خیمہ کے مقابل گاڑا گیا تھا اور جس کی نسبت اُس نے اپنی خواہش ظاہر کی تھی۔ اس طرح یہ گفتگو طے ہوئی اور فریقین اپنے اپنے خیمہ میں سپاہانہ اعزاز کے ساتھ واپس گئے۔

فصل چھٹویں

وہ بڑی لڑائی جس سے ملک شام کا فیصلہ ہوا عنقریب ہی کہ پیش ہو کیونکہ قیصر نے اس ملک کی قسمت کو ایک ہی بہت بڑی لڑائی پر منحصر کیا تھا حضرت ابو عبیدہؓ نے وقت کے اشکال کو دریافت کر کے اور اپنی ناقابلیت میدان کارزار میں سمجھ کر لشکر کی حکومت عام خالدؓ کو سپرد کی اور خود لشکر کے پیچھے عورتوں اور لڑکوں کی حفاظت کے لئے رہنا قبول کیا کہ جو مسلمان پیچھے بھاگنے کا قصد کرے گا۔ اس کو پھر آگے بھیجیں گے۔ یہاں پر آپؓ نے زرد جھنڈا جو آپؓ کو حضرت ابوبکرؓ نے دیا تھا۔ اور جس کو حضرت صلعم نے خیبر میں لیا تھا نصب کیا قبل شروع ہونے لڑائی کے خالدؓ گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے لشکر کے آگے گئے اور ایک مختصر تقریر کی کہ بہشت تمہارے آگے ہے اور شیطان اور جہنم تمہارے پیچھے ہے۔ بہادری سے لڑو تم کو بہشت ملیگی اور اگر بھاگے تو جہنم میں گرو گے۔ دونوں لشکر قریب ہوئے۔ لیکن عیسائیوں کی کثرت اور یونانیوں کے قاعدہ دانی نے مسلمانوں کے دہنے بازو کو ہٹا دیا جو لوگ بھاگے اُن پر پیچھے کی عورتیں حملہ آور ہوئیں۔ اور سخت ملامت کرنے لگیں۔ یہاں تک کہ اُن کو لڑائی میں مرنا اس ملامت سے پسندیدہ معلوم ہوا۔ ابو سفیانؓ بھی بھاگے۔ ان کو خیمہ کے بانس کا زخم چہرہ پر لگا۔

جب تین مرتبہ مسلمان پسپا ہوئے اور تین مرتبہ ان کو عورتوں نے جرأت دے کر میدان جنگ میں بھیجا۔ آخرش رات آجانے سے لڑائی ملتوی رہی۔ ہر گاہ ابو عبیدہؓ زخمیوں کے پاس گئے۔ اُن کے زخموں کو دھویا۔ اور مرہم لگایا۔ اور عورتوں نے خبرگیری کی دوسری صبح کو پھر لڑائی شروع ہوئی اور مسلمان سخت دبائے گئے عیسائی تیر اندازوں نے بہت تنگ کیا۔ بہت سے مسلمان جن کو تیر اندازوں سے صدمہ پہنچا اُن میں سات سو ایسے آدمی تھے کہ جن کی ایک آنکھ یا دونوں آنکھ ضائع ہوئی۔ اور اسی وجہ سے عرب لوگوں نے اس دن کا نام یوم العمی رکھا۔ اور جن کی آنکھ اس لڑائی میں ضائع ہوئی مابعد میں اس نشانی کا فخر

کرتے تھے کئی فرادا لڑائیاں بھی قابل لحاظ کے ہوئیں۔ ان میں سے ایک شرجیلؓ کا ایک مضبوط عیسائی سے لڑنا تھا۔ شرجیل بہ سبب کثرت رونے اور پرہیزگاری کے نہایت ضعیف تھے۔ اور قریب تھا کہ مضبوط عیسائی غالب آجاتا لیکن پیچھے سے ضرارؓ نے ایک ہاتھ مارا اور وہ مرگیا۔ دونوں شخصوں نے اس کے اسباب کا دعوی کیا لیکن آخر اسی کو ملا جس نے مارا تھا۔ اس دن بھی مسلمان ایک مرتبہ سے زیادہ پس پا ہوئے۔ اور عورتوں کی غیرت دلانے سے پھر بڑھے۔

قائلہ ضرار کی بہن اس لڑائی میں خوب لڑیں اور زخمی ہوکر گر پڑیں لیکن عفیرہ نے ان کے مخالف کو مار ڈالا اور ان کو چھڑا لیا۔ لڑائی اس وقت تک رہی جب تک روشنی رہی۔ رات ہونے سے مسلمانوں کو خوشی ہوئی۔ اور سمجھے کہ باوجود قلیل ہونے کے اس قدر ٹھہرنا صرف اللہ اور اس کے رسول کی مدد سے تھا اور آخر میں بے شک کامیاب ہوگئے۔ اس رات میں ابوعبیدہؓ نے دونوں وقت کی نماز اکٹھی پڑھی کہ آپ کے سپاہی بعافیت تمام سوئیں کیونکہ روز تک یہ لڑائی ہوتی رہی۔ آخر میں مسلمان کامیاب ہوئے۔ اور عیسائی لشکر کو پوری شکست ہوئی۔ اور وہ سب پریشانی کے ساتھ بھاگے۔ اکثر پہاڑوں کے دروں میں مارے گئے اور اکثر دریا کے گہرے حصوں میں ڈوب گئے۔ انھیں کے آدمیوں نے جن کو تکلیف پہونچی دھوکا دے کر ایسے موقع پر لے گئے ماہان لشکر کا سردار ایک شخص نعمانؓ بن علقمہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ ابوعبیدہ میدان کارزار میں خود گئے۔ اور ملاحظہ کیا کہ زخمیوں کی حفاظت کس طرح کی جاتی ہے۔ اور مُردے گاڑے جاتے ہیں۔ آپؓ کچھ لاشوں کو بے سر پاکر متحیر تھے کہ مسلمان ہیں یا کافر لیکن آخرش اس کو مسلمانوں کی طرح گاڑ دیا۔ غنیمت کی تقسیم میں ابوعبیدہؓ نے پانچواں حصہ خلیفۂ وقت اور بیت المال کے واسطے نکال دیا۔ اور ہر پیدل کو ایک حصہ اور سوار کو تین حصے دو حصے اپنے اور ایک حصہ گھوڑے کا لیکن عربی گھوڑوں کے واسطے دو حصے نکالے۔ اس میں کسی قدر اختلاف بھی ہوا لیکن یہ بات خلیفۂ وقت کی منظوری سے طے ہوگئی۔ بسبب قیمتی ہونے عربی گھوڑوں کے ایسا کیا گیا یہی بڑی لڑائی یرموک کی تھی کہ کنارے پر دریائے یرموک کے ماہ نومبر ۶۳۶ء مطابق ۱۵ھ ہجری کے واقع ہوئی۔

فصل ساتویں

حملہ آور مسلمانوں نے ایک مہینہ تک دمشق میں اس محنت کے باعث سے کہ فتحیابی کے سبب سے ہوئی۔ آرام کیا۔ اس عرصہ میں حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت عمرؓ سے دریافت کیا۔ کہ اب وہ کس سمت کو رُخ کریں قیصریہ یا یروشلم (بیت المقدس) کی طرف۔ حضرت علیؓ اس وقت حضرت عمرؓ کے قریب تھے۔ آپ نے رائے دی کہ پہلے یروشلم کا محاصرہ ہونا چاہیئے کیونکہ وہ قدیم جگہ پیغمبروں کی ہے۔ اور وہاں موسیٰ و عیسیٰ و محمد صلعم کے واقعات گزرے ہیں اور پیغمبروں کے مقابر کی وجہ سے متبرک بھی ہے۔ خلیفہ وقت نے حضرت علیؓ کی رائے کو پسند کیا۔ اور ابوعبیدہؓ کو لکھا کہ بیت المقدس کی طرف جاؤ۔ اور یروشلم کا محاصرہ کرو۔

اس خبر کو پا کر ابوعبیدہؓ نے یزید بن ابی سفیان کو پانچ ہزار آدمیوں کے ساتھ آگے روانہ کیا کہ محاصرہ شروع کریں۔ اور اس کے بعد پانچ روز تک برابر مددگار بھیجتے رہے۔ یروشلم کے باشندوں نے مسلمان حملہ آوروں کو آتے دیکھا جنھوں نے مشرق میں اس قدر حیرانی پھیلائی تھی۔ اور اُنھوں نے حملہ یا صلح کی گفتگو نہیں کی بلکہ انجن وغیرہ کو شہر پناہ کی دیوار پر واسطے مقابلے کے مستحکم کیا۔

یزیدؓ شہر کے سامنے آئے۔ اور اُنھوں نے اپنے شرائط پیش کئے یعنی اسلام لاؤ یا جزیہ دو۔ لیکن انھوں نے دونوں باتیں نامنظور کیں۔ اہل اسلام حملہ کرتے لیکن حضرت ابوعبیدہؓ نے اس بارہ میں کچھ ہدایت نہیں کی تھی۔ اس لئے تا آنے آپؓ کے وہ بیٹھے رہے۔ آپؓ کے آنے پر یزیدؓ نے حملے کی تیاری کی صبح کو مرغ کے بانگ دیتے ہی مسلمانوں کے لشکر نے نماز پڑھی۔ اور سبھوں نے ایک ساتھ قرآن کی آیت پانچویں پارے کی پڑھی جہاں موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے کہا ہے کہ اے لوگو تم اس متبرک زمین میں کہ تمھارے لئے مقرر کی گئی ہے داخل ہو۔

دس دن تک مسلمان بیکار حملہ کرتے رہے گیارھویں روز حضرت ابو عبیدہؓ اپنا کُل لشکر مدد کے لئے لائے۔ آپؓ نے ایک تحریری پیغام باشندوں کے نام بھیجا کہ تم اللہ تعالیٰ کی توحید مانو۔ اور محمد صلعم کو اُس کا رسول سمجھو۔ یا ہماری موافقت میں در آؤ۔ اور ہم کو جزیہ دو۔ اور نہیں تو ہم تمھارے مقابلے کے واسطے ایسے آدمی لاوینگے جن کو موت اس سے بھی زیادہ عزیز ہے جیسا تم کو سؤر کا گوشت اور شراب عزیز ہے۔ اور ہم تم کو انشاء اللہ تعالےٰ نہ چھوڑینگے۔ یہاں تک کہ تمھارے لڑنے والوں کو ہلاک کرینگے۔ اور تمھارے لڑکوں کو غلام بنا دینگے۔

یہ تحریر ایلیا (یروشلم) کے حاکم شہر اور باشندوں کے نام تھی۔ یروشلم کی تعمیر قیصر ایلیاس ادرین نے بھی کی تھی۔ اسی تاریخ سے یہ شہر اس کے نام سے ایلیا ہی مشہور ہوا یروشلم کے عیسائی امام سفرونیس نے جواب دیا کہ یہ مقدس شہر ہے اور پاکیزہ جگہ اور جو شخص اس کی مخالفت کی نظر سے آیا۔ وہ اللہ کا دشمن ہے۔ اس کو اس پر بھروسا تھا کہ چونکہ شہر پناہ اور برجوں کا استحکام خوب کیا گیا ہے۔ اور اندر کا لشکر بھی یرموک کے منہزموں سے کچھ کم نہ تھا۔ مقابلہ خوب ہوگا۔ یہ شہر بھی نہایت مستحکم جگہ میں واقع تھا۔ چونکہ ہر طرف چشموں سے گھرا تھا۔ اور علاوہ اس کے اسی میں پرہیزگار لوگ تھے جو حضرت عیسیٰؑ کی قبر کے استحفاظ کے لئے جرأت دینے کو کافی تھے۔

سردی کے چار مہینے گزر گئے۔ روزانہ ایک مختصر لڑائی ہوتی رہی۔ اگرچہ محاصرہ کرنے والوں پر حملہ ہوتا تھا اور برف وغیرہ سے سخت صدمہ اٹھایا۔ اور آب و ہوا بھی ناموافق تھی لیکن تاہم محاصرہ نہ اٹھایا یہاں تک کہ ایک عیسائی امام نے جس کا نام سیمپرونیس تھا دیوار کے اوپر سے حضرت ابو عبیدہؓ سے صلح کی گفتگو شروع کی اس نے کہا کہ تم نہیں جانتے کہ یہ مقدس جگہ ہے اور جو اس کو صدمہ پہنچاتا ہے وہ قہر الٰہی میں مبتلا ہوتا ہے۔

ابو عبیدہؓ نے جواب دیا کہ ہم کو معلوم ہے کہ یہ پیغمبروں کی جگہ ہے۔ یہاں وہ دفن ہیں۔ اور ہمارے نبی محمد صلعم بھی یہیں سے معراج میں آسمان پر گئے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ ہم اس پر قبضہ کرنے کے مستحق تم سے زیادہ ہیں۔ اور ہم اس کا محاصرہ نہ اٹھاوینگے جب تک اللہ تعالےٰ یہ جگہ اور جگہوں کی طرح ہم کو نہ دیدے۔ عیسائی امام نے ناامید ہو کر کہا کہ ہم تم کو اس شرط پر قبضہ دیتے ہیں کہ خود تمھارے خلیفہ آویں اور شرائط پر خود دستخط کریں۔ اور قبضہ کریں۔

جب یہ شرط خلیفۂ وقت کے پاس پیش کی گئی حضرت عثمانؓ اس کے برخلاف تھے لیکن حضرت علیؓ نے رائے دی کہ نہیں یہ جگہ عیسائیوں کی نظروں میں متبرک ہے۔ اگر ان کو مدد پہونچ گئی اور اخیر وقت تک لڑے تو مشکل ہوگا۔ علاوہ اس کے خلیفۂ وقت کے جانے سے سپاہیوں کو ہمت اور مسرت ہوگی۔

حضرت علیؓ کی باتوں کا وزن خلیفۂ وقت کے دل میں ہوا۔ اور بعض مورخوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ یروشلم میں یہ بات پیشین گوئی کے طور پر لکھی تھی کہ ایک شخص اس نام اور مذہب اور صورت کا خود آکر اس متبرک جگہ کو فتح کریگا۔ بہر نوع حضرت عمرؓ نے خود جاکر اس شہر کو اطاعت میں درلانا پسند کیا۔ آپؓ نے اپنی غیر حاضری میں حضرت علیؓ کو قائم مقام کیا۔ اور مسجد نبوی میں نماز پڑھکر اور حضرت رسول صلعم کے روضہ کی زیارت کرکے روانہ ہوئے۔ اس بڑے بادشاہ کی ترقی جس کے ہاتھ میں ان بڑی سلطنتوں کی عنان تھی اور بے حساب غنیمت اس کے قبضۂ اقتدار میں تھی اسلام کی سادگی کے قاعدہ پر منحصر معلوم ہوتی تھی۔ آپؓ سرخ رنگ کے اونٹ پر سوار ہوئے جس کے دونوں جانب جھولی لٹک رہی تھی ایک میں کھجور اور سوکھے میوے تھے اور دوسرے میں بھونی ہوئی جنس مثل گیہوں جو وغیرہ کے تھے۔ آپؓ کے آگے کی جانب کو ایک مشکیزہ پانی کا لٹکتا تھا اور پیچھے کو ایک لکڑی کا تگار تھا۔ آپ کے ساتھی بلا امتیاز درجے کے ایک ہی رکابی میں کھاتے تھے۔ اور آپؓ رات کو درخت کے نیچے چٹائی بچھا کر سوتے۔ یا معمولی بدوؤں کے

خیمے میں رہتے۔ اور بغیر صبح کی نماز پڑھے روانہ نہیں ہوتے۔

جب آپؓ اس سادگی سے عرب کے درمیان جا رہے تھے۔ آپؓ نے کئی آدمیوں کی نالش سُنی۔ ان کا درمان کیا۔ اور ٹھیک انصاف کیا۔ اس کی خبر پہونچی کہ ایک عرب ہی کہ دو بہنوں کو نکاح میں ایک ساتھ رکھتا ہی۔ یہ اسلام کے مسائل کے خلاف تھا۔ اگرچہ کافروں میں رائج تھا۔ یہ شخص مسلمان تھا۔ آپ نے اُس کو اور اس کی بی بی کو بلایا۔ اور اُس کو اُس کی غلطی پر مطلع کیا۔ اُس نے کہا کہ ہم اس قاعدے سے اسلام کے نہیں واقف تھے حضرت عمرؓ نے کہا کہ تو جھوٹا ہی۔ ابھی ایک کو ان میں سے چھوڑ دے نہیں تو تیرا سر کاٹا جائے گا۔ اس نے کہا کہ کیا خراب وہ دن تھا کہ ہم نے اس مذہب کو اختیار کیا۔ یہ ہمارے کون کام آویگا۔ آپ نے فرمایا میرے پاس آؤ اور دو چھڑیاں اس کے سر پر ماریں اور کہا کہ تو اپنا اور اپنے اللہ کا دشمن ہی۔ اسی تادیب سے اپنا چال چلن درست کر اور اس دین کی تعظیم کر جس کو اللہ نے اُتارا ہی۔ اور اس کے عمدہ بندوں نے قبول کیا ہی۔ تب آپ نے اس سے کہا کہ دونوں میں ایک کو جسے پسند کرتا ہی رکھ۔ اور جو آدمی اسلام لاتا ہی اور اس کو چھوڑ دیتا ہی اُس کے واسطے موت کی سزا ہی۔ اور اب اگر اپنی زوجہ کی بہن کو ہاتھ لگائے گا تو سنگسار کیا جائیگا۔

دوسری جگہ آپ نے کچھ آدمیوں کو دھوپ میں کھڑے دیکھا۔ اس سبب سے کہ انھوں نے مسلمانوں کو خزیہ حسب وعدہ نہیں دیا۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ وہ بالکل بے سروسامان ہیں۔ آپ نے اُن کو رہائی کا حکم دیا۔ اور ایذا دینے والوں کو ملامت کی کہ اس سے زیادہ کسی پر شدت نہ کرو۔ کہ تم نہ سہہ سکو۔ کیونکہ ہم نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے سُنا ہی کہ جو شخص کسی اپنے ساتھی کو دنیا میں تکلیف دیتا ہی۔ اس کو جہنم کی آگ سے تکلیف پہونچے گی۔

جب آپ یروشلم سے ایک روز کے فاصلہ پر تھے ابو عبیدہؓ آپؓ کی پیش قدمی

کے واسطے آئے کہ اپنے خیمہ تک لیجاویں۔ آپ کچھ غور کے ساتھ جاتے تھے۔ اور آپ نے اپنے فرائض پیشوائی اور نصیحت کو فراموش نہیں کیا۔ صبح کی نماز کے بعد آپؓ نے وعظ فرمایا جس میں آپ نے فرمایا کہ اللہ جس کو رہنمائی کرے اُس کو کوئی ڈگا نہیں سکتا۔ اور جس کو اللہ ضلالت میں ڈالے اس کی مدد کون کر سکتا ہے۔ اس پر ایک عیسائی پادری بول اٹھا کہ اللہ کا کام ضلالت میں ڈالنے کا نہیں ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر پھر بولے تو اس کا سر کاٹ ڈالو۔ وہ شخص چپ رہا۔ اسلام کی تلوار کے آگے کس کی مجال تھی کہ بولے۔ آپؓ نے اپنی راہ میں کچھ عربوں کو اپنا لباس چھوڑ کر شام کا فاخرہ لباس پہنے دیکھا۔ اسی وقت اُن کا کپڑا پھاڑ دیا گیا۔ جب یروشلم کے سامنے آئے۔ آپؓ نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی اور کہا کہ اللہ تعالےٰ نہایت قوی ہے۔ اور اللہ ہم کو فتح آسانی سے حاصل کراتا ہے تب خیمہ گاڑنے کا حکم دیا۔ اور اس میں اُترے اور فرش پر بیٹھ گئے۔ عیسائیوں نے اس قوی لشکر کے بادشاہ کو کہ تمام دنیا کو فتح کیا چاہتا تھا دیکھنا چاہا۔ مسلمان اس خوف سے کہ شاید قتل کا قصد کریں روکنا چاہتے تھے لیکن آپ نے فرمایا کہ جب تک اللہ کا حکم نہ ہو ہم کو کچھ نہ ہوگا اسی پر بھروسا رکھو۔ خلیفۂ وقت کے آتے ہی شہر نے اطاعت قبول کر لی۔ جو لوگ کہ شہر کی طرف سے صلح کا پیغام لائے آپؓ کو اس سادہ لباس میں دیکھکر متعجب تھے۔ صلح کے شرائط کو آپؓ نے خود لکھا اور وہ مابعد کے فتوحات میں نظیر ہو گئے۔ شرائط یہ تھے کہ عیسائی نئے گرجے اس ملک میں نہ بناویں۔ اور گرجوں کے دروازے برابر مسافروں کے لئے کھلے رہیں اور مسلمان اُن میں دن رات جب چاہیں جاسکیں۔ گھنٹیاں ہلائی جاویں اور بجائی نہ جاویں۔ اور گرجوں پر صلیب نہ بلند کی جاویں۔ اور نہ گلیوں میں دکھائی جاویں۔ عیسائی اپنے لڑکوں کو قرآن نہ تعلیم کریں۔ اور نہ اپنے مذہب کی باتیں علانیہ بولیں۔ اور نہ کسی کو شاگرد کریں۔ اور نہ اپنے ہمسایہ کو عیسائی ہونے کی ترغیب دیں اور مسلمانوں کا لباس نہ اختیار کریں۔ خواہ جوتا پگڑی یا ٹوپی جو کچھ ہو اور نہ اپنے

بالوں کو مسلمانوں کی طرح چیریں۔ وہ مسلمانوں کی زبان تحریر میں نہ استعمال کریں۔ اور مسلمانوں کی طرح سلام بھی نہ کریں۔ اور نہ ان کے نام رکھیں جب کوئی مسلمان آوے تو ان کو کھڑا ہو جانا چاہیئے۔ یہاں تک کہ ان سب کو ہر مسلمان مسافر کی تین روز تک خاطر داشت کرنا ہوگی۔ ان کو شراب نہ بیچنا چاہیئے۔ اور ہتھیار بند نہ چلے اور گھوڑے پر زین نہ رکھے۔ اور جو خدمتگار مسلمانوں کی خدمت میں ہو اس کو اپنے یہاں جگہ نہ دے۔ انتہیٰ۔

یہ سب ذلیل شرائط یروشلم کے رہنے والوں کو قبول کرنا پڑے۔ عیسائیوں کے ان شرائط قبول کرنے پر حضرت عمرؓ نے ان کے جان و مال کی حفاظت اپنے اوپر اختیار کی۔ حضرت عمرؓ اس سلیمان کے شہر میں پیادہ پا گئے۔ اور آپ کے ہاتھ میں عصا تھا اور ان کے ساتھ پادری سفرونیس تھا جس سے آپؓ نے سہولیت سے گفتگو کی۔ اور آپ نے قدیم عمارتوں کا حال اس سے پوچھا اور اس عیسائی پادری نے مسلمانوں کی ظاہری تعظیم بخوبی کی ہر گاہ عیسائی حشر کے معبد میں آپ تھے کہ نماز کا وقت آیا۔ اور آپؓ نے نماز کے لئے جگہ تلاش کی۔ اس پادری نے اسی گرجے میں پڑھنے کے لئے کہا۔ لیکن آپ نے نامنظور کیا تب وہ گرجہ قسطنطین میں لے آیا۔ وہاں بھی آپ نے ناپسند کیا۔ لیکن واپسی کے وقت اس گرجے کے مشرقی دروازے میں جو سیڑھی تھی اس پر نماز ادا کی۔ نماز پڑھ کر آپ نے اس پادری سے فرمایا کہ اگر ہم گرجے کے اندر نماز پڑھتے تو میرے بعد مسلمان اس کو توڑ کر مسجد بنا لیتے۔ پھر آپؓ نے فرمایا اس سیڑھی پر مسلمانوں میں سے ایک سے زیادہ آدمی نماز نہ پڑھے۔ چنانچہ آپؓ کے بعد آدھی اس سیڑھی کی توڑ کر مسجد بنائی گئی۔ اور آپؓ نے تلاش کیا کہ سلیمان عم کا معبد کہاں ہے چنانچہ وہاں آپؓ نے ایک مسجد بنائی لیکن مابعد میں وہ اس قدر بڑھائی گئی اور مرصع ہوئی کہ قرطبہ (کرڈوا) جو اسپانیہ میں ہے اس کی مسجد کی ثانی ہوئی۔ یروشلم کا اطاعت میں آنا سنہ ۱۵ھ میں تھا مطابق سنہ ۶۳۷ع کے۔

فصل آٹھویں

خلیفہ عمرؓ دس روز تک شہر یروشلم میں رہے۔ اور اسلام کے کامیابیوں کا بندوبست کیا۔ شام کے فتوحات پورے کرنے کے لئے آپ نے اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ شمالی اور جنوبی۔ جنوبی شام جس میں **بیت المقدس** اور بحری اطراف داخل ہیں۔ یزید بن **ابی سفیان** کے حوالہ کیا گیا کہ اس کو قبضہ میں درلاویں۔ ہرگاہ **ابوعبیدہؓ** بہت بڑے لشکر کے ساتھ شمالی شام کی فتح کے لئے تعینات ہوئے۔ اس میں وہ ملک داخل تھا جو درمیاں **حوران** اور حلب کے ہے۔ اور **عمرو بن العاص** کو **مصر** پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ہرگاہ اس اطراف میں اسلام کے فتوحات ایسی حالت میں تھے۔ **سعدؓ بن ابی وقاص** دوسرے سالار لشکر حضرت **عمرؓ** کے اسی وقت **فارس** میں اپنے فتوحات کی پیروی کر رہے تھے۔

حضرت **عمرؓ** کے مدینہ واپس آنے سے لوگوں کو خوشی ہوئی کیونکہ آپ کے **یروشلم** جانے سے ان کو انتشار تھا۔ چونکہ وہ جانتے تھے کہ وہاں کی آب و ہوا نہایت مناسب ہے۔ اور زمین زرخیز ہے۔ اور بہ سبب پیغمبروں کے مزارات کے یہ جگہ مقدس تھی۔ اور موافق عقیدہ اسلام کے حشر کی یہی جگہ ہے۔ اس لئے ان کو خوف تھا کہ کہیں آپ اپنی بقیہ عمر وہیں بسر نہ کریں۔ اور وہیں سکونت نہ اختیار کرلیں۔ اس لئے وہ لوگ خلیفہ وقت کو پھر اپنے شہر کے دروازے میں اسی عرب کے سادہ لباس میں داخل ہوتے دیکھکر اور اونٹ پر وہی تھیلی سوکھے میوؤں کی اور بھوسے غلّے بھرے ہوئے۔ اور مشک اور تگاڑ لٹکتے ہوئے ملاحظہ کرکے نہایت خوشنود ہوئے۔

ابوعبیدہؓ تھوڑے ہی عرصہ بعد روانگی خلیفہ وقت کے **یروشلم** سے اپنے فتوحات کی ترقی کے لئے روانہ ہوئے۔ اور اپنی راہ میں شہر **کنسرین** اور **الحضر** سے اطاعت قبول کرائی جس کے باشندوں نے پانچ ہزار اشرفی اور اسی قدر روپیے اور دو سو جوڑے

ریشمی کپڑے اور اسی قدر انجیر اور منقہ دیے کہ پانچ سو خچر پر لادے گئے تب آپ شہر حلب کی طرف روانہ ہوئے جس کے محاصرے کا حکم خلیفۂ وقت نے دیا تھا۔ اس شہر کے باشندوں نے بڑی دولت تجارت سے جمع کی تھی۔ اس لئے وہ مسلمانوں کو دیکھکر کانپے کہ ہمارے شہر کو بھی مثل اور شہروں کے تاراج کرینگے۔ شہر **حلب** مضبوط شہر پناہ سے گھرا ہوا تھا لیکن اس کا پورا بھروسا قلعہ کے استحکام پر تھا کہ شہر پناہ سے باہر ایک مصنوعی پہاڑی سے تین کونیہ صورت میں بنا ہوا تھا۔ اور اس کے رخ پر پتھر تھا۔ یہ بہت بڑا قلعہ تھا اور اطراف کے میدانوں پر کوسوں تک حاوی تھا۔ اور چاروں طرف کے غار سے گھرا ہوا تھا جس میں چشموں کا پانی آسکتا تھا۔ اور یہ قلعہ شام کے تمام قلعوں سے مستحکم سمجھا جاتا تھا۔ وہ حاکم جس کو **قیصر ہرقل** نے مقرر کیا تھا اور جس کی حکومت میں **حلب** سے **فرات** تک تھا عنقریب میں مر گیا تھا۔ اور اس کے دو بیٹے تھے۔ **یوقنا** اور **یوحنا** کہ اس قلعہ میں رہتے تھے اور اپنے باپ کی جگہ پر حکومت کرتے تھے۔ دونوں کے چال چلن ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھے۔ **یوقنا** جو بڑا تھا جنگجو تھا اور حکومت کا انتظام کرتا تھا اور **یوحنا** اپنی زندگی فقیری میں بسر کرتا تھا۔ یعنی مذہبی تعلیم اور عبادت میں۔

یوحنا مسلمانوں کو دیکھکر ڈرا اور رائے دی کہ ان کو جزیہ دے کر صلح کر لو کہ بالا تاجروں کو پناہ ہو۔ تند **یوقنا** نے جواب دیا کہ تم مجرد فقیروں کی سی گفتگو کرتے ہو تم نہیں جانتے ہو کہ سپاہی کی عزت کیا ہی۔ کیا ہمارا قلعہ مضبوط اور سپاہی کثیر اور جنس وافر ہماری بقا کے لئے نہیں ہی کہ ہم بلا لڑے صلح کر لیں۔ تم اپنی کتابیں دیکھو اور عبادت کرو۔ اور شہر کی حمایت میرے ذمہ چھوڑ دو۔ دوسرے روز اس نے سپاہیوں کو روپے بانٹے اور اس طرح سے ان کو ہمت دی۔ اور کہا کہ عربوں نے اپنے لشکر کے کئی حصے کئے ہیں۔ ایک حصہ **بیت المقدس** کو چھوڑا۔ اور دوسرا حصہ کو روانہ کیا ہی۔ جو حصہ ہماری طرف آتا ہی صرف ایک جزو ہی۔ کچھ بڑا لشکر نہیں ہی۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے

اُن سے راہ میں مقابلہ کریں۔ اُس کے لشکر نے خوشی سے قبول کیا پس اُس نے بارہ ہزار آدمیوں کو لیا اور مقابلہ کو گیا۔

جیسے ہی یہ شخص لڑنے کو گیا کہ بڑے اہل تجارت نے تیس آدمیوں کو **ابوعبیدہ** رضی کے پاس صلح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اور اُس کی غیر حاضری سے اُن کو یہ موقع ہاتھ آیا۔ یہ لوگ جب مسلمانوں کے خیمہ میں داخل ہوئے ان کی سہولیت اور آرام عمدہ سردار کے باعث سے دیکھکر متحیر ہوئے۔ اُن سے **ابوعبیدہ** اخلاق سے ملے اور انھوں نے کہا کہ ہم بلا اطلاع اپنے حاکم **یوقنا** کے آئے ہیں۔ جو حملہ آور ہوا ہی اور اس کا ظلم ہم پر بہت ہی۔ بہت گفتگو کے بعد **ابوعبیدہ** رضی نے شہر **حلب** کو پناہ دی۔ اس شرط پر کہ زر مقررہ ادا کریں۔ اور لشکر کو اُن کی غذا پہونچاویں۔ اور جو مسلمانوں کے نفع کی بات ہو اُس کو ظاہر کریں۔ اور **یوقنا** کو قلعہ میں جانے سے روکیں۔ اِن لوگوں نے سب شرائط قبول کئے۔ سوائے قلعہ والے کے جس کا نفاذ اُن سے غیر ممکن تھا **ابوعبیدہ** رضی نے اس شرط کو نکال دیا۔ اور بقیہ شرائط کے پورا کرنے کی قسم لی اور یہ کہ ایفائے وعدہ پر ہم تمھارے جان و مال کی حفاظت کرینگے۔ اور خلاف ہونے پر پھر پناہ نہ دینگے۔ تب آپ رضی نے کچھ آدمی حفاظت کے لئے ساتھ دینا چاہے لیکن انھوں نے انکار کیا کہ ہم جس طرح چپ چاپ آئے ہیں اُسی راہ سے چلے جاوینگے۔

اسی اثناء میں دوسرے روز مسلمانوں کے آگے کے لشکر پر **یوقنا** نے حملہ کیا۔ اور یہ مسلمانوں کا لشکر **کعب بن ضمرہ** کے تحت میں ایک ہزار آدمیوں کا تھا۔ یہ لوگ جب اپنے گھوڑوں کو پانی پلا رہے تھے۔ اور گھاس پر پلا پڑا پڑے تھے کہ اچانک میں وہ آپڑا ایک سخت لڑائی مایوسی کے ساتھ ہوئی۔ مسلمانوں کو پہلے فتح ہوئی لیکن آخر میں اُن پر بے حساب آدمی آپڑے۔ ایک سو ستر آدمی شہید ہوئے۔ اور اُن کے "یا محمد صلعم" کی صدا سے مایوسی ظاہر ہوتی تھی۔ رات نے تمام آدمیوں کو ہلاکت سے بچا یا۔ اور **یوقنا** نے سوچا کہ صبح ہوتے ہی اُن کو شہید کرینگے۔ رات ہی کو ایک شخص خبر لایا کہ حلب کے باشندوں نے **یوقنا**

کے پیچھے ہیں مسلمانوں سے صلح کرلی۔

اس خبر کو سنکر اس نے **کعبؓ** اور ان کے ساتھیوں کا خیال دل سے اٹھا دیا۔ اور **حلب** کو واپس جاکر اپنی فوج کو آراستہ کیا۔ اور سب چیز جلا دینے اور سب کو قتل کرنے کی دھمکی دی۔ تاوقتیکہ باشندے مسلمانوں کی صلح سے درگذریں اور اُن کی مخالفت میں کوئی کارروائی نہ کریں۔ ان کے متامل ہونے سے اس نے حملہ کا حکم دیا۔ اور تین سو آدمیوں کو تہ تیغ کیا۔ آدمیوں کا شور و غل **یوحنا** کے کان تک اُس کے گوشۂ عافیت میں پہونچا۔ وہ قتل گاہ تک آیا۔ اور اس کو نصیحت اور دعا اور التجا کرکے ٹھنڈا کرنا چاہتا تھا۔ **یوقنا** نے کہا کیا ہم ان باغیوں کو چھوڑدیں کہ ہمارے دشمن سے ملگئے ہیں اور ہم کو اپنے مال کے واسطے بیچتے ہیں **یوحنا** نے جواب دیا کہ وہ چونکہ لڑاکو آدمی نہیں ہیں اس لئے اپنی حفاظت کی تدبیر کی ہے۔ **یوقنا** نے غصہ ہو کر کہا۔ اے تبہ کار تو بھی اس فریب کا شریک ہے ننگی تلوار اُس کے ہاتھ میں تھی۔ اس کا کام اُس کی زبان سے بھی زیادہ سخت تھا۔ ایک ہی ہاتھ میں **یوحنا** کا سر زمین پر گر پڑا۔ **حلب** کے آدمی قریب تھے کہ اپنے ہی آدمی کے ہاتھ سے زیادہ تر صدمہ اٹھاتے بہ نسبت اس کے کہ وہ مسلمانوں کی ایذا سے ڈرتے تھے۔ کہ اسی اثنا میں مسلمانوں کا لشکر جس کے سردار **خالدؓ** تھے دکھائی دیا۔ ایک سخت خونریز لڑائی شہر کی دیوار کے نیچے ہوئی۔ تین ہزار آدمی **یوقنا** کے مارے گئے۔ اور وہ بہت آدمیوں کے ساتھ قلعہ میں محصور ہونے کے لئے مجبور کیا گیا جس کی دیواروں پر اس نے انجن قایم کیا۔ اور اخیر تک لڑنے کی تیاریاں کرنے لگا۔

مسلمانوں کے لشکر میں شور ہوا حضرت **ابوعبیدہؓ** کی رائے ہوئی کہ محاصرہ کیا جائے یہاں تک کہ شہر والے بھوکوں مرکر صلح کریں۔ لیکن **خالدؓ** کی رائے ہوئی کہ حملہ کیا جائے قبل اس کے کہ قیصر اُن کو مدد پہونچا سکے۔ **خالدؓ** کی رائے قایم رکھی گئی قلعہ پر حملہ ہوا۔ اور حملہ آوروں کے سرگروہ آپ ہی ہوئے۔ لڑائی نہایت سخت تھی۔ بہت لوگ پتھروں سے زخمی ہوئے

اور مارے گئے۔ آخرش خالدؓ اس قصد سے درگزرے۔

اسی رات کو لوگ سو رہے تھے یوقنا نے شب خون مارا ساٹھ آدمیوں کو قتل کیا اور پچاس کو گرفتار کر کے لے گیا۔ خالدؓ نے سخت تر مقابلہ کیا۔ اور اس کے سو آدمیوں کو مار ڈالا قبل اس کے کہ اپنے قلعہ میں پناہ گزیں ہوں۔ دوسرے روز یوقنا نے ان پچاس قیدیوں کو قتل کیا۔ اور ان کے سر محاصرین کے بیچ میں پھینکے۔ یہ سن کر کہ مسلمانوں کا لشکر اطراف کے میدان کو صاف کر رہا ہے۔ اس نے رات کو کچھ لشکر بھیجا کہ جنھوں نے ستر آدمیوں کو قتل کیا۔ اور پہاڑ کے دروں میں ان کے گھوڑے اور خچر لے کر چھپ رہے۔ اور منتظر رہے کہ رات آوے تو شہر کو واپس جاویں۔ بعض مفروریوں نے اس خبر کو مسلمانوں کے خیمہ گاہ میں پہونچایا۔ اور خالدؓ اور ضرارؓ کچھ سواروں کے ساتھ اس جگہ کے تماشے کو پہونچے۔ انھوں نے اس جگہ کے آدمی اور جانوروں کی لاشوں سے پہچانا۔ اور دہقانیوں سے معلوم ہوا کہ مخالفین کدھر گئے۔ اور کس درے سے واپس جائینگے۔ خالدؓ اور ضرارؓ نے اپنے لشکروں کو اس درے کی کمین گاہ میں چھپایا۔ اور رات کے وقت انھوں نے غنیم کو آتے دیکھا۔ انھوں نے ان کو پوری طرح درے میں آنے دیا۔ اور تب ان سے نزدیک ہو کر اور ہر طرف سے گھیر کر اکثروں کو قتل کیا۔ اور تین سو آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ یہ لوگ کامیابی کے ساتھ مع قیدیوں کے اپنے خیموں میں آئے۔ اور قیدیوں کے بدلے ان کو بہت کچھ زر مخلصانہ ملتا لیکن انھوں نے قلعہ کے سامنے تنبیہاً سب کو قتل کیا۔

پانچ مہینے تک اس شہر کا محاصرہ ہوتا رہا۔ سب مسلمانوں نے حیلے بے کار کئے۔ اور ان کا کوئی مکر نہ تھا۔ سب حیلے غنیم پر ظاہر ہو گئے۔ اور ان کا جواب ملتا گیا۔ کیونکہ یوقنا کا جاسوس ان کے عین لشکر میں تھا۔ ابو عبیدہؓ نے مایوس ہو کر حضرت عمرؓ کو لکھا کہ اس کا محاصرہ ہم اٹھا لیتے ہیں اور انطاکیہ کا قصد کرتے ہیں لیکن حضرت عمرؓ نے رائے دی کہ مخالفین کو اس سے دلیری ہو جائے گی۔ مناسب ہے کہ اور بھی زیادہ مستعدی سے محاصرہ

کیا جائے۔ اور اللہ تعالےٰ پر بھروسا رکھنا چاہیئے۔ اور آپ نے کچھ لشکر سوار اور پیادوں کا مدد کے واسطے بھیجا جس میں بیس اونٹ بھی تھے۔ اس مدد کے بعد بھی پھر محاصرہ سینتالیس روز رہا۔ (خلاف کسیدی)

جب ابو عبیدہؓ اس وقت اور پریشانی میں تھے کہ اس نئے آئے ہوئے لشکر میں سے ایک شخص نے کہا کہ اگر ہم کو تیس آدمی ملیں تو ہم اس قلعہ پر شرطیہ قبضہ کرتے ہیں اس شخص کا نام دامس ابی الجول تھا۔ اس کی صورت نہایت مہیب اور بڑا قوی ہیکل اور غیر معمولی طاقت کا آدمی تھا لیکن بوجہ غلامی کے ناخواندہ تھا۔ اس کی عرب کی کارگزاریوں کو سُن کر خالدؓ نے اس کی استدعا میں تائید کی۔ ابو عبیدہؓ ایسے گھبرا گئے تھے کہ اُن کو کسی کی استدعا قبول کرنے میں کہ کسی طرح قبضہ اس قلعہ پر کر سکے باک نہ تھا۔ اور آپ نے تیس آدمی نہایت قوی اور تجربہ کار چُن کر اُس کو دیئے۔ اور کہا کہ اگرچہ یہ شخص قوم اسفل سے ہے۔ اس کی اطاعت سے مُنہ نہ موڑنا۔ اسی وقت اس کی ہدایت کے موافق ابو عبیدہؓ نے اپنے لشکر کو تین میل کے فاصلہ پر ہٹایا کہ معلوم ہو کہ محاصرہ اٹھا لیا گیا۔ اب رات ہو گئی اور دامس تیسوں آدمیوں کو لے کر نہایت آہستہ آہستہ قلعہ کے نزدیک پہونچا۔ اور ان کو ایک جگہ چھپایا۔ اور منع کیا کہ نہ کھنکھاریں اور نہ کسی قسم کا شور کریں۔ وہ اکیلے نکلا اور چھ آدمیوں کو قید کر لایا۔ اور عربی میں اُن سے پوچھا لیکن وہ نہ سمجھے۔ اور اپنی زبان میں جواب دیا یہ کہہ کر کہ اللہ کا قہر ان عیسائی کتوں پر اور اُن کی زبان پر جس کو کوئی نہیں سمجھتا۔ اس نے چھیوں کو مار ڈالا۔

پھر وہ آگے گیا۔ اور دیکھا کہ آدمی دیوار سے اُترا آتا ہے۔ جوں ہی وہ زمین پر آیا کہ دامس نے اس کو پکڑ لیا۔ وہ ایک عیسائی عرب تھا۔ اور یوقنا کے ظلم سے بھاگا جاتا تھا۔ یوقنا کا حال اس سے معلوم ہوا۔ اُس نے دو آدمیوں کو ابو عبیدہؓ کے پاس بھیجے کہ صبح ہوتے ہی کچھ سوار بھیجدیں۔ اس نے بکری کا چمڑہ نکالا۔ اور اس کو اوڑھ کر اور کسی

روٹی ہاتھ میں لے کر چاروں ہاتھ پاؤں سے چلنے لگا۔ اور اس کے ساتھی بھی اسی طرح آہستہ آہستہ پیچھے چلنے لگے جب وہ کوئی آواز سنتا کتوں کی طرح بھونکنے لگتا۔ اور اس کے ساتھی بے حس ہو جاتے اسی طرح وہ قلعہ کی دیوار تک آگیا۔ جہاں عبور کرنا آسان تھا۔ تب وہ زمین پر بیٹھ گیا اور اپنے کندھوں پر دوسرے کو چڑھا کر۔ اُس کے کندھے پر تیسرا شخص سوار ہوا۔ اسی طرح سات آدمی ایک دوسرے کے کندھے پر سوار ہوئے پہلے سب سے اوپر والا کھڑا ہوا۔ تب دوسرا۔ تب تیسرا۔ یہاں تک کہ **وامس** جو سب سے نیچے تھا کھڑا ہوا۔ اب اوپر والا آدمی دیوار کے سرے پر چڑھ گیا۔ اور سنتری کو نشہ میں پاکر گرا دیا جس کو نیچے کے لوگوں نے مار ڈالا تب اُس نے اپنی پگڑی لٹکائی جس کو پکڑ کر دوسرا چڑھ آیا تب تیسرا اسی طرح **وامس** بھی چڑھ آیا۔ **وامس** نے اُن کو چپ رکھا۔ اور اُن کو چھوڑ کر اُس نے دو اور سنتریوں کو کہ سوتے تھے قتل کیا۔ اور تب وہ ایک مکان کی طرف گیا جس کے روزن سے اُس نے دیکھا کہ **یوقنا** ایک نفیس کمرے میں نہایت عمدہ قیمتی کپڑے پہنے ریشمی فرش پر بیٹھا ہے۔ اور بڑی جماعت کے ساتھ شراب خواری اور عیش کر رہا ہے۔ اُس روزن سے تیر مارنا چاہتا تھا لیکن یہ سوچکر کہ تنہا ہی کافی نہ ہوگا۔ اپنے ساتھیوں کے پاس گیا۔ اور اُن سے قلعہ کا حال کہا۔ دفعتہ قلعہ کے پھاٹک پر آکر انہوں نے محافظین کو قتل کر ڈالا۔ اور دروازہ کھول دیا۔ اور کاٹھ کا پُل لگا یا۔ کہ اُس سے اُن کے ساتھی جو باہر تھے آ گئے۔ اتنے میں ہنگامہ ہوا۔ اور قلعہ کا لشکر آ گیا۔ مسلمانوں نے اپنے کو پل اور دروازے پر سنبھالا۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ اور **خالدؓ** اللہ اکبر کہتے ہوئے اپنے سواروں کے ساتھ داخل ہوئے عیسائیوں نے ہتھیار رکھ دئے اور رحم چاہا۔ **خالد** نے اُن سے کہا کہ قتل ہونا قبول کرو یا اسلام لاؤ۔ **یوقنا** اُن میں پہلا شخص تھا کہ ایمان لایا۔ اُس کی اقتدا اکثروں نے کی۔ اُن کو اُن کے اسباب اور لڑکے ملے۔ اور بقیوں کا اسباب لوٹا گیا۔ اور پانچواں حصہ خلیفہ کے لئے نکال کر غنیمت تقسیم ہوئی **وامس** اور ان کے ساتھیوں کی کہ اکثر اُن میں کے مارے گئے آسمان تک تعریف کی گئی اور **ابو عبیدہؓ**

اپنے لشکر سے نہ ہٹے جب تک بقیہ لوگ اپنے زخم کے خطرے سے چنگے نہ ہوئے۔

فصل نویں

انگریزی مورّخ لکھتے ہیں کہ حضرت صلعم اور اُن کے اصحاب دونوں کی تواریخ میں یہ امر نہایت تعجب خیز ہی کہ اسلام کے بہت بڑے مخالف نے بھی جہاں ایک مرتبہ تبدیل مذہب کیا اور اسلام میں در آیا اگرچہ اس کا ایمان بزور تلوار کیوں نہو لیکن اسلام کے لاتے ہی اُس کے بڑے حامی ہو گئے۔ یہ سبب حقیقت دین اسلام کا ہی۔ **یوقنا** کا بھی یہی حال ہوا کہ اسلام بزور تلوار لاتے ہی اسلام کے بڑے حامیوں میں ہوا۔ اس لئے مثل حامیوں کے ثابت کرنا چاہا۔ اپنے قدیم مذہب کی حمایت میں اس نے حقیقی بھائی **یوحنا** کو قتل کیا۔ اب اس نے اس نئے مذہب کی تائید میں اپنے چچیرے بھائی کو پکڑوانا چاہا۔ یہ شخص جس کا نام **تھیوڈرس** تھا۔ ایک مستحکم شہر اور قلعہ کا جس کا نام **اعزاز** تھا حاکم تھا۔ اور یہ جگہ **حلب** سے کچھ دور نہ تھی۔ مسلمانوں کو ضرور تھا کہ اُس کو قبضہ کر کے دوسرے اطراف میں جاویں۔ یہ قلعہ بڑی مضبوطی کے ساتھ تھا۔ اور اُس میں قلعہ کا لشکر بھی بہت تھا لیکن **یوقنا** نے **ابوعبیدہ** رضی کو اُس کا قبضہ حیلہ سے کرانا چاہا۔ اس لئے رائے دی کہ ایک سو آدمی عیسائی سپاہیوں کا لباس پہن لیں اور ہمارے ساتھ چلیں۔ اور کچھ لشکر عرب کے لباس میں ہمارا تعاقب کرے اور جب ہم **اعزاز** کے سامنے جاویں تو پیچھا کرنے والے واپس آویں۔ اور اُس کے اطراف میں چھپ رہیں۔ **یوقنا** کو اُس کا چچیرا بھائی جو اس کی مسلمانی سے ناواقف رہ کر جگہ دیگا۔ تب رات کو ساتھ کا لشکر جو عیسائیوں کے لباس میں ہونگے۔ قلعہ کے لشکر پر اچانک حملہ آور ہونگے۔ اور دروازہ کھول دینگے۔ اور باہر والے چھپے ہوئے آدمی گھس پڑینگے۔ اور اسی طرح سے شہر بلا تردد قبضے میں آجائے گا۔ **ابوعبیدہ** رضی نے **خالد** رضی سے مشورہ کیا جنھوں نے اس حیلے کو پسند کیا اس شرط پر کہ **یوقنا** اپنی صداقت اور اعتماد ثابت کرے۔ اُس نے کسی طرح یقین لایا

اور ایک سو آدمی دس قوموں میں سے دس دس چنے گئے جب وہ روانہ ہوئے تو ایک ہزار آدمی مالک الاشتر کی تحت میں جن کو پورے اس حیلے سے خبر دیگئی تھی۔ اُن کے تعاقب میں بھیجے گئے۔

جیسے ہی اس حیلہ کا ارادہ کیا گیا کہ اس کی خبر اعزاز کے حاکم کو معلوم ہوگئی۔ کیونکہ اس کا ایک جاسوس مسلمانوں کے لشکر میں تھا۔ اور وہ قوم **غصّان** سے تھا۔ اس نے ایک خط کبوتر کے پیر میں باندھا جس میں **یوقنا** کا فریب درج تھا لیکن اس کو مالک الاشتر کے آدمیوں کا حال معلوم نہ تھا۔ **تھیوڈرس** نے اس خبر کو پاکر اپنے قلعہ کا استحکام کیا۔ اور اطراف کے عیسائی عربوں کو طلب کیا جو ہتھیار بند ہو سکتے تھے۔ اور ایک قاصد جس کا نام **طارق الغصانی** تھا **لوقاس** حاکم **اراوندان** کے پاس لشکر کی تائید کی طلب میں روانہ کیا۔

قبل پہونچنے **لوقاس** کی تائید کے **یوقنا** اپنے آدمیوں کے ساتھ اعزاز کے دروازے کے مقابل میں پہونچا اور ظاہر کیا کہ مسلمانوں نے ہمارا قلعہ لے لیا۔ اور ہمارے لشکر کا تعاقب کرتے یہاں تک آئے۔ اور ہم اس مختصر آدمی کے ساتھ گویا کہ اپنے بھائی کے آدمی کی پناہ لینے کو آئے ہیں۔ اُس نے **یوقنا** کو تعظیم کے ساتھ اتارا اور بوسہ دیا لیکن فوراً ہی زین کو کاٹ ڈالا اور اس کو گھوڑے سے کھینچ لیا۔ اور اسی طرح جتنے اُس کے ایک سو ساتھی تھے اتارے گئے اور قید کئے گئے۔ **تھیوڈرس** نے اس کو غبار آلودہ کیا۔ اور سخت ملامت کی۔ اور کہا کہ ہم تم کو **قیصر ہرقل** کے پاس اس کا جواب دہ ہونے کو روانہ کرینگے۔ اور تمھارے سب ساتھیوں کو قتل کرینگے۔

اس درمیان میں **طارق الغصانی** اپنا پیغام پہونچا کر واپس آتا تھا کہ **مالک** کے قبضے میں پڑگیا جو کمیں گاہ میں چھپے تھے **طارق** سے معلوم ہوا کہ یوقنا کا حیلہ ظاہر ہوگیا اور وہ خود **لوقاس** حاکم **اراوندان** کے پاس مدد کا پیغام لایا تھا جو پانسو سواروں کے ساتھ آتا ہی ہے یہ خبر پاکر **مالک**رض نے اپنے لشکر کو اس طرح قائم کیا کہ جس وقت **لوقاس** اپنے آدمیوں

کے ساتھ گرفتار ہو گیا تب اُنھوں نے حاکم اعزاز کے ساتھ دوسرا حیلہ کرنا چاہا۔ تب اس نے اسلام قبول کیا۔ تب اُنھوں نے کہا کہ اپنے ایقان کا ثبوت دکھاؤ۔ اور تھیوڈرس حاکم اعزاز سے کہو کہ حاکم اراوندان پانسو آدمیوں کے ساتھ مدد کے واسطے آتا ہی۔ تب سب روانہ ہوئے۔ اور اُس کے ساتھ ایک معتمد مسلمان روانہ کیا گیا۔ کہ اگر یہ شخص کچھ خلاف کرے تو اُس کا سر کاٹ لو۔

جیسے ہی طارق اور اُس کے ساتھی اعزاز کے قریب پہونچے۔ اُنھوں نے خوشی او ر باجے کی آواز سُنی۔ اور یہ بسبب ایک انقلاب کے تھا۔ تھیوڈرس نے یوقنا اور اُس کے آدمیوں کو اپنے بیٹے لیون کے سپرد کیا تھا۔ ایسا اتفاق ہوا کہ یہ نوجوان اپنے ہمسایہ کی ملاقات کو اکثر حلب جایا کرتا تھا۔ اور یوقنا کی بیٹی پر فریفتہ ہو گیا تھا لیکن لوگ اس کے مخالف تھے جب اُس کے باپ اور یوقنا سے اس موقع پر خلاف ہوا۔ اُس کو قبول کرانے کا موقع ملا اس نوجوان نے کہا کہ اگر اپنی بیٹی میرے نکاح میں دو تو میں اسلام قبول کرونگا۔ اور تم کو اور تمھارے ساتھیوں کو رہا کر دونگا۔ اُس کی استدعا قبول کی گئی۔ ٹھیک رات کے وقت جب قیدی ہتھیار بند اور رہا کئے گئے وہ قلعہ کی فوج پر آ پڑے۔ ایک پُر شور لڑائی ہوئی۔ جس میں تھیوڈرس اپنے بیٹے کے ہاتھ سے مارا گیا۔

اسی حالت میں طارق اور اُس کے ساتھی پہونچے۔ اور یہ خبر سُن کر مالک الاشتر کے پاس لوٹ گئے مالک رض بہت جلد اپنے لشکر کے ساتھ آ پہونچا۔ اور شہر پر قبضہ کر لیا مالک رض نے یوقنا کی بڑی تعریف کی لیکن اُس نے اس نوجوان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اللہ تعالی کی اور اس جوان کی شکر گزاری کرو۔ اور سب قصہ کہہ سُنایا مالک رض نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور کہا کہ جب اللہ تعالی کی مرضی ہوتی ہی تو وہ سامان بھی پیدا کرتا ہی۔

سعد رض ابن عمرو اور یوقنا کے آدمیوں کے حوالے کر کے مالک الاشتر مع اسباب غنیمت اور قیدیوں کے واپس آئے۔ یوقنا نے ساتھ جانے سے انکار کیا۔ یوقنا کو اس کے

ارادوں میں کامیابی نہونے سے دل تنگی تھی کیونکہ یہ قلعہ اور ذریعوں سے ہاتھ آیا تھا اس لئے اُس کو یہ فکر تھی کہ کوئی ایسی کارروائی اسلام کی بہتری کی کریں کہ اس کا ایقان ظاہر ہو اسی وقت مسلمانوں کا ایک لشکر ہزار آدمیوں کا جو اعزاز کے اطراف کو صاف کر رہا تھا اعزاز میں پہونچا۔ان میں دوسو نومسلم حلب کے تھے جن کے لڑکے بالے حلب کے قلعہ میں تھے وہ اُس کے کام کے آدمی تھے اور یوقنا اُن کو ساتھ لے کر انطاکیہ کی طرف حیلہ کی نظر سے روانہ ہوا۔

فصل دسویں

انطاکیہ کا شہر اس وقت رومی شام کا دارالسلطنت تھا۔اور رومیوں کی حکومت کی جگہ تھی۔اس کی بڑی وسعت تھی اور پتھر کی دیواروں سے گھرا تھا۔اور اُس کے اطراف وجوانب میں بہت قلعے تھے۔اور کنوؤں اور چشموں سے نہایت شاداب تھا۔یہاں **قیصر ہرقل** دربار کرتا تھا۔اور **یونانیوں** اور **رومیوں** نے یہیں کی آسائش میں اپنی جنگی قواعد و بہادری کو بھلا دیا۔

دوسو آدمیوں کے ساتھ یوقنا اس شہر کی طرف چلا لیکن ایک رات قریب آکر اُس نے ساتھیوں کو چھوڑ دیا۔اور کہا کہ پہاڑوں پر قافلہ کے نگراں رہو۔اور جب شہر میں داخل ہو اپنے کو **حلب** کے مفروریوں میں ظاہر کرو۔اور خود اپنے دو نزدیکی رشتہ داروں کو لے کر دوسرے راستہ سے چلا۔اور **قیصر ہرقل** کے پولیس والوں کے ہاتھ گرفتار ہو گیا۔ لیکن یہ ظاہر کرنے پر کہ وہ **یوقنا** تھا کہ حال میں **حلب** کا حاکم تھا۔وہ محافظین کے ساتھ **انطاکیہ** کو روانہ کیا گیا۔**قیصر ہرقل** بوجہ دل شکستگی کے جو اس کو ان لڑائیوں میں ہوتی **یوقنا** کو دیکھ کر رو دیا۔اور آہستہ سے فریب کے باعث سے ملامت کی لیکن اس نے کہا کہ جو کچھ ہم نے کیا۔اپنی جان بچانے کو کیا اور کس طرح حلب کے محاصرے کا مقابلہ کیا۔

اور اس کا انطاکیہ میں خود آنا۔ اس کا اعتماد ظاہر کرتا ہی قیصر ہرقل اس فقرے میں آ گیا کیونکہ اس کو اپنے بہادر افسروں میں شمار کرتا تھا۔ اور قیصر کا تھوڑا مخاطب ہونا اس کے جلیسوں کی آمیزش کا باعث ہوا۔ جیسے ہی اُس کے دو سو مفرور ساتھی انطاکیہ میں آئے تشفی کے واسطے اُن کا سہرا بنا یا گیا۔ اب اُس کے ساتھ دو سو ساتھی ہم وطن مل گئے جن کے ذریعہ سے وہ کوئی کارروائی پوشیدہ کر سکتا تھا۔ علاوہ اس کے قیصر ہرقل نے دو ہزار آدمیوں کے ساتھ اپنی چھوٹی بیٹی کو لانے کے لئے جو کسی قریب جگہ میں تھی بھیجا۔ اور اُس کو اُس نے دیانت داری سے انجام دیا جب وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس آ رہا تھا اس کو گھوڑوں کے ہنہنانے سے معلوم ہوا کہ ایک ہزار عیسائی عرب حاتم بن جبلہ بن الایہم کے تحت میں ہیں جنھوں نے دو سو مسلمانوں کو مع ضرار بن الازور کے گرفتار کیا ہے سب ایک ساتھ انطاکیہ کو گئے جہاں قیصر ہرقل اپنی بیٹی سے نہایت مسرت کے ساتھ ملا اور یوقنا کو اپنا مشیر بنایا۔

ضرارؓ اور ان کے ساتھی قیصر ہرقل کے پاس لائے گئے اور اُن کو سجدہ کے لئے حکم دیا لیکن وہ سیدھے کھڑے رہے۔ اور حکم نہیں بجا لائے ضرارؓ نے کہا کہ ہم مخلوق کو سجدہ نہیں کرتے رسول اللہ صلعم کا حکم ہی کہ صرف اللہ کی بندگی کرو۔ اس جواب سے متعجب ہو کر کچھ سوال بہ نسبت حضرت محمد صلعم اور ان کے احکام کے کیا لیکن ضرارؓ کی جنگی تقریر میں اس قدر قوت نہ تھی جتنی دل میں تھی قیس ابن عامرؓ کی طرف جواب کے لئے اشارہ کیا۔ ایک بڑی گفتگو رہی جس کے جواب میں آں حضرت صلعم کے تواریخی حالات عرض کئے۔ اور مختلف طریقے وحی کے نزول کے بیان کئے کبھی مثل صدا کے کبھی جبریلؑ کے واسطہ سے بصورت آدمی کے اور کبھی خواب میں۔ اور کبھی صبح کی شکل میں۔ اور یہ کہ جب وحی آتی پسینہ آپ صلعم کی پیشانی سے چلتا اور بدن کو لرزہ ہوتا۔ انھوں نے آپ صلعم کے معجزے بیان کئے۔ اور آپ صلعم کا معراج میں جانا اور اللہ سے باتیں کرنا۔ قیصر نے ان باتوں کو

تعظیم سے سنا لیکن ایک پادری کو غصہ آیا۔ اور حضرت صلعم کو مکار کہہ بیٹھا **ضرارؓ** کو اسی وقت جرأت آگئی۔ اور اس پادری کو علانیہ جھوٹا کہا۔ اور اس پر حملہ کے آثار ظاہر کئے۔ عیسائیوں کی تلوار فوراً ہی کھنچ گئی۔ اور ہر طرف سے قریب تھا کہ ضرب پڑے مسلمانوں کا بیان ہے کہ اس جگہ کرامت سے بچ گئے۔ لیکن عیسائیوں کا بیان ہے کہ آپس کے جلسے کے ہنگامے سے محفوظ رہے اور بہ سبب دست اندازی **یوقنا** کے ہلاک نہوئے۔ اس جگہ **قیصر** نے چاہا کہ ان کو قتل کرا دیا لیکن پھر **یوقنا** نے سمجھا کر باز رکھا اسی درمیان میں کہ **ابو عبیدہ** کامیابی کے ساتھ آگے بڑھتے تھے اور کل **شام** اُن کے قبضۂ اقتدار میں آرہا تھا **قیصر** نے اپنا پورا اعتماد **یوقنا** پر رکھ کر اُس کو تمام شہر اور اپنے لشکر کی حکومت دے دی۔ وہ **ضرارؓ** اور اُن کے ساتھیوں کو مروا ڈالتا لیکن **یوقنا** نے رائے دی کہ ان کو عیسائیوں سے مبادلہ کے لئے رہنے دیجئے۔ تب ان کو عیسائی گرجوں میں لے گئے۔ اور اُن سے کہا گیا کہ عیسائی مذہب قبول کر و لیکن اُنھوں نے انکار کیا۔ پادری نے سوال کیا کہ تم کو عیسائی ہونے سے کیا چیز روکتی ہے۔

جواب ۔ میرے اسلام کی حقیقت۔

سوال قیصر نے حضرت عمرؓ کے موٹے لباس کا حال سُنا تھا۔ پوچھا کہ کیوں نہیں مثل اور بادشاہوں کے پہنتے ہیں۔

جواب ۔ اُن کو اس دنیا کا مطلق خیال نہیں ہے۔ بلکہ اُن کو عقبیٰ کا خیال ہے۔

سوال کس قسم کے محل میں وہ رہتے ہیں۔

جواب ۔ کچے مکان میں۔

سوال ۔ اُن کے مصاحبین کون ہیں۔

جواب ۔ محتاج اور غریب۔

سوال ۔ وہ کیسے فرش پر بیٹھتے ہیں۔

جواب ۔ انصاف اور عدل کے فرش پر۔

سوال۔ اُن کا تخت کیا ہی۔

جواب۔ پرہیزگاری اور ایقان۔

سوال۔ اُن کا خزانہ کیا ہی۔

جواب۔ اللہ پر توکل۔

سوال۔ اُن کے محافظین کون ہیں۔

جواب۔ بڑے شجاع موحدین۔

سب مسلمان قیدیوں میں سے ایک شخص نے تبدیل مذہب کرنا چاہا۔ اور یہ شخص نوجوان تھا۔ اور ایک یونانی لڑکی پر فریفتہ ہو گیا تھا۔

اُس کے عیسائی ہونے کی بڑی خوشی ہوئی۔ اور اُس کی بڑی عزت کی گئی۔

اور قیصر نے اُس کو ایک گھوڑا اور خوبصورت عورت اُس کے نکاح میں دی۔

اور اُس کا نام عیسائی عربوں کے لشکر میں درج کیا گیا جس کا سردار جبلہ تھا لیکن اس جوان کے باپ نے اس کو بہت ملامت کی جو قیدیوں میں تھا اور اسلام کے واسطے جان دینے کو حاضر تھا قیصر نے اب اپنا لشکر جو دیوار کے باہر قایم کیا گیا تھا۔ ملاحظہ کیا۔

لشکر کے ہر حصہ کے ساتھ لکڑی کا ایک صلیب تھا۔ ہر گاہ ایک قیمتی مرصع صلیب کہ گرجے کے باہر رہتا تھا یوقنا کے آگے جاتا تھا۔

ہرقل کو **انطاکیہ** کی حفاظت کے لئے بھروسا **آہنی پل** پر بہت تھا۔ اس پل کا اس نام سے پکارا جانا بسبب مضبوطی کے تھا۔ یہ ایک پل دریائے اورنٹس پر تھا کہ پتھر سے بنایا گیا تھا۔ اور اس کے دونوں طرف وہ مستحکم محفوظ برج بنے ہوئے تھے۔ اور اس میں بہت بڑا لشکر تھا جس کے تین سو فقط **افسر** تھے۔ اسی کی بدقسمتی سے یونانی قاعدہ دانی کا ادبار اور اُن کی نشہ بازی کی حالت معلوم ہوتی ہی جس سے مسلمانوں کی کامیابی کا موقع اور بھی ملا۔ ایک **افسر** کو انتظام دیا گیا تھا کہ روزانہ ان قلعوں کا ملاحظہ کرے۔ ایک

موقع پر اُس نے قلعہ کے لشکر کو شراب پیتے دیکھا۔ اس پران کو پچاس کوڑے مارے انھوں نے اس ذلت کو دل میں رکھا۔ اور جب مسلمانوں کے لشکر نے اس بڑے قلعہ کے محاصرے کا قصد کیا۔ اور قیصر کو امید قوی تھی کہ اس کا محاصرہ دیرپا ہوگا۔ وہ اس خبر کو سن کر نہایت متعجب ہوا کہ وہ پل بلا مزاحمت مسلمانوں کے قبضے میں آگیا۔

ہرقل کا دل چھوٹ گیا۔ اور بجائے فراہم کرنے سرداروں کے مشورے کے لئے اس نے پادریوں اور شہر کے مالداروں کو جمع کیا۔ اور شام کے امورات پر رو دیا۔ یہ مشورہ کا وقت تھا **جبلہ** نے خلیفہ **عمرؓ** کے قتل کا مشورہ دیا کہ جس سے اسلام کے احکام برہم ہوجاوینگے۔ اور **قیصر** نے اس کو قبول کیا۔ اور **واثق ابن مسافر** ایک شجاع نوجوان عرب **قوم جبلہ** کا اس کام کے واسطے تعینات کیا گیا۔ اور مدینہ روانہ کیا گیا جب وہ مدینہ پہونچا۔ اُس نے اپنے کو ایک درخت پر چھپایا جہاں خلیفہ وقت کے ٹہلنے کا معمول تھا۔ کچھ عرصے بعد خلیفہ **عمرؓ** وہاں آئے اور درخت کے نیچے لیٹ گئے۔ اس نوجوان نے تلوار نکالی اور اُترنا چاہا۔ کہ ایک شیر کو آپ کے گرد گھومتے دیکھا۔ اور آپ کی تلوار چاٹتے ہوئے۔ اور جب تک آپ سوتے رہے حفاظت کرتا رہا۔ جب آپ اٹھے شیر چلا گیا۔ اس پر **واثق** کو یقین ہوگیا کہ حضرت عمرؓ اللہ کی پناہ میں ہیں درخت سے اُتر آیا آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اور اپنا فریب ظاہر کیا۔ اور مسلمان ہوگیا۔ لوہے کے پل پر قبضہ ہونے سے **انطاکیہ** میں **ابوعبیدہؓ** کا داخل ہونا آسان ہوگیا۔ اور اُس کے شہر پناہ کے قریب آپہونچے۔ جہاں عیسائیوں کا لشکر صفوں میں قائم تھا۔ ایک عیسائی حاکم جس کا نام **نسطوریس** تھا اپنے لشکر کے آگے بڑھا۔ اور مسلمانوں کو فرادا مقابلہ کے واسطے طلب کیا۔ اُس کے مقابلہ کو **وامس** گیا جس نے **حلب** کا قلعہ فتح کیا تھا لیکن اُس کے گھوڑے نے ناخنہ لیا اور وہ گر پڑا۔ اور قید ہوگیا اور اُس کے خیمہ میں روانہ کیا گیا جہاں اُس کے ہاتھ پاؤں باندھے گئے۔ اس کی جگہ دوسرے مسلمان نے جس کا نام **ضحاک** تھا لی۔ اور ایک بڑی لڑائی درمیان اُس کے

اور نسطورلیس کے ہوئی۔ بہت دیر تک لڑائی ہوتی رہی اور دونوں تھک گئے۔ تب دونوں آپس کی رضامندی سے جدا ہو گئے۔ جس وقت یہ لڑائی ہو رہی تھی فریقین کے پیادے اور سوار اس کو دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے تھے۔ اور اسی ہنگامے کے باعث سے نسطورلیس کا خیمہ گر گیا تین شخص اس خیمہ کی حفاظت میں تھے۔ اپنے مالک کے خوف سے اس کو فوراً اٹھانے لگے اور وامس کی رسی کھولدی۔ کہ اُن کی مدد کرے وامس نے دو آدمیوں کا سر دونوں ہاتھ سے پکڑا اور تیسرے سے ٹکرا دیا۔ اور تینوں کو مار ڈالا اس نے صندوق کھول کر نسطورلیس کا کپڑا نکال کر پہنا۔ اور تلوار لے کر ایک گھوڑے پر سوار ہوا۔ جو سامنے تیار تھا۔ اور اپنی راہ عیسائی قوم جبلہ میں ہو کر مسلمانوں کی طرف لی جب یہ سب واقعات شہر پناہ کے باہر گزر رہے تھے۔ شہر کے اندر حیلے ہو رہے تھے۔ یوقنا نے ضرارؓ اور اُن کے ساتھیوں کو رہا کر دیا۔ ان کو ہتھیار دئیے اور اپنے نومسلموں کو بھی اُن کے ساتھ کر دیا۔ اس فریب کی خبر اور اپنے لشکر کے خوف بغاوت نے ہرقل کا دل توڑ دیا۔ اور اُس نے خواب بھی دیکھا تھا کہ وہ تخت سے گر گیا اور اُس کی ٹوپی گر پڑی۔ اس کی تعبیر آگے آئی۔ اُس نے چند گھر کے آدمیوں کو فراہم کیا۔ اور لب سمندر پہونچا اور وہاں سے قسطنطنیہ روانہ ہوا۔ ہرقل کے سالار فوج جو اس سے زیادہ دلیر تھے شہر کے زیر دیوار سخت لڑائی لڑے۔ لیکن یوقنا کے مکر اور ضرارؓ کی بہادری نے جو اُن پر اچانک میں پیچھے سے آ پہونچے ان کے دلیرانہ مقابلہ کو بیکار کر دیا۔ انطاکیہ کے باشندوں نے اپنے کو لڑائی میں مغلوب پا کر اطاعت کر لی۔ اور تین لاکھ اشرفی دینا قبول کیا۔ اور ابو عبیدہؓ کامیابی کے ساتھ شام کی دار السلطنت میں داخل ہوئے۔ یہ واقعہ۔ اگست ۶۳۸ء میں ہوا۔

فصل گیارہویں

ابو عبیدہؓ اس خوف سے کہ ان کا لشکر انطاکیہ کی آسائشوں میں اور عورتوں کے

حسن میں مبتلا نہ ہو جائے تین روز رہ کر روانہ ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ وقت کو خط لکھا جس میں اس بھاری کامیابی کا حال اور **قیصر ہرقل** کے بھاگنے کی کیفیت درج تھی۔ اور اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ یہ بات لشکر میں خراب جاری ہو گئی کہ یونانی عورتوں سے نکاح کیا چاہتے ہیں۔ اور ہم نے اُن کو اس سے باز رکھا ہے۔ یہ خط حضرت **عمرؓ** کے ہاتھ میں اس وقت پہونچا کہ مکہ کو حج کے واسطے مع ازواج **رسول اللہ** صلعم کے روانہ ہوتے تھے آپؓ نے اُس کو پڑھ کر شکر کیا۔ اور نماز ادا کی۔ اور **ابو عبیدہؓ** کے سپاہیوں کو نکاح سے روکنے پر بہت روئے۔ زمین پر بیٹھ گئے۔ اور اس کا جواب فوراً دیا جس میں کامیابیوں پر خوشی کا اظہار تھا۔ لیکن اس میں اجازت تھی کہ لشکر پر اس قدر سخت نہ ہو جنھوں نے اسلام کے لئے اس قدر تکلیف اٹھائی ہے۔ اُن کو آرام و راحت لینے اور جو حاصل کیا ہے اس سے منتفع ہونے دیجئے۔

آپ نے یہ بھی لکھا کہ جن کی بیبیاں نہیں ہیں وہ وہاں نکاح کر سکتے ہیں۔ اور جن کی خواہش لونڈیوں کی ہو وہ جس قدر چاہیں خرید کر لیں۔ ہر گاہ اصل لشکر بعد لینے **انطاکیہ** کے آرام میں تھا۔ **خالد** نے تھوڑے لشکر کے ساتھ دریائے **فرات** کے کنارے تک صاف کیا۔ **ممبیج** (قدیم ہیرا پولس) اور **بیراہ** اور **بلبیس** کو اور بھی دوسری جگہوں کو لے لیا۔ اور یہ سب معاہدہ کی رو سے دخل میں در آئے۔ اور ایک لاکھ اشرفی سالانہ خراج مقرر کیا۔

ابو عبیدہؓ نے شام کے پہاڑوں کے فتح کرنے کا قصد کیا۔ اور اپنے لشکروں کے افسروں سے مشورہ لیا لیکن کسی نے جرأت نہیں کی۔ یہ پہاڑ ناہموار۔ اور اکثر برف سے ڈھکے رہتے تھے۔ اور لشکر پر سرد آب و ہوا اور شام کے عیش کا اثر ہونے لگا۔ آخرش ایک امیدوار اس کام کے لئے جس کا نام **میسرہ** ابن مسروق تھا حاضر آیا۔ بہت چیدہ آدمی ان کو دیئے گئے۔ اور ایک سیاہ جھنڈا جس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا تھا حوالہ کیا گیا۔ **وامسر** ہی ایک ہزار حبشی غلاموں کے ساتھ اسی کے ساتھ چلا۔ ان لشکروں

کو پہاڑ کی سرد آب وہوا سے جس کے وہ عادی نہ تھے نہایت ایذا پہونچی۔ اور پہاڑی بلند بھی تھوڑے ہونے کے باعث مسلمانوں کی جماعت دیکھ کر بھاگ گئے۔ ایک ان میں سے قید ہو گیا جس نے خبر دی کہ بہت بڑا قیصر کا لشکر فلاں درے میں تین میل کے فاصلہ پر تمہارا منتظر ہے۔ ایک جاسوسی بھیجنے سے اس کی تصدیق ہوئی۔ اس پر انہوں نے اپنے کو مورچہ بند کیا۔ اور ایک تیز قاصد ابو عبیدہؓ کے پاس واسطے اطلاع اپنی خطرناک حالت کے روانہ کیا۔

قاصد ایسا تیز آیا کہ پہونچتے ہی بیہوش ہو گیا خالدؓ جو ابھی اپنے لب فرات کے فتوحات سے پھر آئے تھے۔ فوراً ہی میسرہ کی مدد کو تین ہزار آدمیوں سے دوڑے۔ عیاض ابن غنم بھی ان کے پیچھے روانہ ہوئے۔

خالدؓ نے میسرہ کو مایوسی کے ساتھ مقابلہ کرتے دیکھا۔ کیونکہ دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی مسلمانوں کا امدادی لشکر خالد کے تحت میں دیکھ کر یونانی اپنے خیمہ گاہ کو واپس گئے اور وہاں سے خیمہ چھوڑ کر رات ہی کو فرار ہوئے اور عبداللہ بن حذیفہ کو کہ نزدیکی قرابت مندوں سے حضرت صلعم کے تھے یعنی ابن عم تھے۔ اور حضرت عمرؓ کے بڑے دوست تھے۔ قید کر کے لے گئے۔ اور فوراً قیصر ہرقل کے پاس قسطنطنیہ روانہ کیا مسلمان دشمن کا تعاقب ان پہاڑوں میں نہ کر سکے۔ اور اُن کا خیمہ لوٹ کر اپنے خیمہ گاہ میں واپس آئے

جب خلیفہ عمرؓ کو عبداللہ کی گرفتاری کا حال معلوم ہوا۔ نہایت صدمہ ہوا۔ اور فوراً ایک قاصد قیصر ہرقل کے پاس قسطنطنیہ روانہ کیا۔ اور اس مضمون کا خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سب تعریف اللہ کو ہے جو اس جہان کا مالک ہے۔ اور اُس جہان کا کہ آویگا جس کا نہ بیٹا ہے نہ جورو۔ اور درود ہو محمدؐ پر کہ پیغمبر ہیں منجانب عبداللہ عمر بن الخطاب بنام ہرقل قیصر یونانیاں جیسے ہی یہ خط پاؤ مسلمان قیدی عبداللہ ابن حذیفہ کو میرے پاس بھیجنے میں باز نہ آؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے ہم دعا کرتے ہیں اللہ تم کو راہ راست پر رکھے

اگر اس کی تعمیل نہ کرو گے ہم تمہارے پاس آدمی بھیجینگے کہ مثل تاجروں کے ہیں اور اللہ کے ڈر سے پیٹھ نہیں پھیرتے جو لوگ راہ راست پر چلیں ان کو عافیت ہو۔

اسی اثنا میں قیصر نے اس قیدی کی بڑی تعظیم کی تھی اور چونکہ عبداللہ آپ صلعم کے چچا کے بیٹے تھے۔ اس لئے قسطنطنیہ کے لوگوں کو نہایت تعجب ہوا قیصر کی بڑی استدعا تھی کہ وہ صلیب کی طرف کچھ پرستش کریں۔ اگر مذہب عیسائی قبول کریں تو اُن کو بہت انعام دیا جائیگا۔ لیکن اُنھوں نے دونوں سے انکار کیا۔ ہرقل نے تب ایسا سلوک کرنا ترک کیا۔ اور تین روز تک ایک مکان میں جس میں سؤر کا گوشت اور شراب تھا بند کیا۔ اور کچھ کھانے کو نہ دیا لیکن چوتھے روز وہ سب چیز اسی طرح پائی اس سے زیادہ عبداللہ کی آزمائش نہ کی گئی۔ چونکہ خلیفۂ وقت کا خط پہونچا۔ اور اس کا اثر بھی ہوا۔ عبداللہ بن حذیفہ بہت انعام کے ساتھ رہا کئے گئے۔ اور قیصر نے ایک بڑے مقدار کا ہیرا حضرت عمر کو تحفہ بھیجا جس کی قیمت مدینہ کے جوہری نہ لگا سکے متقی عمر نے اس کے استعمال سے انکار کیا۔ اگرچہ اوروں کو اجازت دی۔ وہ بیت المال میں رہا اور کچھ دن بعد بہت دام سے بکا ایک قصہ مسلمانوں کی تواریخ میں درج ہے لیکن کسی عیسائی تواریخ میں اس کا نشان نہیں ہے۔ ایسا کہا جاتا ہے کہ قیصر ہرقل اگرچہ اسلام نہیں لایا لیکن اس کو اسلام سے عقیدہ تھا۔ کیونکہ اس کو درد سر رہتا تھا۔ اور کسی دوا سے اچھا نہ ہوا لیکن خلیفہ عمرؓ نے اس کے پاس ایک ٹوپی بھیجی جس کے پہننے سے اس کو درد نہیں ہوتا تھا۔ اور جب اس نے اُس ٹوپی کو اُدھڑوایا تو اس میں ایک کاغذ پایا جس پر لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وہ ٹوپی عیسائیوں میں برابر رہی لیکن جب کہ خلیفہ معتصم نے کسی عیسائی قلعہ کا محاصرہ کیا تو اس ٹوپی دینے کی شرط پر محاصرہ اٹھا لیا گیا اور اس میں وہ اثر ہنوز باقی تھا۔

فصل بارہویں

اس تواریخ کی مخاطبت اب دوسری طرف پھرتی ہے۔ اور عمرو ابن العاص کی کامیابیوں

کا حال درج کیا جاتا ہے۔ جن کے علاقہ بعد قبضۂ یروشلم کے خلیفہ عمرؓ نے ملک مصر کی فتوحات سپرد کی تھی۔ عمرو عاص فوراً ہی روانہ نہ ہوئے۔ بلکہ بیت المقدس کی بعض جگہوں کے قبضہ میں مصروف رہے۔ جو ابھی تک قیصر ہرقل کا علاقہ شمار کیا جاتا تھا۔ ذاتی مذہبی سادگی پر مسلمانوں کے کسی قدر شام کی آسائشوں کا ضرر پہونچا۔ بعض مسلمان افسروں نے بوجہ سردی ہو جانے کے کچے انگور کھانے سے ایک پُرفریب عیسائی کے مشورے سے علانیہ شراب پی۔ اُس نے دوا کے بہانے سے پلایا۔ یہاں کہ وہ نشہ میں ہنگامہ کرتے ہوئے عمرو بن العاص کے پاس پہونچے۔ جو سزا حضرت علیؓ نے شراب کے لئے تجویز کی تھی اور حضرت عمرؓ نے جاری کی سب کو دی گئی۔ اس سے شراب خواری موقوف ہوئی لیکن اس عیسائی سے اس قدر ناخوش ہوئے کہ اُس کو مار ڈالتے۔ اگر وہ معاہدے کی رو سے مسلمانوں کی پناہ میں نہ ہوتا۔ عمرو بن العاص اب شہر قیساریہ کی طرف بڑھے۔ جہاں قسطنطین قیصر کا بیٹا بڑے لشکر کے ساتھ تھا۔ مسلمانوں کے خیموں میں عیسائی حکام نے جاسوسی بھیجے۔ یہ عیسائی عرب تھے جن میں کوئی تمیز نہیں کر سکتا تھا۔ ان میں ایک شخص آگ کے پاس بیٹھا تھا۔ جب اٹھنے لگا اس کا دامن پیر کے نیچے پڑ گیا۔ اور وہ گر گیا۔ جب گرنے لگا تب اُس نے کہا کہ قسم مسیح کی قریب والے نے یہ سُن کر سمجھا کہ یہ عیسائی جاسوسی ہے۔ اور اس کو مار ڈالا۔ جب امیر عمرو بن العاص کو یہ خبر معلوم ہوئی۔ انھوں نے ملامت کی کہ کیوں مارا۔ اُس سے دشمن کے لشکر کا حال معلوم ہوتا۔ اور سمجھایا کہ آئندہ جو ایسا شخص پکڑا جائے۔ میرے پاس لاؤ۔ قسطنطین کا خوف مسلمانوں کے لشکر کے قریب آنے سے بڑھتا گیا۔ اور اب اُس نے ایک عیسائی پادری عمرو بن العاص کے پاس بھیجا۔ کہ کوئی شخص مسلمانوں سے آکر ہم سے گفتگو کرے۔ ایک حبشی نے جن کا نام بلال ابن رباح تھا ایلچی ہونا چاہا۔ یہ ایک شخص قوی ہیکل اور بھاری آواز کے آدمی تھے۔ اور آں حضرت صلعم نے ان کو مؤذن مقرر کیا تھا۔

چونکہ آپ صلعم کے ساتھ زندگی میں یہ کام کیا تھا۔ بعد وفات آپ صلعم کے اس کام کو ترک کیا۔ صرف ایک مرتبہ جب عمر یروشلم میں تھے تو انھوں نے نماز کے وقت اذان پکاری تھی جس کو سن کر یہود متعجب ہوئے عمرو بن العاص نے انکار کرنا چاہا تھا لیکن بلال رضؓ کے اللہ اور رسول کا واسطہ دینے سے انھوں نے جبراً منظور کیا جب بلالؓ اس پادری کے ساتھ چلے اس نے نفرت سے دیکھا اور کہا کہ قسطنطین نے گفتگو کے لئے کسی افسر کو طلب کیا ہی نہ کہ غلام حبشی کو۔ لیکن بلال رضؓ نے اصرار کیا۔ اور جب قسطنطین نے اپنے دربار میں ان کو داخل ہونے نہ دیا۔ اس لئے مایوس ہو کر پھرے۔ عمرو عاص کا قصد ہوا کہ خود جاویں۔ عیسائی خیمہ گاہ کی طرف جانے سے اُن کو قسطنطین کی بارگاہ میں لے گئے۔ عمرو نے اُس کو تخت پر بیٹھا پایا۔ ان کے واسطے کرسی منگوائی گئی لیکن اُس کو کنارے کر کے فرش پر چار زانو بیٹھ گئے۔ اور تلوار کو زانو پر اور نیزے کو گھٹنے کے نیچے رکھا۔ جو گفتگو ہوئی اُس کو امام اور قاضی بغداد الواقدی نے اپنی تواریخ میں فتوح الشام میں مفصل لکھا ہی۔ قسطنطین نے عربوں کی حملہ آوری پر ملامت کی۔ اور عمرو عاص سے کہا کہ رومی یونانی اور اہل عرب بھائی ہیں کہ سب نوح کی اولاد سے ہیں۔ اگرچہ صحیح ہی کہ عرب نیچے ہیں کہ اسمعیل بن ہاجرہ کی اولاد سے ہیں جو لونڈی تھیں۔ تاہم بھائی ہیں۔ اور آپس میں لڑنا بڑا گناہ ہی۔ عمرو عاص نے جواب دیا کہ جو کچھ قسطنطین نے کہا سچ ہی۔ اور عرب اسمٰعیل ع کے اولاد ہونے کا خوشی سے اقرار کرتے ہیں۔ اور یونانیوں کے مورث اعلیٰ الیسوع سے عداوت نہیں کرتے جس نے اپنے حق اولاد کو حلوے کے بدلے بیچا۔ اور یہ بھی ہی کہ اُن سے تفرقہ مذہب کا ہی جس کے باعث سے اپنے بھائی میں لڑائی ہو سکتی ہی۔ عمرو عاص نے کہا کہ نوح نے بعد طوفان کے ملک کو اپنے تینوں بیٹوں کے درمیان تقسیم کیا۔ سام و حام و یافث اور ملک شام سام کو دیا۔ کہ اُن کی اولاد میں قحطان تک آیا۔ اور اُن سے جودیا تک آیا۔

اور اُن سے الملک جو الملکی عرب کے مورث تھے لیکن عربوں کو اُن کے موروثی ترکہ
سے شام کے باہر کر کے ریگستان میں عرب کے نکال دیا عمرو نے کہا کہ اب ہم سابق
موروثی دعوے کی رو سے آئے ہیں۔ اب تم عرب کا ریگستان کانٹا اور سنگستان لو۔ اور
ہم کو شام کا زرخیز ملک دو۔ اس پر قسطنطین نے کہا کہ تقسیم تو طے ہو چکی۔ اور عرصہ گزرنے
سے اور قبضہ رہنے سے اُس کا استحکام ہو گیا۔ اور حال کے باشندوں نے کتنے درخت
اور شہر آباد کئے پس جس کے حصہ میں جو پڑ گیا اس پر شاکر رہنا چاہیے عمرو عاص نے
کہا کہ دو شرطیں ہیں جس سے حال کی حالت قائم رہ سکتی ہے۔ ایمان لاؤ یا جزیہ دو جیسا
سب کافروں سے مشروط ہے۔ قسطنطین نے کہا ایسا نہ ہو گا۔ عمرو عاص اس پر کھڑے
ہو گئے۔ اور کہا کہ ایک شرط اور رہی۔ چونکہ تم ہمارے شرائط سے انکار کرتے ہو جیسا تمہارے
مورث یسوع نے اپنی ماں سے انکار کیا تو اللہ تعالےٰ اور تلوار کو ہمارا فیصلہ کرنے دو
اور جیسے ہی وہ واپس چلنے لگے۔ اُنھوں نے یہ بھی کہا کہ جب تک تم کافر ہو تم کو ہم ہمسایہ
نہیں سمجھتے تم یسوع کی اولاد ہو اور ہم اسمٰعیل کی جن کی صلب میں مورث اعلےٰ آدم سے
پیغمبری برابر چلی آئی۔ یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئی۔ اسمٰعیل اپنے باپ کی
اولاد میں سب سے بہتر تھے۔ اُن سے قوم کنانہ ہوئے جو عرب کی قوموں میں سب سے
بہتر ہیں۔ اور خاندان قریش قوم کنانہ میں سب سے بہتر ہے۔ اور بنی ہاشم خاندان قریش میں
سب سے بہتر ہیں۔ اور عبدالمطلب ہاشم کی اولاد میں سب سے برگزیدہ ہیں اور
اُن کے تیرہ بیٹوں میں خواجہ عبداللہ سب سے منتخب تھے جن کے اکلوتے بیٹے محمد صلعم
تھے۔ اور جن کو پیغمبری جبرئیل نے پہونچائی۔

یہ گفتگو اس طرح ختم ہوئی اور عمرو عاص اپنے لشکر میں آئے۔ فریقین کے لشکر
مقابل ہوئے لیکن کسی نے جنگ شروع نہیں کی۔ ایک روز ایک افسر نہایت عمدہ لباس
پہنے عیسائی لشکر سے آگے آیا۔ اور فرادا لڑائی چاہی۔ اکثروں نے مقابلہ کرنا چاہا۔

لیکن عمروعاص نے کہا کہ جس کو غنیمت کا لالچ ہو وہ قصد نہ کرے بلکہ صدق دل سے لڑے جو شخص اللہ کی محبت میں مارا جائیگا۔ اُس کے لئے بہشت ہی لیکن جو اور کسی ارادے سے لڑیگا وہ مارا جائیگا۔ اور وہ چیز بھی اُس کو نہ ملے گی۔ ایک شخص یمن کا آگے بڑھا جس نے کہا کہ ہم یہ لڑائی شاہم کی دولت یا آسائش دنیا کے واسطے نہیں کرتے بلکہ اللہ اور رسول صلعم کے واسطے کرتے ہیں۔ اس کی ماں اور بہن نے اُس کو اس خطرناک ارادہ سے گھر ہی پر باز رکھا تھا لیکن اُس نے کہا کہ اگر ہم اللہ کی راہ میں مارے جائینگے تو شہید ہونگے! اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ شہید ہمیشہ کے واسطے زندہ ہیں لیکن سمجھانا نے کا رسمجھ کر اس کی ماں اور بہن میدان جنگ تک ساتھ آئی تھیں۔ جب وہ عیسائی افسر کے مقابلے کو چلا تب بھی وہ روکتی تھیں۔ لیکن وہ رخصت ہو کر مقابل ہوا۔

وہ دشمن میں گھس پڑا لیکن فوراً ہی شہید ہو گیا۔ اُس کے پیچھے کے آدمی آئے اور شہید ہوتے گئے۔ تب شرجبیل بن حسنہ بڑھے۔ سابق کی طرح ان کا جسم بہ سبب کثرت رونے اور تقوٰی کے لاغر ہو گیا تھا۔ اور ضعیف تھے۔ تھوڑی لڑائی کے بعد وہ عیسائی اُن پر غالب آیا۔ اور جیسے ہی اُن کا سینہ چاک کرنا چاہتا تھا۔ کہ اُس کا ہاتھ کٹ گیا شرجبیل کو اپنے رہا کرنے والے پر نہایت تعجب ہوا۔ کیونکہ وہ یونانی لباس میں تھا۔ اور یونانیوں کے زمرے سے آیا تھا۔ اُس نے اپنے کو طلیعہ ابن قوالد بنایا۔ جو سابق میں کاذب دعویدار تھا۔ اور مسیلمہ کا بڑا دوست تھا۔ اُس کے مرنے کے بعد جھوٹے دعوے کا اُس کو افسوس ہوا۔ اور دل سے مسلمان ہو گیا۔ اور اسلام میں کارنمایاں کرنا چاہا۔

شرجبیل نے کہا۔ اے بھائی اللہ کی رحمت نہایت وسیع ہی۔ اور ندامت تمام گناہوں کو دھو دیتی ہی۔ شرجبیل نے اُس کو مسلمانوں میں لیجانا چاہا۔ لیکن طلیعہ کو تامل ہوا اور آخر ش اقرار کیا کہ اس کے پہلے ہی لشکر اسلام میں جا ملتا۔ لیکن خالد سے ڈرتا تھا جنھوں نے مسیلمہ کو مارا کہ اُس کو بھی کہیں نہ مار ڈالیں شرجبیل نے کہا کہ خالد

یہاں نہیں ہیں۔ اور اس کو عمرو کے پاس لے گئے جنھوں نے اس کے ساتھ محبت کی۔ اور ایک خط خلیفۂ وقت کے نام سے دیا جس میں اُس کی کارگزاریوں کا بیان تھا وہ اُس کے بعد مسلمانوں کے لشکر میں فارس والوں کے مقابلے کو بھیجا گیا۔ ہوا اسرداور پُرشور ہونے سے اور عیسائیوں کو برابر شکست ہونے سے اُن کے دل چھوٹ گئے۔ اور روزانہ لشکر سے بھاگنا شروع کیا قسطنطین کو اپنے ایسے دل شکستہ لشکر کے ساتھ جس کی تعداد روزانہ گھٹتی گئی۔ ایسے دشمن سے مقابلہ کرنا جن کی تعداد روزانہ بڑھتی جاوے نہایت دشوار ہوا۔ اس لئے اُس نے ایک طوفان کی شب میں اپنے خیمہ کو چھوڑ کر جس کو مسلمانوں نے لوٹا۔ اپنے لشکر کے ساتھ قیساریہ میں بھاگا۔ اور شہر کے اندر اپنے کو مقید کیا عمرو عاص نے تعاقب کیا۔ اور قیساریہ کا محاصرہ قریب ہی شروع کیا۔ لیکن شہر پناہ نہایت مستحکم اور قلعہ کا لشکر بہت تھا۔ اور قسطنطین کو امید تھی کہ وقت پر امدادی لشکر بھی آجائیگا لیکن مابعد کے شکست کی خبروں نے اُس کا دل توڑ دیا۔ اور یہ شکست بھی یوقنا کے مکر کے باعث سے ظہور میں آئی۔ بعد قبضۂ انطاکیہ کے یوقنا اپنے دوسو نومسلموں کے ساتھ طرابلس شام کے بندرگاہ میں آیا جو بحر روم (میڈی ٹرینین) کے کنارے پر ہے۔ لیکن عیسائی لباس میں تھا۔ عیسائیوں نے اپنا ہی خواہ سمجھ کر جگہ دی۔ اُس نے شہر پر دھوکے میں قبضہ کر لیا۔ اور عیسائی جھنڈا اتار دیا۔ اور ابو عبیدہ کو خفیہ خبر دی۔ اس وقت ایک بیڑہ جہازوں کا حربیہ جنگ سے لدا ہوا جزیرۂ قبرس اور کریٹ سے قسطنطین کے لئے آیا تھا قبل اس کے کہ ان کو اس حال سے خبر ہو۔ یوقنا نے اس پر قبضہ کر لیا۔ اور مسلمانوں کے لشکر کے حوالہ کیا۔

یوقنا اب جہاز پر سوار ہو کر نوسو آدمیوں کے ساتھ طائر کی بندرگاہ میں پہونچا۔ اور عیسائی جھنڈا دکھا کر ظاہر کیا کہ اُس کو قسطنطین کی مدد کے واسطے قیصر نے بھیجا ہے۔ وہاں کے حاکم نے اس کو عزت کے ساتھ اتارا۔ اور یوقنا چاہتا تھا کہ رات کو قلعہ کے

لشکر پر شبخون مارے لیکن اُسی کے ایک شخص نے اس مکر کو ظاہر کر دیا۔ اور یوقنا اور اُس کے ساتھی گرفتار ہو گئے۔

اسی درمیان میں یزید بن ابی سفیان جو دو ہزار آدمیوں سے قیساریہ کی طرف گئے تھے لیکن عمرو عاص کو قبضہ میں لانے کے واسطے چھوڑا تھا۔ طائر کے اطراف میں بہ امید قبضہ یوقنا کے آئے حاکم طائر نے ان کی مختصر جماعت دیکھ کر قلعہ کے لشکر سے حملہ کیا شہر والے تماشا دیکھنے کو شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ گئے۔

یوقنا نے قسمتوں سے عیسائی افسر کو جو اسلام کی طرف رجوع تھا۔ اور اُس کی حفاظت کے لئے تعینات تھا ملالیا۔ اس کا نام باصل تھا۔ اور اس خبر کو کسی جاسوس کے ذریعہ سے یزید بن ابی سفیان کو کہلا بھیجا۔ ہرگاہ مقابلہ والا لشکر کبھی نہیں لڑا تھا۔

ہنوز لڑائی شروع نہیں ہوئی تھی کہ یوقنا اور اُن کے ساتھیوں کو باصل نومسلم نے رہا کرادیا۔ اور سلح خانہ کی طرف لے گیا جہاں سب کے سب ہتھیار بند تھے۔ اور متفرق سمت میں چلے گئے۔ اور بعضوں نے گلی کو روکا اور لا الٰہ الا اللہ اور اور اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ اور دوسروں نے اُس راستے پر دیوار کے جگہ کی جہاں سے اکیلے لوگ اُترتے تھے اور کچھ لوگ بندرگاہ کی طرف گئے جہاں لوگ جہاز سے اُتر کر اُن کے ساتھ چلے۔ اور دوسروں نے دروازہ کھولدیا۔ اور یزید بن ابی سفیان کے لشکر کو شہر میں داخل ہونے دیا۔ یہ سب کام دفعتہً ہوئے۔ اور بہت جگھوں میں پیش آئے۔ اور ایسے موقع سے کئے گئے کہ فوراً تمام شہر مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔ اکثر شہر والوں نے اسلام قبول کیا۔ اور بقیہ تہ تیغ ہوئے۔ اور غلامی میں در آئے۔ طرابلس شام اور طائر کے ضائع ہونے کی خبر سے اور جہاز کے قبضے میں آجانے سے شہزادہ قسطنطین کا دل ٹوٹ گیا۔ اور ڈر سے کانپنے لگا۔ اس کو ایسا معلوم ہوا کہ گویا عمرو عاص اور اُن کا لشکر شہر میں داخل ہو گیا اور اپنے باپ کی اقتدا کی یعنی قیصر (قیساریہ) سے مع عیال و اطفال اور خزانہ کے

قسطنطنیہ (روم جدید) کو روانہ ہوا قیساریہ کے آدمیوں نے ایک صبح یہ دریافت کر کے کہ اُن کا شہزادہ رات کو فرار ہو گیا مسلمانوں کی اطاعت کر لی۔ اور قیصر کا کُل خزانہ حوالہ کر دیا! اور دو لاکھ روپیہ سالانہ اپنی جان کی حفاظت کے لئے دینا قبول کیا۔ اور اُن کی شرائط کو عمرو عاص نے بہ سبب مصر کی روانگی کے قبول کر لیا۔ اور قیساریہ کی اطاعت سے اور شہروں نے بھی اطاعت کر لی۔ اور اس طرح چھ برس کی لڑائی کے بعد مسلمانوں نے شام کے فتوحات کو پورا کیا یعنی حضرت عمرؓ کی خلافت کے ۵ سنہ میں او قیصر ہرقل کے ۲۹ سنہ جلوس میں اور ۱۸ سنہ ہجری میں اور ۶۳۹ء میں۔

اس فتحیابی کی تکمیل کے بعد دیار شام میں طاعون یعنی وبا آئی۔ اور شام کے بہت لوگ ہلاک ہوئے۔ اور ان کے ساتھ پچیس ہزار مسلمان عرب اُن کے فاتح بھی ہلاک ہوئے جن میں ابو عبیدہؓ سالار لشکر اپنی عمر کے اٹھاون برس میں۔ اور یزید بن ابی سفیان اور شرجبیل اور ضرار اور یوقنا اور رواس ابوالحول بھی تھے۔ اس سبب سے یہ سن سنۃ الفوت کہلایا۔

یزید بن ابی سفیان اس زمانے میں حاکم دمشق تھے۔ اور ان کے ساتھ ان کے بھائی امیر معاویہ بن ابی سفیان بھی تھے۔ یزید بن ابی سفیان کے انتقال سے امیر معاویہ حاکم دمشق ہوئے۔ اور اس کے بعد تمام شام کے حاکم تھے۔ شام کے فتوحات کے ختم کرنے میں اُس کے سبب سے اعلیٰ فاتح خالد بن الولید کا خاتمہ بھی قابل تحریر ہے۔ وہ حضرت عمرؓ کے کبھی عزیز نہ ہوئے بلکہ آپ ہمیشہ فضول خرچ غیور غنیمت کے شائق۔ اور سالاری کے ناقابل سمجھا کئے۔ خالد بن الولید کا عراق اور شام میں ایسے چمکیلے فتوحات حاصل کرنا اور اس بزرگی سے حضرت ابو عبیدہ کی اطاعت کرنا۔ اور اس کے بعد بھی خلوص اور جوش کے ساتھ لڑنا۔ اور جہاد کرنا حضرت عمرؓ کو نرم کرنے کا ذریعہ نہ ہوا۔

حمص کی فتح کے بعد ہر طرف سے حضرت خالدؓ بن الولید کو مثل فاتح کے مبارک باد پہونچنے لگی۔ کیونکہ وہ شہر فقط آپؓ ہی کی کوشش سے فتح ہوا۔

ایک عربی شاعر (اسکوس)، نے اُن کی شان میں قصیدہ لکھا۔ اور شام کی کُل فتوحات کا بانی آپؓ کو ٹھہرایا خالد بن الولید نے اس صلہ میں اس کو تین ہزار

روپے انعام دیئے۔ جب حضرت عمرؓ کو اس بات کی خبر ملی۔ آپ بہت ناخوش ہوئے اور شک کیا کہ خالدؓ نے مالِ غنیمت کو خفیہ تصرّف کیا۔ اور اگر تصرّف بھی نہ کیا۔ اور واقعی اُن کا خاص حصہ ہوتا ہم اس قدر خرچ بے وجہ کرنا اصراف ہوا جس کی ممانعت قرآن میں ہی۔ اور یہ کام اللہ کے حکم کے خلاف ہوا۔

حضرت عمرؓ نے ایک مجمع اس کی تحقیقات کے واسطے متعین کیا اور اُن کو لشکر سے بالکل معطل کیا۔ بعد تحقیقات کامل کے تصرّف کرنا بالکل بے بنیاد ٹھہرا۔

اور اس سے اہلِ لشکر کو نہایت صدمہ ہوا لیکن خلیفہ عمرؓ نے لکھا کہ ہم نے خالدؓ کی سزا بہ سبب فریب اور جھوٹ کے نہیں کی ہی۔ بلکہ فضول خرچی کے باعث سے کی۔ کہ اُنھوں نے شاعر کے صلے میں کی۔ نیک و بد اللہ کی طرف سے ہوتا ہی۔ خالد کے لئے نہیں ہوتا۔ اس بے عزتی سے خالدؓ کا دل بالکل شکستہ ہوگیا۔ اور حال کی لڑائی کی مصیبتوں اور زخم سے کمزور ہو گئے تھے۔ اور آپؓ نے رفتہ رفتہ اسی میں انتقال کیا لیکن انتقال کے وقت نہایت افسوس کرتے تھے۔ کہ میدان جنگ میں کیوں نہ مرے لیکن اُنھوں نے ایسا نیک نام چھوڑا کہ ہمسایہ میں ہر دل عزیز تھا۔ اور سپاہیوں میں اُس کی ایسی عظمت تھی کہ جیسے دیوتاؤں کی ہوتی ہی۔ اُن کی قبر پر اُن کی قوم کی عورتوں نے بال ترشوائے۔ جس سے اُن کا غم ظاہر ہوتا ہی۔ جب حضرت عمرؓ کو خالد کے انتقال کے بعد معلوم ہوا کہ اُنھوں نے سوائے ایک گھوڑے اور حربہ جنگ اور ایک غلام کے کچھ نہ چھوڑا۔ آپ نے اپنی غلطی پر تاسّف کیا۔ اور خالد کی قبر پر بہت روئے

جب خالدؓ یمن کی طرف لڑائی میں گئے تھے۔ کفّار نے زہر کی بوتل بھیجی کہ شہد ہی اور آپ نے شہد کہہ کر نوش فرمایا۔ اور واقعی شہد ہوگیا۔ لانے والا یہ تصوّف دیکھ کر مسلمان ہوگیا۔

فصل تیرھویں

مسلمانوں کے مذہبی جوش اور تقدیر پر بھروسا کرنے کی دلیل یہ بھی ہے کہ انھوں نے فرعون کے کیسے وسیع ملک یعنی مصر پر پہلے پہل صرف پانچ ہزار آدمیوں سے حملہ کیا۔ خلیفۂ وقت جنھوں نے اس حملہ کی تجویز کی تھی خود ہی اپنی غلطی پر منفعل تھے۔ یا یہ حضرت عثمان کا مشورہ ہو لیکن آپ نے امیر عمرو عاص کو خط لکھا کہ اگر تم ملک مصر میں نہ داخل ہوئے ہو تو پھر آؤ۔ اور اگر داخل ہو گئے تو اللہ پر بھروسا رکھو ہم مدد روانہ کرتے ہیں۔

جب اس خط کا لیجانے والا اُن کے لشکر میں پہونچا تو ملک شام ہی کی حد میں تھے لیکن کسی طرح اس خبر کے معلوم ہونے سے یہ جنگجو سالار نہ ٹھہرے۔ بلکہ روانہ ہو کر ملک مصر کے موضع ارتش میں پہونچے۔ اور دریافت کیا کہ یہ کس حد میں ہے۔ اور جواب ملنے سے کہ ملک مصر میں ہے آپ وہاں ٹھہر گئے۔ اور خلیفۂ وقت کے اس خط کو پڑھا۔ آپ نے کہا کہ اب خلیفۂ وقت کے حکم کی تعمیل کرینگے۔ پہلی جگہ جس کو آپ نے محاصرہ کیا۔ فراوق (پلوسیم) تھی جو بحر روم کے کنارے پر اُس گردن زمین میں واقع ہے۔ جو بحر روم کو خلیج عرب سے جُدا کرتا ہے۔ اور مصر کو عرب اور شام سے ملاتا ہے۔ اس لئے وہ جگہ مصر کی کلید سمجھی جاتی تھی۔ ایک مہینہ کے محاصرے کے بعد امیر عمرو عاص اس پر قابض ہو گئے آپ نے اطراف کے ملک کو پیش بینی کے ساتھ دیکھا۔ اور ایک نہر درمیان بحر روم (میڈی ٹیرنین) اور بحر احمر (ریڈ سی) کے بنانے کی تجویز کی تھی۔ جہاں اب نہر سویز ہے لیکن خلیفہ عمر نے اس وجہ سے ناپسند کیا کہ شاید عیسائی قومیں بحری حملے ملک عرب پر اس کے ذریعہ سے نہ کریں۔ عمرو عاص اب مصر کی طرف جس کو قدیم ممفس کہتے تھے۔ اور قدیم مصر کے بادشاہوں کی جگہ تھی روانہ ہوئے۔ یہ شہر اُس وقت سوائے اسکندریہ کے سب سے مستحکم قلعہ تھا۔ اور اپنی قدیم خوبصورتی پر ہنوز حاوی تھا۔ یہ شہر دریائے نیل کے

مغربی جانب کو ایک مثلثی جزیرے پر مینارہ سے کسی قدر پورب کو واقع تھا۔ اس کا قلعہ نہایت ہی قوی تھا۔ اور اس میں بڑا لشکر رہتا تھا۔ اور اسی کے چاروں طرف کھائی تھی جس میں کانٹے اور منجیں حملہ آوروں کو روکنے کے لئے پھینکی گئی تھیں عرب کے لشکروں میں انجن وغیرہ جو مستحکم جگہوں پر حملہ کرنے کے واسطے درکار ہے۔ نہ تھا۔ اس لئے وہ صرف گھیر لیتے تھے۔ اور جنس کی آمد و رفت موقوف کر دیتے اور قلعہ کا لشکر جب گھیر لیتا اس کو تباہ کر دیتے۔ اور اس طرح سے قلعہ کے لشکر کی تعداد گھٹاتے۔ اور بھوکے مارتے یہاں تک کہ وہ اطاعت میں درآتے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان کو محاصرہ کرنے میں عرصہ گزر جاتا۔ اس مصر کا محاصرہ سات مہینے تک رہا جس میں درمیان میں عمرو کا لشکر چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں بہت گھٹ گیا۔ اس محاصرہ کی انتہا میں ان کے پاس لکھنے پر چار ہزار آدمیوں کی مدد خلیفۂ وقت کے پاس سے آئی۔ تاہم ان کا لشکر قبضہ کرنے کے واسطے ناکافی تھا اگر مقوقس حاکم شہر مسلمانوں سے نہ مل جاتا۔ (اخلاق)۔

یہ شخص جو اصل میں قبطی خاندان سے نہ تھا عیسائی منافق تھا۔ اور قبطیوں کی طرح وہ یعقوبی نصرانی تھا۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے قائل نہیں ہیں۔ اس نے قیصر ہرقل کا اعتماد پیدا کرنے کے لئے اپنے مذہب سے علیحدگی اختیار کی اور اسی باعث سے وہاں کا حاکم ہوا۔ وہاں کے اکثر باشندے یعقوبی عیسائی تھے۔ اور اپنی یونانی ہمسائے سے کہ کیتھولک تھے بڑی مخالفت رکھتے تھے۔ مقوقس نے اپنی حکومت کے زمانے میں ٹکس اور جزیہ کے ذریعہ سے بہت خزانے فراہم کئے۔ اور اب قیصر کا اختیار تنزل میں دیکھ کر اس کو تصرف کا موقع ملا۔ اس نے مسلمانوں کے سردار سے خفیہ خط و کتابت کی اور عہد لیا کہ ہمارا خزانہ ہم کو ملے تو ہم اس ملک کو تمہارے اختیار میں دے دیتے ہیں۔ اس لئے وہ اپنا بہت خزانہ شہر سے دریائے نیل کے ایک جزیرے میں لے گیا۔ عمرو نے نئے لشکر کے ساتھ اس قلعہ پر حملہ کیا۔ اور قبضہ کر لیا۔ کیونکہ قبطیوں نے مدد نہ کی۔ عیسائی مسلمانوں کا

جھنڈا قلعہ کی دیوار پر دیکھ کر گھبرائے - اور سمجھے کہ سب ہاتھ سے نکل گیا - اور جہاز پر فرار ہوئے
اس پر حاکم نے شرط کر کے اطاعت کر لی - سالانہ جزیہ فی کس دو روپیہ کُل باشندوں پر
مقرر ہوا - اور بڈھے اور سولہ برس کے اندر کے لڑکے اور عورتیں مستثنیٰ کی گئیں - اور یہ بھی
مشروط ہوا کہ مسلمانوں کی رسد کا بندوبست بقیمت رہے - اور یہ کہ اسکندریہ کی راہ پر تمام
پل بنا دیں - اور یہ بھی مشروط کیا گیا کہ کوئی مسلمان مسافر جو آوے اُس کی تواضع تین
روز تک بلا مزدور ہے -

مقوقس کو اُس کا خزانہ دیا گیا - اُس نے التجا کی کہ قبطیوں کو ساتھ رکھا جائے اور
یونانیوں سے نفرت اور ان پر تشدد کیا جائے - اُس نے مرنے کے وقت بھی وصیت کی
کہ اُس کی قبر سینٹ یحییٰ کے گرجے میں اسکندریہ میں بنائی جاوے -

عمرو عاص نے کہ مصلحت اور شجاعت دونوں رکھتے تھے یعقوبی عیسائیوں کی عداوت
یہودیوں کی طرف سے دیکھ کر یعقوبی پر مہربانی کی کہ اُن سے اس ملک کی فتح میں کام لیویں
یہاں تک کہ انھوں نے اُن کے پیشوا **بنجامن** سے ریگستان طے کر کے ملاقات کی -
اور کہا کہ عیسائیوں میں ہم نے ایسا متبرک اور وجیہ آدمی نہیں دیکھا - اس کا بہت بڑا اثر
ہوا - جتنے قبطی تھے سبھوں نے **خلیفہ وقت** کی موافقت ظاہر کی - اب عمرو نے **اسکندریہ**
کی تیاری کی کہ سوا سو میل کے فاصلہ پر تھا - اور موافق عہدنامے کے سڑک اور پُل درست کیا
تھا - کہ مسلمانوں کے جانے میں آسانی ہوئی - یونانی جو مختلف اطراف سے جمع ہوئے تھے
دریائے نیل کے ایک مثلثی جزیرے میں فراہم ہوئے - کہ مسلمانوں کی ترقی کو روکیں - لیکن
بیکار تھا - ایک بڑی رکاوٹ **کرام الشوارق** میں کی گئی - جہاں حال کے یونانی مفروری
جمع تھے - تین روز تک وہ مسلمانوں کو روکے رہے لیکن آخر ش انتظام کے ساتھ پیچھے
ہٹتے ہوئے **اسکندریہ** پہونچے - باوجود اس کے کہ راہ میں اس قدر آسانی کی گئی - تاہم بائیس
روز میں مسلمان اس بڑے شہر تک پہونچے - اب **اسکندریہ** اُن کے سامنے تھا - یہ زرخیز مصر کا مرکز اور

مشرق کا تجارت گاہ تھا۔ نہایت مضبوط جگہ تھی۔ اسباب حرب کا ذخیرہ تھا جہاں سمندر کے ذریعہ سے ہر قسم کے سامان اور مدد پہونچ سکتی تھی۔ اور جس کے قلعہ میں یونانی مفروری ہر طرف سے فراہم تھے جن کو اس آخری جنگ کے ملک مصر کی آرزو تھی۔ اس قوی شہر پر عمر وعاص کا حملہ آور ہونا صرف مذہبی جوش تھا۔ ظاہری عقل کے خلاف تھا مسلمانوں کے سالار عمر وعاص نے اپنا جھنڈا دیوار کے سامنے نصب کر کے معمولی شرائط پر اطاعت چاہی جس کے انکار کرنے سے انھوں نے محاصرہ شروع کیا جنھوں نے مسلمانوں کو زیادہ ایذا دی۔ وہ مصر کے مفروری یونانیوں کا لشکر تھا۔ امیر عمر وعاص نے یہ دیکھ کر کہ اصل پناہ ان کا مینار ہی۔ اس پر دلیرانہ حملہ کیا۔ اور اُس کو تلوار کے زور سے لے لیا۔ ہر طرف کے یونانی اس پر دوڑے۔ ایک سخت لڑائی ہوئی اور کچھ مسلمان نکل گئے۔ عمر وعاص مع اپنے غلام وردان اور ایک سردار مسلمہ ابن المقلد کے گرفتار ہو گئے۔ لیکن ان قیدیوں کی قدر کوئی نہیں جانتا تھا۔ اور ان کو حاکم شہر کے پاس لے گئے۔ اُس نے اس قدر حملہ آوری کی وجہ دریافت کی عمر وعاص نے جواب دیا کہ اسلام کو پھیلاتے ہیں۔ اور قبل لڑائی کے مصریوں سے کہا گیا ہی کہ اسلام لاؤ یا جزیہ دو۔ اُن کے دلیرانہ جواب اور چہرے کی عظمت سے حاکم کو شک ہوا کہ یہ کوئی افسر ہی۔ اور حکم دیا کہ ان کا سر کاٹ لو۔ اس پر وردان غلام نے جو یونانی زبان سمجھتا تھا اپنے آقا کا گلا پکڑا اور گلے پر طانچے مارے۔ اور ناپاک کتا کہا۔ اور کہا کہ اپنے افسر کو بولنے دے۔ اس پر مسلمہ نے اُس کے ارادوں کو سمجھ لیا اور دخل درمعقول کر کے چرب زبانی سے بولنا شروع کیا۔ کہ عمر وعاص کا ارادہ محاصرہ اٹھا لینے کا ہی۔ چونکہ خلیفۂ وقت کے پاس سے اس مضمون کا خط آیا ہی۔ اور اگر ہماری مخلصی ہو تو ہم بھی اس بارہ میں کوشش کریں۔

اس پر حاکم نے اُن کو رہا کر دیا۔ اور جب وہ شہر کے باہر اپنے لشکر میں جا ملے

بڑی خوشی کی آواز بلند ہوئی جس سے شہر والے سمجھے کہ کوئی افسر تھا۔ لیکن اس محاصرے کا احوال مفصل کسی تواریخ میں درج نہیں ہے۔ تاہم یہ محاصرہ بہت عرصہ تک رہا۔ اس میں چودہ مہینے گزر گئے اور کئی مرتبہ مسلمانوں کا امدادی لشکر آیا۔ اور تیئس ہزار آدمی اس میں مسلمانوں کے ضائع ہوئے۔ یہاں تک کہ کامیاب ہوئے۔ اور یونانی باشندے مختلف سمت میں بھاگ گئے اور مصر کا دارالسلطنت مسلمانوں کے قبضے میں آگیا بعض ملک کے اندر بھاگ گئے اور قلعہ بند ہو گئے۔ اور بعضوں نے جہازوں پر سوار ہو کر سمندر کی راہ لی

عمرو عاص نے اُس کو قبضہ کرتے وقت قریب القریب ویران پایا اور اپنے لشکر کو لوٹ سے باز رکھا۔ اور کسی قدر لشکر بطور قلعہ کے لشکر کے چھوڑ کر فوراً ہی مفروریوں کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ جب یہ خبر اُن مفروریوں کو کہ جہاز پر روانہ ہوئے تھے معلوم ہوئی کہ سالار لشکر نے اس شہر کو بلا لشکر کے چھوڑا ہے۔ وہ پھرے اور ایک رات کو شہر اسکندریہ میں داخل ہوئے۔ اور اُس پر قبضہ کیا۔ اور اکثر مسلمانوں کو مار ڈالا۔

امیر عمرو عاص کو جب کہ پورے تعاقب میں یونانیوں کے تھے یہ خبر معلوم ہوئی اپنی غلطی پر نہایت تاسف کرنے لگے۔ اور وہاں سے جلد پھرے۔ اور اس پر پھر حملے کا قصد کیا۔ اس وقت تک یونانیوں نے اپنے کو مستحکم کر لیا تھا۔ اور مقابلہ کیا۔ اس لئے آپ نے پھر محاصرہ کیا لیکن محاصرہ بہت تھوڑے عرصہ تک رہا۔ قلعہ حملے کے ساتھ لے لیا گیا اکثر یونانی تہ تیغ ہوئے۔ اور بقیہ پھر جہاز پر سوار ہو کر مفرور ہوئے۔ یہ سب ۱۹ سنہ ھ میں واقع ہوا تھا مطابق سنہ ۶۴۰ ع۔ دوبارہ اس شہر پر قبضہ ہونے سے لشکر نے ۲۱ سنہ ھ و سنہ ۶۴۲ ع غارت گری چاہی۔ عمرو عاص نے پھر باز رکھا اور کہا کہ اس بارہ میں خلیفۂ وقت کے پاس لکھا گیا ہے جیسا حکم ہوگا کیا جائیگا۔ ایسی کامل حکومت آپ کی اپنے لشکر پر تھی کہ کسی نے ادنیٰ چیز بھی نہ چھوئی۔ اس شہر میں کس قدر دولت۔ آبادی اور کیسی آسائش تھی۔ عمرو عاص کے خط سے کہ خلیفۂ وقت کو لکھا ظاہر ہوتی ہے۔ اس میں

درج تھا کہ چار ہزار محل پانچ ہزار حمام۔ چار سو تماشا گاہ اور کھیل کی جگہ۔ بارہ ہزار باغ
اور چالیس ہزار یہودی ہیں۔ اس کے مال و دولت کا حساب کرنا غیر ممکن تھا۔ چونکہ لشکر
نے بزور تلوار اس کو فتح کیا ہے اس لئے لوٹ کی استدعا کرتا ہے۔ ہم نے ابھی تک اُن کو
روکا ہے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو فتوحات کی کمال تعریف کی لیکن غارت گری کے مضمون
پر ملامت کی کہ اس ذکر کو کرنا بھی مناسب نہ تھا۔ اس لئے آپؓ نے لکھا کہ چیزوں کی
نہایت خبر گیری رکھنا۔ اور کسی کو ضائع نہ ہونے دینا۔ آپؓ نے جزیہ کے فراہمی کا حکم بھی
دیا۔ کہ جس سے مسلمانوں کے لشکر کا سامان درست کیا جائے۔ ملک مصر کے دارالسلطنت
کے قبضے میں آجانے سے اور دوسرے شہر بھی قبضے میں آ گئے۔ اور بارہ کروڑ روپیہ
کا سالانہ جزیہ اس ملک سے فراہم ہوا۔ آگے دریافت میں یہ بات آچکی ہے کہ عمرو عاص
شاعر بھی تھے۔ اور بہ نسبت اور حملہ آور مسلمانوں کے انھوں نے اپنے فتوحات میں نرمی
دکھلائی۔ وہ اپنی فرصت کے وقت ذی علم لوگوں سے ملاقات کرتے اور وہ باتیں سیکھتے
کہ جن کا علم اُن کو نہ تھا منجملہ ایسے شخصوں کے ایک شخص تھا کہ جس کا نام یحییٰ (حیان) تھا۔
لیکن بہ سبب فلسفہ دانی کے فیلسوف (فیلوپولس) کہلاتا تھا۔ یہ یعقوبی عیسائی تھا۔ اور اسی
کی تصانیف سے فلسفہ ارسطو اور موسیٰ ہے۔ اس شخص سے اور عمرو عاص سے بڑی
موافقت تھی۔ اس نے اسکندریہ کے کتب خانہ کا حال عمرو عاص سے کہا۔ اور
اُس کی استدعا ہوئی کہ یہ کتابیں ہم کو دیدی جائیں لیکن انھوں نے کہا کہ بلا اجازت
خلیفہ وقت کے ہم نہیں دے سکتے۔ اس لئے آپ نے اس بارے میں حضرت عمرؓ کو
لکھا لیکن آپ کا جواب یہ تھا کہ اگر وہ کتابیں قرآن کے موافق ہیں۔ تب بھی ان کا رہنا ضرور
نہیں کیونکہ قرآن ہمارے لئے کافی ہے۔ اور اگر قرآن کے خلاف ہیں تب بھی اُن کا رہنا
ضرور نہیں۔ ان کو ضائع کر دینا چاہیے۔ کتابیں مثل ردی کے ضائع کی گئیں یہاں تک
کہ چھ مہینے اُن کے ضائع ہونے میں صرف ہوئے اس واقع سے مورخ گبن نے

انکار کیا ہے۔ اُس نے لکھا ہے کہ وہ قدیم مورخوں نے المباکن اور پادری اتی حبس نے کہ اسکندریہ کا پیشوا تھا اور محاصرہ کا حال لکھا ہے کہیں اس امر کا ذکر نہیں کیا۔ اور عمرو عاص سے جن کو علمی ذائقہ بہ سبب شاعری کے تھا۔ ایسا واقع ہونا اور تعجب خیز معلوم ہوتا ہے۔ اگرچہ کہا جا سکتا ہے کہ اُنھوں نے اپنے حاکم اعلیٰ کے حکم کی بجا آوری میں ایسا کام جبراً کیا ہو۔

اسکندریہ کی فتح سے کل ملک مصر قبضۂ اسلام میں در آیا۔ اور قیصر ہرقل کی بدنصیبی ظاہر ہو گئی۔ اس کو استسقا ہو گیا۔ اور ملک شام اور اب ملک مصر کے ضائع ہونے سے اُس کو اس قدر غم ہوا کہ آخر ش وہ سات ہفتے بعد فتح اسکندریہ کے مر گیا۔ اور اس کی جگہ پر قسطنطین اُس کا بیٹا جانشین ہوا۔ ہر گاہ عمرو عاص ملک مصر کو فتح کر رہے تھے۔ تمام عربستان میں سخت قحط آیا۔ یہاں تک کہ خلیفہ عمرؓ نے عمرو عاص کو غلہ کے ارسال کے واسطے لکھا۔ اس پر عمرو عاص نے اس قدر غلہ روانہ کیا کہ لکھا ہے کہ اونٹوں کی قطار کا اگلا اونٹ جب مدینہ طیبہ پہونچا تو اس کا پچھلا اونٹ سرزمین مصر میں تھا لیکن بھیجنے کا یہ طریق نہایت پر مصیبت معلوم ہونے سے عمرو عاص نے ایک نہر اسّی میل کی لمبی دریائے نیل سے بحر احمر تک کھدوائی۔ جس کے ذریعہ سے غلہ آسانی سے جا سکے۔ اس نہر کو قیصر رومی تریجان نے آغاز کیا تھا اور اسی کو اب فرانسیسیوں کے تجار نے وسعت دے کر خدیو مصر (اسمٰعیل پاشا) کی اجازت سے سلطان عبدالعزیز (پادشاہ روم) کے عہد میں جاری کیا کہ نہر سویز کہلاتی ہے کہ جہازات بخوبی جاتے ہیں۔ الغرض لائق عمرو عاص نے اس حزم و ہوشیاری سے خلیفۂ وقت کے احکام کو انجام دیا۔ اور اس عدل و انصاف ملک پر حکومت کی کہ اسلام کے عمدہ سرداروں میں شمار کئے گئے۔

فصل چودھویں

بنظرِ صفائی کے وہ واقعات جو ملک فارس میں اسی وقت پیش آ رہے تھے جب کہ ملک شام اور مصر میں فتوحات ہو رہی تھیں۔ وہاں درج کتاب ہذا نہیں کئے گئے۔ اب کئی برس آگے کے واقعات اُس وقت سے جب کہ خالد نے ۱۳ سنہ ہجری میں موافق حکم حضرت ابوبکرؓ کے اپنے کامیاب لشکر کو دریائے فرات کے کنارے چھوڑا لکھے جاتے ہیں۔ خالدؓ بن الولید کی کامیابی بوجہ نااتفاقی فارسیوں کے اور بھی تھی خسرو پرویز ۶۲۸ء میں شکست قیصر ہرقل سے اٹھا کر اپنے اراکین سے جن کا سرگروہ اس کا بیٹا شیرویہ تھا تخت سے اتارا گیا۔ اور اُس کے بیٹے شیرویہ نے اپنے محل کے زیر دیوار اس کو مار ڈالا جہاں سے اُس نے خزانہ فراہم کیا تھا۔ اپنا قبضہ مسلم رکھنے کے لئے شیرویہ نے اپنے سترہ بھائیوں کو قتل کیا۔ یہ فعل اُس نے صرف بادشاہی کی طمع سے نہیں کیا۔ بلکہ بہ سبب عاشق ہو جانے کے اپنی سوتیلی ماں پر جس کا نام شیریں تھا کیا۔ وہ بہت ڈری اور جب نہایت مجبور کی گئی۔ تو اپنے کو ہلاک کر ڈالا۔ اس افسردگی کے باعث اور بہ سبب ملامت کرنے اس کی بہن کے باعث قتل کر ڈالنے اپنے باپ اور بھائی کے اور بدنیتی کرنے اپنی ماں پر اس کو خفقان ہو گیا۔ اور آٹھ مہینے کے اندر مر گیا۔ اُس کا بیٹا آردشیر ۶۲۸ء کے آخر میں تخت پر بٹھایا گیا۔ لیکن وہ بھی مارا گیا۔ اور ایک فارسی رئیس نے تخت چھین لیا۔ اور وہ بھی عرصہ قلیل میں مارا گیا۔ توران دخت خسرو پرویز کی بیٹی اب تخت پر بٹھائی گئی۔ اور اٹھارہ مہینے سلطنت کی کہ اس کو بھی اُس کے چچیرے بھائی شاہ ثانی وہ نے برطرف کیا لیکن یہ بھی کچھ عرصے کے بعد تخت سے اُتارا گیا۔ اور دوسری بیٹی خسرو پرویز کی جس کا نام آزرمی دخت یا ارزمیہ تھا ۶۳۲ء میں تخت پر بٹھائی گئی۔ اس وقت فارس کا دارالسلطنت مدائن تھا کہ دریائے دجلہ کے کنارے پر واقع تھا۔

ارزمیہ اپنی قوت جسمانی اور حسن کے واسطے مشہور تھی۔ اُس کے باپ خسرو نے اس کی تعلیم عمدہ طور سے کرائی تھی۔ اور اس چار برس کی بدنظمی میں اس کو تجربہ بھی خوب ہاتھ آیا۔ جنھوں نے اُس کو تخت نشین کیا تھا۔ اُس نے ان کا مشورہ کبھی نہیں کیا۔ اور اچھے اچھے رئیسوں کو سزا دی۔ اُس کو فوراً ہی اپنی بہادری مسلمانوں کے حملے میں دکھلانی پڑی۔ اس کتاب کے پڑھنے والے کو یاد ہوگا کہ خالدؓ بن الولید نے اپنے کامیاب لشکر کو مثنیٰ ابن حارث کے تحت میں دریائے فرات کے کنارے چھوڑا تھا جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے آپ نے مثنیٰ بن حارث کو سواد کا حاکم مقرر کیا۔ یہ وہی ملک ہے جس کو خالدؓ بن الولید نے حال میں فتح کیا تھا۔ اور فرات اور دجلہ کے پہلے حصّوں کے درمیان میں واقع تھا۔ اور اُس کو اہل فارس عراق عربی کہتے تھے۔ یہ صرف حضرت ابوبکرؓ کے حکم کی تعمیل تھی کہ حضرت عمرؓ نے اُن کو حاکم مقرر کیا۔ ورنہ آپ کا کچھ ایسا اعتماد اُن پر نہ تھا۔ چونکہ بعد جانے خالدؓ کے کوئی فتوح ان کے ہاتھ پر نمایاں نہوئی۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے ابوعبیدہ ثقفی کو کچھ ہزار آدمی سے مثنیٰ کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ اور اُن کو سردار لشکر قرار دیا۔ اور ان کے ساتھ ثابت ابن قیس کہ اہل بدر سے تھے وہ بھی آئے۔ ملکہ فارس نے مسلمانوں کی اس طرح سے مدد پائی ہوئی فوج کے بڑھنے کی خبر سن کر ایک لائق سردار رستم بن فرخ زاد کو تیس ہزار آدمیوں سے روانہ کیا۔ رستم عراق کی سرحد پر ٹھہر گیا۔ اور ایک سردار جس کا نام دسچپان تھا۔ اور فارسی شہزادہ نرسی کے ساتھ کچھ لشکر آگے روانہ کیا۔ ان لوگوں کو مسلمانوں سے ایسی شکست ہوئی کہ رستم کو اصل لشکر کے ساتھ مدد کے لئے آنا پڑا لیکن وہ دیر میں آیا۔ اُن کو پوری شکست ہو چکی تھی۔ اور بھاگ گئے۔ اور کل ملک سواد مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔ ملکہ ارزمیہ اور بھی ڈر کر ایک امدادی لشکر بہمن شہدپو کے تحت میں جس کو برقع پوش بھی کہتے تھے اس سبب سے کہ اُس کی بھوں بہت بڑی تھی۔ کہ آنکھوں کو چھپائے تھی۔ روانہ کیا۔

اس میں تین ہزار آدمی اور تیس ہاتھی تھے۔ یہ بڑے جانور لڑائی کے مصرف کے نہیں ہوتے یہ صرف اس نظر سے لائے گئے تھے کہ وہ لوگ جنھوں نے کبھی نہ دیکھا ہو ڈریں۔ یعنی اہلِ عرب کہ وہاں ہاتھی نہیں ہوتا اُن میں ایک سفید ہاتھی بھی تھا جس کا نام محمود تھا۔ کہ اس کو حبشی بادشاہ ابرہہ نے کعبہ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ وہ فتح کا فالِ خیر سمجھا جاتا تھا۔ چونکہ وہ جس لڑائی میں بھیجا گیا وہ فتح ہوتی تھی۔

بہمن کے ساتھ کاوا آہنگر کا جھنڈا بھی آیا تھا کہ نہایت متبرک سمجھا جاتا تھا وہ ۹۰۰ میں کاوا ہنگر کی بھاتھی چمڑے کی تھی جس کو اُس نے جھنڈا بنایا تھا جب کہ ضحاک کے خلاف یہ لوگ باغی ہوئے۔ وہ وقتاً فوقتاً بڑھتا گیا۔ اور اس میں قیمتی ریشمی کپڑے اور بھاتھی چڑھائی گئی یہاں تک کہ وہ ۲۴ فٹ لمبا اور پندرہ فٹ چوڑا تھا۔ اور جواہرات سے مرصع کیا گیا تھا۔ اسی جھنڈے کے ساتھ اس ملک کی قسمت سمجھی جاتی تھی۔

مسلمانوں کا لشکر ابو عبیدہؓ ثقفی کا امدادی لشکر ملا کر اُس وقت نو ہزار سے زیادہ نہ تھا۔ اہلِ فارس جو بابلستان کے قریب فراہم ہوئے۔ تعداد میں بہت زیادہ تھے مثنیٰ اور ثابت کی یہ رائے ہوئی کہ ہم لوگ ریگستان میں واپس آویں جہاں خلیفۂ وقت کی مدد آنے میں آسانی ہوگی۔ ابو عبیدہؓ کی رائے بالکل اس کے خلاف تھی۔ اُنھوں نے فارسیوں کی قوت کو کم سمجھا۔ اُنھوں نے مثنیٰ کو بدنام اور خالدؓ کو نیک نام بہ سبب حملہ آوری کے سمجھا۔ ان کا قصد ہوا کہ غنیم پر حملہ کریں۔ دریائے فرات پر پل باندھیں اور اس پر عبور کر کے دشمنوں کے عین خیمہ گاہ پر حملہ کریں۔ مثنیٰ اور ثابت کا سمجھانا بیکار تھا۔ انھوں نے کشتیوں کا پل دریائے فرات پر باندھا۔ اور اُس کو عبور کیا لیکن لشکر نے بے دلی سے اُن کی اقتدا کی۔ کیونکہ اُن کو اس کا حال معلوم تھا۔ ہرگاہ یہ لوگ پل سے عبور کر گزرے نہ تھے۔ کہ غنیم کے تیر اندازوں سے روکے گئے جو پل کے دوسرے سرے پر تھے۔ لڑائی سخت ہوئی۔ اسلام کا جھنڈا سات مختلف ہاتھوں میں منتقل ہوا گیا۔ جیسے جیسے لوگ

شہید ہوتے گئے۔ اہل فارس پس پا کئے گئے لیکن ان کا اصل لشکر مع تیس ہاتھیوں کے آپہونچا۔ ابوعبیدہ نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا۔ انھوں نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ ہاتھی سے نہ ڈرو بلکہ اُن کی سونڈیں مارو۔ اُنھوں نے خود ایک ضرب میں اُس سفید ہاتھی کی سونڈ کاٹ ڈالی لیکن وار کرنے میں پاؤں پھسل گیا۔ اور گر پڑے۔ اُس پر ہاتھی نے غصہ میں پاؤں سے دبا دیا۔ اور وہ مر گئے۔ مسلمانوں نے اپنے سردار کو مردہ پا کر اور غنیم کو تعداد میں بہت زیادہ دیکھ کر پل پر واپس جانا چاہا۔ غنیم نے پل کی کشتیوں پر آگ لگانے والی چیز پھینکی۔ اور اُن میں آگ لگ گئی کچھ لشکر پانی میں جا پڑا اور ہلاک ہوا۔ اور اصل لشکر دریا کے کنارے کنارے چلا۔ اور مثنٰی پیچھے سے اُس کی حفاظت کرتے رہے۔ جنھوں نے اس وقت لشکر کے لائق سردار کی ہنرمندی ظاہر کی۔ اور دشمنوں کو دور رکھے رہے یہاں تک کہ ایک دوسرا مختصر پل تیار کیا گیا۔ اور مسلمان اُس پر سے عبور کر گئے۔ انھوں نے خود سب سے پیچھے عبور کیا اور پل کو توڑ ڈالا۔ مسلمانوں کے چار ہزار آدمی اس واقعہ میں کام آئے۔ اور ڈوب گئے دو ہزار آدمی مدینہ کو واپس گئے۔ اور تین ہزار مورچہ بند رہے اور ایک تیز مخبر خلیفہ وقت کے پاس مدد کے لئے بھیجا لیکن فارسی سرداروں میں خود اختلاف پڑا۔ اور اُنھوں نے تعاقب نہیں کیا۔ بلکہ مدائن چلے گئے۔ کہ وہی دارالسلطنت تھا یہی ایک شکست مسلمانوں کو ہوئی کہ قابل یاد ہے۔ اور ایسی شکست ابتدا سے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ یہ لڑائی ۱۳ سنہ ہجری میں مطابق ۶۳۴ سنہ عیسوی کے ہوئی۔ اس کا نام عربی میں غزوۃ الجسر ہے۔

فصل پندرھویں

کچھ تھوڑے سے امدادی لشکر کے آنے سے مثنٰی نے عربوں کے طریق پر حملہ آوری پھر شروع کر دی۔ اور بابلستان (کلدانیہ) کی سرحد پر دریائے فرات کے کنارے میدان صاف کرتے اور غارت گری کرنے لگے۔ یہ انقلاب زمانہ اور اہل دنیا کی انتہائی

کے باعث تھا کہ ایسی مشہور جگہ کہ ایک وقت میں تمام دنیا کا دارالسلطنت ہو۔ اور اس وقت تھوڑے سے عربوں کے ہاتھ سے لوٹا جائے۔

اُن کو روکنے کے واسطے ملکہ ارزمیہ نے ایک افسر کو جس کا نام ماہران تھا بارہ ہزار سواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ مثنیٰ نے اس خبر کو سُن کر ان لشکروں کو جو غارت گری میں مصروف تھے طلب کیا۔ اور مقابلے کی تیاری کی۔ فریقین بویرا کی حد پر مقابل ہوئے۔ مثنیٰ جو غزوۃ الجسر میں پچھلے واپس آنے والوں میں تھے۔ اب اگلے حملہ آوروں میں ہوئے۔ عین لڑائی کے ہنگامے میں انھوں نے تنہا دشمن کے لشکر میں راہ کی۔ اور بڑی مشکل سے اپنے لشکر میں واپس آئے۔ مسلمانوں کے بعض طرف کے لشکر پسپا ہونے لگے۔ مثنیٰ نے ان کو فراہم کیا۔ اُن کے آگے ہونے لگے۔ اُن کو ملامت کی۔ اُن کو ڈرایا۔ اپنی ڈاڑھی کو غصّہ میں دو آدھی کی۔ اور وہ پھر اُن کو مقابل لانے میں کامیاب ہوئے۔ اسی میں صبح سے شام ہوگئی۔ اور نتیجہ پھر بھی مشتبہ تھا۔ شام کے وقت مثنیٰؓ ماہران سے سینہ بسینہ لڑے۔ اور اپنے محافظین کے درمیان میں سے ماہران نے ایک ضرب ایسی ماری کہ شاید مثنیٰ کا کام تمام ہوجاتا لیکن صرف زرہ نقصان ہوگئی۔ انھوں نے اُس کے عوض میں ماہران کو مار ڈالا۔ اور وہ زمین پر گر گیا۔ فارسیوں نے اپنے سردار کو مردہ دیکھ کر فرار کی راہ اختیار کی اور نہ ٹھہرے جب تک مدائن نہ پہونچے۔ مسلمانوں نے دوسرا حملہ بغداد پر کیا جو اُس وقت صرف ایک دیہات تھا لیکن میلے کے واسطے مشہور تھا۔ عربوں کے لشکر کے ایک حصّہ نے اُس کو لوٹا اور خوب غنیمت اور قیدی لائے۔ ماہران کی شکست کی اور بغداد کے میلے کی غارت گری کی خبر سے فارسیوں کی دارالسلطنت میں تہلکا پڑا۔ رئیس اور پادری جو اب تک ملکہ ارزمیہ سے خوف کرتے تھے۔ کہنے لگے کہ غوری کے شاہ کا یہی نتیجہ ہے۔ بلکہ ارزمیہ پر ایک آفت پہونچی۔ فرخ زاد ایک قوی رئیس اور حاکم خراسان کا اس پر عاشق

ہوگیا۔ پہلے ازرمیہ نے اُس کے ساتھ مخاطبت کی پھر عدم اتفاقی کی اس پر وہ ایک روز رات
کو اُس کے محل میں گھسنا چاہا تھا۔ اور گرفتار کرنا لیکن اس میں ناکامیاب ہوا۔ اور محافظین نے
اُس کو مار ڈالا۔ اُس کا بیٹا رستم جس کو اُس نے خراسان کی حکومت پر چھوڑا تھا اپنے
باپ کے مرنے کا حال سن کر بدلا لینے لشکر کے ساتھ آیا۔ وہ ایسے وقت آیا کہ جس وقت
عامہ خلائق اس سے ناراض نہ تھی۔ اس لئے بلا مزاحمت محل میں داخل ہوگیا۔ اور ملکہ ازرمیہ
کو قید کر کے مار ڈالا۔ ایک باقی اولاد خسرو پرویز کی اور تخت پر بٹھائی گئی لیکن چالیس روز
کے عرصے میں اُس کو بھی زہر دیا گیا۔ خواہ غلام نے دیا ہو یا اراکین نے۔ اب اراکین نے
ایک نوجوان کو جو پندرہ برس کا تھا تخت پر بٹھلایا۔ یہ خسرو پرویز کا پوتا تھا۔ اور اس فتنہ و
فساد میں شہر استکار (اصطخر) میں جس کو یونانی پرسپولس کہتے ہیں اور جو قدیم دارالسلطنت
تھا چھپا ہوا تھا اُس کو یزدجرد سوم کہتے ہیں۔ اگرچہ بعض مورخ اس کو ہرمز واس چہارم
بھی کہتے ہیں کہ اُس کا خاندانی لقب تھا اُس کا مزاج خوب تھا لیکن کسی قدر ضعیف دل تھا
اور اپنے اراکین کے ہاتھ میں جنھوں نے تخت پر بٹھایا تھا آگیا۔ پہلا کام اس سلطنت کا یہ
ہوا کہ ایک بہت بڑا لشکر فراہم کیا گیا۔ اور رستم ابن فرخ زاد کے تحت میں کہ حاکم
خراسان کا تھا جس نے ملکہ ازرمیہ سے بدلا لیا تھا روانہ کیا۔ اور یہ قصد کیا کہ کل عرب کو
سرحد سے نکال دیا جائے حضرت عمرؓ نے تبدل اور لڑائی کی تیاریاں ایران کی دارالسلطنت
میں سن کر لشکر تیار کیا۔ اور خود ایران کی لڑائی میں جانے والے تھے لیکن حضرت عثمانؓ
اور حضرت علیؓ نے بمشکل آپؓ کو باز رکھا۔ اور رائے دی کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
بھیجے جاویں۔ یہ سابق ایمان والوں میں سے تھے۔ اور مسلمانوں میں انھوں نے پہلے کافر کو
مارا۔ اور جب رسول اللہ صلعم جہاد میں جانے لگے تو آپؓ کو اپنا قائم مقام گھر میں خبرگیری
کے واسطے بنا گئے تھے۔ اور فرمایا تھا کہ اے سعد تم بجائے ہمارے ماں اور باپ کے
ہو۔ اس لئے میں تم کو اپنا گھر سپرد کرتا ہوں۔

سعدؓ بن ابی وقاص کو ایران کے لشکر کی حکومت عام سپرد کی گئی اور مثنیٰ کو اگرچہ اُن کا اعزاز ان کی کامیابیوں کے باعث سے بہت تھا۔ ماتحتی میں رہنے کا حکم دیا اس لشکر میں ایک ہزار ایسے آدمی تھے کہ نہایت آزمودہ کار تھے۔ اور رسول اللہ صلعم کے ساتھ لڑائیوں میں رہے تھے۔ اور ایک سو اہل بدر سے بھی تھے ان کے ساتھ اور بھی اسلام کے مشہور سالار تھے۔ اور بھی آدمی اطراف سے آکر اس لشکر میں ملے۔ جب یہ لشکر مثنیٰ کے لشکر سے آملا تو اس کی تعداد تیس ہزار آدمیوں کی تھی۔ مثنیٰ نے سعد کے آنے کے تین روز بعد انتقال کیا۔ اُن کے انتقال کی وجہ کہیں مذکور نہیں ہے۔ اُن کا نام اُن کے بعد روشن رہا۔ اور اُن کی بیوی نہایت جمیلہ تھیں سعد نے اُن سے نکاح کیا۔

فارسیوں کا لشکر رستم کے تحت میں سواد (عراق عرب) کی سرحد پر قادسیہ میں مقیم تھا۔ اور مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ سعد نے اور مدد خفیہ طلب کی۔ اس کا وعدہ آیا لیکن یہ بھی لکھا کہ دل میں شک نہ رکھو۔ اور بلا لحاظ دشمن کی تعداد کے یہ سمجھو کہ ہم خلیفہ وقت کے سامنے یہ کام کرتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ قبل لڑائی شروع کرنے کے یزدجرد سے ایمان کے واسطے کہلا بھیجو۔

اس پیغام کو لے کر سعدؓ نے کئی پرانے تجربہ کار آدمیوں کو روانہ کیا۔ وہ لوگ مدائن کے مرصع شہر میں داخل ہوئے۔ اور کسریٰ کے ایوان شاہی میں گذر کیا۔ جہاں لباس فاخرہ اور عمدہ پہنے ہوئے اراکین موجود تھے۔ اور بادشاہ کو نوجوان پایا۔ اور مرصع تخت پہ بیٹھا دیکھا۔ مسلمان ایلچیوں کو عرب کے سادے لباس میں دیکھ کر اپنے مرصع لباس والے اراکین کے درمیان میں نوجوان بادشاہ کو کہ ناز و نعمت میں پرورده ہوا تھا اُن کی قدر نہ معلوم ہوئی۔ اس میں شک نہیں کہ اُس کے اراکین نے بھی ایسا ہی مشورہ دیا ہوگا۔ بذریعہ مترجم کے اس پیغام کا حال دریافت کیا گیا۔ اس پر ایک شخص نے جن کا نام نعمان ابن مسکری تھا کہا۔ کہ اللہ کی وحی اُس کے رسول اللہ صلعم پر آئی

اور اُن کی وصیت ہی کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا یا جاوے۔ اور دو ہی شرط سے صلح ہوتی ہی۔ خواہ اسلام لاوے یا جزیہ دے۔ اور انھوں نے بادشاہ سے کہا کہ خواہ تم ایمان لاؤ یا جزیہ دو۔ اور اگر دونوں سے انکار ہی تو لڑنے کے لئے تیاری کرو۔ یزدجرد نے اپنے غصہ کو تحمل کیا۔ اور جواب دیا کہ تم عرب لوگ ریگستان کے پھرنے والے تمھاری غذا چوہا چھپکلی اور سانپ ہی۔ تم کھارا پانی پیتے ہو۔ اور میلا کپڑا لومڑی کے چمڑے کا پہنتے ہو۔ تمھارے ملک کے بعضوں نے ہمارے ملک میں سفر کیا۔ شیریں پانی پیا لذیذ غذا کھائی۔ اور نرم اور نفیس لباس پہنا اور اپنے ساتھیوں سے جا کر کہا۔ اس پر تم اکٹھے ہو کر آئے ہو کہ ہمارا ملک و مال لوٹو اور ہم کو ملک سے نکال دو۔ تمھاری نقل اس بھوکی لومڑی کی ایسی ہو گی کہ جس کو باغبان نے انگور کھلایا۔ اور جب وہ کھا کر توانا ہوئی تو بہت سے ساتھیوں کو بلا لائی۔ اور آخری نتیجہ یہ ہوا کہ باغبان کے ہاتھ سے وہ لومڑی ماری گئی۔ جو تم کو درکار ہو ہم سے کہو۔ تمھارے اونٹوں پر غلے چھوہارے لادے جاویں۔ اور صلح کے ساتھ اپنے ملک کو چلے جاؤ۔ لیکن اگر تم ہمارے فارس میں ٹھہرنا چاہو گے تو یاد رکھو کہ جو باغبان نے لومڑی کا حال کیا وہی تمھارا بھی حال ہو گا۔ ایک نہایت ضعیف ایلچی نے جن کا نام شیخ مکیر رض ابن ضرارہ تھا بڑے تحمل سے اور بے رعب ہو کر جواب دیا کہ اے بادشاہ جو کچھ آپ نے عربوں کی نسبت فرمایا نہایت سچ ہی۔ ریگستان کی سبز چھپکلی کسی وقت اُن کے غذا تھی۔ اور کنوے کا کھارا پانی وہ پیتے تھے۔ اُن کا لباس چمڑہ تھا اور لڑکیوں کو وہ زندہ گاڑ دیتے تھے۔ یہ سب ایام جہالت میں تھا۔ ان کو اچھے بڑے کی تمیز نہ تھی۔ وہ مجرم تھے۔ اُس کی جزا پائی لیکن اللہ تعالے نے اُن پر رحم کیا۔ اور اپنے رسول صلعم اور قرآن مجید کو اُن کے درمیان میں بھیجا۔ اور اُن کو عقلمند اور شجاع بنایا۔ اس لئے ان کو حکم دیا کہ سب کافروں سے لڑو۔ یہاں تک کہ سب سچے مذہب کو قبول کریں۔ اس کے حکم کے موافق ہم یہاں آئے ہیں۔ اور ہم فقط تم سے

اتنا چاہتے ہیں کہ تم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہو اور اپنے خزانے سے معمولی زکوٰۃ دیا کرو۔ جو سب مسلمانوں پر فرض ہے۔ کہ غریبوں کو دیں۔ یہ کرو اور کوئی مسلمان بلا اجازت تمہارے ملک میں نہ داخل ہوگا لیکن اگر تم اس سے اور جزیہ سے انکار کرتے ہو تو لڑنے کے واسطے تیار رہو۔

یہ سن کر یزدجرد کو تحمل نہ رہا۔ اور کہا کہ اگر ایلچی کا مارنا بڑے بادشاہوں کو نا سزا نہ ہوتا تو ہم تمھیں اس گستاخی کے بدلے تہ تیغ کرتے۔ اے دوسرے کے ملک کو لوٹنے والے چلے جاؤ۔ اور فارس کی مٹی جس کو تم چاہتے ہو لو۔ یہ کہہ کر اس نے مٹی کا بورا کندھے پر رکھوا یا کہ اپنے افسر کو دینا۔ اور اس سے یہ مراد لی کہ تمہارے لئے قبر اس جگہ ہوگی۔ جب وہ شہر سے باہر ہوئے۔ انھوں نے مٹی کے بوروں کو کندھے پر رکھا۔ اور سعد بن ابی وقاص رضؓ کے پاس واپس آئے اور کہا اے سعد رضؓ مٹی علامت ملک کی ہے جس طرح ہم یہ مٹی تم کو دیتے ہیں اللہ تعالےٰ ملک فارس مسلمانوں کے قبضے میں دیگا۔

فصل سولھویں

فریقین کا لشکر ایک دوسرے کے مقابل میں قادسیہ کے میدان میں اس نہر کے قریب جو فرات سے نکلی ہے حاضر ہوا۔ انگریزی مورخ کی رائے ہے کہ فارسیوں کی جس قدر تعداد تھی اگر وہ رومی یا یونانی قاعدے سے واقف ہوتے تو مسلمانوں کے مختصر لشکر پر غالب آجاتے لیکن ان میں بڑا ہنگامہ بدانتظامی اور نشو و نما تھی۔ برخلاف اس کے عرب کہنہ مشق جفاکش سادے اور مختصر سوار تھے۔ اور گھس کر واپس جاتے۔ اور پھر حملہ آور ہوتے۔ کئی فرادا لڑائیاں ہوئیں۔ اگر عرب کامیاب ہوئے تو ان کو نہایت قیمتی غنیمت ہاتھ آئی۔ اور اگر فارسی غالب رہے تو ان کو سوائے برائے کپڑوں کے کچھ نہ ملا۔ پہلے روز سعد رضؓ مشکلاً اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ کیونکہ ان کی رانوں میں

چھوڑ رہے تھے تاہم آپؓ لشکر میں حاضر رہے۔ اور اللہ اکبر کی صدا سے مدد دی فارسیوں کا لشکر بڑے زور کے ساتھ ہاتھیوں سے حملہ آور ہوا۔ مسلمانوں کے گھوڑے اُن کو دیکھ کر بھڑکے۔ اکثر سوار اُتر پڑے۔ اور ہاتھیوں کو تلوار سے مارنا شروع کیا۔ اور اُن کو لشکر کی طرف ہٹا دیا۔ تب بھی وہ دن مسلمانوں پر دشوار تھا۔ کیونکہ لشکر مختصر تھا اور سالارِ لشکر زخم سے مجبور تھا۔ ملک شام سے نیا امدادی لشکر آجانے سے اُن کی جرأت بڑھ گئی۔ اور وہ برابر لڑتے یہاں تک کہ رات آگئی۔ اور اپنے اپنے خیمہ گاہ کو واپس آئے اہلِ فارس اس پہلے روز کی لڑائی کو جنگ ارماض کہتے ہیں لیکن مسلمان اس کو یوم النصر کہتے ہیں۔

دوسرے روز بھی لشکر صف آرا ہوئے لیکن لڑائی نہ ہوئی سعدؓ زخم کے باعث گھوڑے پر سوار نہ ہو سکے۔ اور نہ لشکر میں جا سکے۔ اور فارسی ڈرے کہ مدد آگئی ہے۔ تمام دن فرادا لڑائی میں گزر گیا۔ اور دونوں طرف کے کچھ آدمی نقصان ہوئے۔ سعدؓ اپنے خیمے سے میدان جنگ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اور اپنی نئی منکوحہ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ کہ اس عورت کے خیال میں گزرا کہ کس طرح اس وقت مسلمان شہید ہوتے ہیں اور اپنے سابق شوہر مثنیٰ کا خیال کیا۔ اور بے ساختہ پکار اُٹھی کہ افسوس اے مثنیٰ ابن حارثؓ تم کہاں ہو۔ سعدؓ کو یہ سن کر ملال ہوا کہ اس نے ہم کو نامرد سمجھا۔ اور فرمایا کہ کل ہم گھوڑے پر سوار ہونگے۔ کچھ حصہ لشکر کا آپؓ نے دشمن کی طرف رات ہی کو خفیہ روانہ کیا۔ کہ وہ لوگ وہاں چھپے رہیں اور جب لڑائی شروع ہو تو آپہونچیں کہ معلوم ہو کہ تائیدی لشکر آتا ہے۔

صبح ہوئی پھر بھی سعدؓ گھوڑے پر سوار نہ ہو سکے۔ تب آپؓ نے اپنے لشکر کی حکومت کسی افسر ماتحت کو دے کر روانہ کیا۔ یہ سخت لڑائی کا دن تھا۔ اور دشمنوں کے سخت ہنگامے سے اس کا نام بھی اہلِ عرب نے یوم الحرکت رکھا۔

امدادی لشکر کے آنے سے مسلمانوں کا جوش اور بھی بڑھا رستم نے ہاتھیوں سے حملہ کرایا لیکن اہلِ عرب اس کے عادی ہو چکے تھے۔ اور اُن پر اس شدت سے حملہ کیا کہ وہ بھاگے اور اپنے لشکر کو پامال کیا۔

لڑائی برابر جاری رہی تمام دن اور رات ہونے پر بھی موقوف نہ ہوئی۔ رات نہایت تاریک اور خطرناک تھی۔ اکثروں نے ایک دوسرے کی ڈاڑھی پکڑی۔ رات بھر لڑائی ہی رہی اور صبح کو بھی موقوف نہ ہوئی۔ دن کو سخت آندھی چلی کہ ایک کو دوسرے سے چھپا لیا لیکن یہ آندھی مسلمانوں کی تائید میں تھی۔ اور فارسیوں کے خلاف ہیں۔ اس ٹھہراؤ میں رستم نے دھوپ سے اپنے خیمہ میں کہ پانی کے کنارے پر تھا آرام لیا۔ اور اُس کے چاروں طرف اونٹ تھے کہ خزانے اور اسباب عیش سے لدے ہوئے تھے۔ آندھی نے خیمے کو گرا دیا تب اُس نے اپنے کو ایک اونٹ کے سائے میں پہونچایا لیکن ایک جماعت عربوں کی اُس پر اچانک آپڑی۔ ایک نے اُن میں سے جس کا نام ہلال ابن علقمہ تھا۔ اونٹ کی رسی کاٹ ڈالی اور ایک بوجھا چاندی کا اُس پر گر پڑا۔ اور اُس کی ایڑھ کو توڑ ڈالا۔ اپنی ایذا میں وہ لڑھکتا ہوا پانی میں جا رہا لیکن لوگوں نے اُس کا پاؤں پکڑ کر نکالا اور ہلال نے اُس کا سر کاٹ کر اپنے نیزے پر بلند کیا۔ فارسیوں نے اپنے سردار کا سر خون آلودہ دیکھ کر فرار اختیار کی۔ اور اپنا خیمہ اور اسباب اور خزانہ اپنے کامیابوں کے واسطے چھوڑا۔ بے حساب غنیمت ہاتھ آئی۔ فارسیوں کا متبرک جھنڈا بھی غنیمت کے زمرے میں تھا جس سپاہی نے اُس کو قبضہ کیا تیس ہزار اشرفی اُس کو سعدؓ کے کہنے سے دی گئیں اور وہ جواہرات جس سے وہ مرصع تھا اسباب غنیمت میں تقسیم کے واسطے رکھا گیا۔

ہلال جو رستم کا سر لائے اُن کو اُس کے جسم کے اُدھیڑنے کی اجازت دی گئی عربوں کو ایسی غنیمت اُس کے پہلے کبھی ہاتھ نہ آئی تھی۔ رستم کی پوشاک نہایت مرصع تھی اور اُن میں جواہرات ٹکے تھے۔ اور وہ دو کمر بند باندھے تھا۔ ایک کی قیمت ایک لاکھ اشرفی تھی

اور دوسرے کی ستر ہزار درہم۔

اس لڑائی میں تیس ہزار فارسی مارے گئے۔ اور سات ہزار مسلمان شہید ہوئے فارسیوں کو اپنے متبرک جھنڈے کے ضائع ہونے کا نہایت صدمہ تھا جس کے ساتھ ان کے ملک کی قسمت وابستہ سمجھی جاتی تھی۔ یہ لڑائی سنہ ۱۵ ہجری میں مطابق سنہ ۶۳۶ عیسوی کے ہوئی۔ یہ لڑائی قادسیہ کی عربوں میں ویسی ہی مشہور ہے جیسی اربیلا کی لڑائی یونانیوں میں کہ سکندر اور دارا سے ہوئی۔ اس کی شکایت ہونے پر کہ سعدؓ اس جنگ میں کیوں شریک نہ ہوئے۔ آپ نے اکثروں کو اپنا جسم کھول کر زخم دکھایا جس کے باعث گھوڑے پر چڑھنے سے مجبور تھے۔ اس پر لوگ رضامند ہوئے۔

فصل سترھویں

قادسیہ کی پوری کامیابی کے بعد سعدؓ بن ابی وقاص خلیفہ وقت کے حکم سے کئی مہینے تک اُس کے اطراف میں رہے۔ اور ملک مفتوحہ کی کامیابی کو پورا کیا۔ جزیہ فراہم کیا۔ اور مسجدیں تعمیر کیں کہ جس سے ہر طرف اسلام پھیلے۔

اسی وقت حضرت عمرؓ نے عراق عرب کے پچھلے حصہ میں جہاں فرات اور دجلہ ملتا ہے شہر بصرہ بسانے کا حکم دیا۔ اس شہر کی بنیاد سے مقصود یہ تھا کہ جو تجارت درمیان فارس اور ہند کے ہے اُس کو منقطع کرے اور ملک اہواز پر نگراں رہے جس کے شہزادے ہرمزان نے قادسیہ کی لڑائی میں فارسیوں کا ساتھ دیا۔ شہر بصرہ کی بنیاد سنہ ۱۴ ہجری میں عزوہ میں عتبہ نے ڈالی۔ اُس نے فوراً ہی اطراف کے بہت آدمیوں کو فراہم کر لیا۔ اور بہت جلد شہرت پکڑی۔ اور ہندوستان کی تجارت کا مرکز ہو گیا۔

قادسیہ کے اطراف کے ملکوں کو قبضہ میں لا کر سعدؓ خلیفہ وقت کے حکم سے ... فارس ... کے واسطے روانہ ہوئے۔ مسلمانوں کی حال کی کامیابی نے ... اور اپنے

متبرک جھنڈے کے ضائع ہونے سے اہلِ فارس نہایت خوف زدہ تھے۔ اُنھوں نے سمجھا کہ اب اُن کے مُلک اور مذہب کے زوال کا وقت آگیا۔ اور اس لئے کچھ عرصہ تک اُنھوں نے مقابلہ نہیں کیا۔ اکثر شہر اور قلعے بلا مزاحمت مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے۔ بابلستان کا بھی یہی حال رہا۔ بابلستان اگرچہ کسی زمانے میں فخر کے قابل تھا لیکن اس وقت وہ کچھ نہ تھا۔ سعدؓ نے دجلہ کو عبور کیا۔ اور مدائن کی طرف کہ فارس کا دارالسلطنت تھا بڑھے آپ کا لشکر جس وقت قادسیہ سے چلا تو تیس ہزار سے زیادہ نہ تھا کیونکہ بہت لوگ لڑائی میں اور بیماری سے مر گئے تھے لیکن بہت لوگ ملک مقبوضہ کے اُن کے ساتھ ہوئے جس سے اب اُن کی تعداد ساٹھ ہزار تک پہونچی۔ یہاں تک کہ شہر مدائن میں داخل ہوئے

مدائن میں ہنوز شکست یافتہ لشکر کے آدمی بہت تھے اور مقابلہ کر سکتے تھے لیکن کوئی شخص حکومت کے قابل نہ ٹھہرا۔ سب پر خوف غالب تھا۔ بادشاہ نے مشیروں کو طلب کیا لیکن سب کا مشورہ بھاگنے کا ہوا۔ اُنھوں نے کہا خراسان اور کرمان ہنوز ہمارا ہے۔ ہم یہاں قیدی ہونے کے واسطے کیوں رہیں۔ یزدجرد کو اس طرح بھاگنے میں تامل تھا۔ اور ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ جب حملہ آوروں کو ایک روز کی راہ رہی اُس نے اپنی قیمتی چیزوں کو لدوایا۔ اور اپنے مصاحبین اور اہل خانہ کے ساتھ حلوان کو روانہ ہوا۔ جو میدیہ کے پہاڑوں کے دامن میں ہے۔ اُس کی اقتدا تمام اہل شہر نے کی جس کے پاس اونٹ یا گھوڑا تھا نہایت خوش نصیب سمجھا گیا۔ کہ اپنے اسباب کو لادلیا۔ اور جن کے پاس باربرداری نہ تھی اُنھوں نے اپنے کندھوں پر جو لے سکے لیا۔ لیکن کہاں تک اسباب لے جا سکتے تھے۔ بہت اسباب شہر میں چھوٹ گیا۔ اس طرح یہ شہر مدائن جس کو رومی ٹسٹیفون کہتے ہیں۔ اور جس نے رومیوں کے محاصرے کو توڑا جن کے ساتھ اسباب محاصرہ مثل انجن وغیرہ کے رہتا تھا بلا لڑے جھگڑے مسلمانوں کے قبضہ کے واسطے چھوڑ گیا۔

سعدؓ اس خالی شہر میں داخل ہوئے۔ اور اس کی عمارات اور باغات اپنے
تصرف میں دیکھ کر متعجب ہوئے اور اپنے جوش میں قرآن کی اُس آیت کو پڑھا جس میں
فرعون کا اور اُس کے لشکر کا اپنے مکانوں کو چھوڑنا اور بنی اسرائیل کا تعاقب کرنا مذکور ہے
آیت کا مضمون یہ ہے کتنے باغات اور چشمے اور غلے کے کھلیان اور عمدہ مکانات انھوں
نے اپنے پیچھے چھوڑے۔ اس طرح سے ہم نے اُن کو بے قبضہ کیا۔ اور اُس کا وارث دوسروں
کو بنایا۔ نہ تو آسمان نہ زمین اُن کے واسطے روئے۔ اور نہ اُن پر کسی نے تاسف کیا۔

اس شہر کو لشکر نے لوٹا شہر کے گھومنے میں انھوں نے کسرا کے مشہور محل
میں گزر کیا جس کی تعمیر **قباد ابن فیروز** نے شروع کی تھی اور اس کے بیٹے **نوشیرواں**
نے پورا کیا۔ یہ سنگِ مرمر کا بنا ہوا تھا۔ اس لئے **سفید محل** کہلاتا تھا جب انھوں نے
اُس کی طرف دیکھا حضرت صلعم کی پیشین گوئی کو یاد کیا جب کہ آپ نے کسرائے فارس کا حال
سُنا کہ اُس نے آپ کا نامہ چاک کر ڈالا۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اُس کی سلطنت
کو پارہ پارہ کریگا مسلمانوں نے کہا کہ **سفید محل** دیکھو۔ **رسول اللہ** صلعم کی پیشین گوئی پوری ہوئی
سعدؓ سفید محل کے بلند دروازے میں شکر الٰہی بجالاتے ہوئے داخل ہوئے۔ آپ کا
پہلا کام یہ تھا کہ آپ نے اس میں شکرانہ کی نماز پڑھی۔ اور ہر کمرے میں کلمہ پڑھا۔ تب آپ نے
اُس کی باریکیوں کو ملاحظہ کیا۔ اور سپاہیوں کو غارت گری سے باز رکھا۔ اور اُس کو اپنا
صدر ہیڈ کوارٹر بنایا۔ وہ مشرقی مینا کاریوں سے مرصع تھا۔ اس کا توشہ خانہ نفیس کپڑوں
سے معمور تھا۔ سلح خانے میں اسباب حرب جڑاؤ بھرے تھے۔ ایک زرہ اور تلوار ایوان شاہی
میں تھی جس پر بے بہا جواہرات ٹکے تھے۔ ایک چاندی کا سوار سونے کے گھوڑے
پر تھا۔ اور ایک سونے کا سوار چاندی کے اونٹ پر اور اُن پر بھی جواہرات جڑے تھے
گنبدوں میں چاندی اور سونے اور جواہرات کے خزانے بے حساب تھے۔ بعض
کمروں میں سونے چاندی کے برتن عطریات سے بھرے ہوئے تھے۔ میگزین میں مصالح

اور خوشبو مصالح اور ہر قسم کے ادویات فراہم تھے۔ اور کافور بھی تھا جس کو بعض عربوں نے غلطی سے نمک سمجھا۔ ایک کمرے میں ایک بڑا ریشمی قالین تھا جس کو جاڑے کے ایام میں بادشاہ مصرف میں لاتے تھے۔ اُس میں ہنرمندی اور روپیہ دونوں کا صرف معلوم ہوتا تھا۔ وہ باغ کی شبیہ میں بنایا گیا تھا۔ پیڑوں کی پتیوں کی جگہ زمرّد تھا۔ اور اپنے اپنے رنگ کے موافق موتی اور جواہرات سے بنائے گئے تھے۔ اور پانی کے چشمے ہیرے اور نیلم کے بنائے گئے تھے۔ کہ جس سے پانی کی چمک ظاہر ہو۔ اس کی قیمت کا اندازہ قیاس سے باہر تھا۔ اور عدالت دیوانی کی جگہ اور سب کمروں سے بہت زیادہ مرصع تھی۔ مورخ دی ہربلوٹ کا بیان ہے کہ اُس کی چھت بُرجوں کے مانند تھی جس میں سونے کے کرّے گھومتے تھے ٹھیک اُسی طرح جس طرح ستارے اور منطق البروج کی نشانیاں ہوں تخت نہایت مرصع چاندی کے پائے پر تھا۔ اور اُس پر خسرو نوشیرواں کا تاج سونے کی زنجیر میں لٹکا ہوا تھا لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جب اُس پر بیٹھتے تھے تو پہنتے تھے۔

ایک خچر پر ایک شخص پکڑا گیا کہ وہ کچھ جواہرات یزدجرد کے تاج کے معہ کمربند اور تلوار اور گلوبند کے لئے جاتا تھا۔ سعدؓ نے عمر بن مسکری کو غنیمت کا ذمہ دار کیا کہ باضابطہ طور پر تقسیم کیا جائے گا۔ اور لوگ شہر کی گلیوں میں پکارنے کے واسطے بھیجے گئے کہ غنیمت کو عمر بن مسکری کے پاس لاویں۔ اس قدر غنیمت تھی کہ بعد بھیجنے پانچویں حصہ غنیمت پاس خلیفہ وقت کے ساٹھ ہزار آدمیوں میں فی کس بارہ سو درہم چاندی حصہ پڑا۔

پانچواں حصہ غنیمت کا خلیفہ وقت کے پاس لے جانے میں نو سو اونٹ انبار کئے گئے انہیں میں وہ قالین اور تاج شاہی بھی تھا۔ اہل مدینہ اس قدر خزانہ دیکھ کر متعجب ہوئے حضرت عمرؓ نے کہا اس غنیمت سے ایک مسجد بنا کرنی چاہئے۔ اس کا مشورہ ہوا۔ کہ قالین خلیفۂ وقت کے مصرف میں عدالت کے وقت بچھایا جائے یا بیت المال میں رکھا جائے

یا غنیمت کے ساتھ تقسیم کیا جائے۔ حضرت عمرؓ نے اُس قالین کی تقسیم کا قصد اپنے سرداروں میں کیا۔ آپؓ نے اُس کا ٹھیک برابر حصہ کیا۔ بلالحاظ اُس کی یک جائی قیمت و حُسن کے یہ ایسی قیمتی چیز تھی کہ حضرت علیؓ نے اپنا حصہ آٹھ ہزار درم چاندی میں فروخت کیا۔

اس شہر کا پورا قبضہ ماہ صفر ۱۶ ؁ھ میں ہوا مطابق ۶۳۷ ؁ء کے۔ اُسی سال جس سال یروشلم (بیت المقدس) فتح ہوا۔ اس غنیمت کی خبر سن کر معزز لوگ یمن اور مصر کے ان قیمتی چیزوں کی خریداری کے واسطے آئے۔

فصل اٹھارویں

سعدؓ یزدجرد کا تعاقب حلوان تک میدیہ کے پہاڑوں میں کرتے۔ جہاں وہ پناہ گزیں ہوا تھا لیکن حضرت عمرؓ نے اُن کو باز رکھا۔ جو کہ مدینہ ہی سے اپنی سرداروں پر نگراں رہتے تھے۔ اس خوف سے کہ اپنی کامیابی کی حالت میں ہمارے احاطہ تائید سے باہر نہ ہو جاویں۔ اصل لشکر کے ساتھ وہ خود مدائن میں رہے۔ اور اپنے بھائی ہاشم کو بارہ ہزار آدمیوں سے مفروریوں کے تعاقب میں روانہ کیا۔ ہاشم نے ایک بڑا لشکر فارسی مفروریوں کا جیلولہ میں پایا کہ حلوان سے بہت دور نہیں ہے۔ اور وہ لوگ مقابلہ کو تیار ہو گئے۔ اُنھوں نے اُس کا محاصرہ کیا لیکن وہ نہایت مستحکم جگہ تھی اور چھ مہینے تک محاصرہ کئے رہے۔ اس درمیان میں اسّی حملے ہوئے۔ آخر میں قلعہ کا لشکر گھٹ جانے سے اور سرداروں کے مارے جانے کے باعث یہ جگہ بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئی۔

یزدجرد نے جیلولہ کا حال سن کر حلوان کو چھوڑا۔ اور کچھ لشکر بھی اپنے سردار جبش کے تحت میں مسلمانوں کے روکنے کے واسطے اُس جگہ چھوڑا۔ اب جس جگہ یزدجرد نے پناہ لی وہ رَے تھی جس کو ایرانی رگیس اور یونانی رگیھیا کہتے ہیں۔

یہ نہایت قدیم شہر ہے مقابل میں نینوا اور اکٹبانا کے جس کا ذکر مورخ ثابت نے لکھا ہے کہ ہم نینوا سے ریگھیا کو گئے۔ یہ جگہ قدیم زمانے میں فارس کے بادشاہوں کو مرغوب تھی۔ اس سفر میں یزدجرد پالکی پر جاتا تھا جس کو خچر لئے جاتے تھے۔ جبش کو یہاں شکست ہوئی اور وہ پیچھے ہٹا۔

سعدؓ نے خلیفہ وقت کو پھر لکھا کہ اُن کو فارسی بادشاہ کے تعاقب کی اجازت ملے۔ قبل اس کے کہ وہ لشکر پہاڑوں میں فراہم کر سکے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے پھر باز رکھا اور منع کیا کہ تم نے اس سال سواد اور عراق کی فتوحات پوری کیں۔ کیونکہ حلوان عراق کے کنارے پر ہے۔ ہمارے واسطے اس قدر کافی ہے۔ مسلمانوں کی خیریت چاہیئے کہ زیادہ قیمتی ہے۔ اس طرح سنہ ۱۶ ہجری ختم ہوئی۔

مدائن کی آب و ہوا خلاف مزاج سعدؓ اور ان کے لشکر کے ہونے سے حضرت عمرؓ نے اجازت دی کہ کوئی ایسی مناسب جگہ ہو جہاں کی آب و ہوا بہتر ہو اور وہ دریائے فرات کے پچھم ہو۔ اور جس میں اونٹوں کے لئے خوب گھاس دستیاب ہو اس کو اپنا صدر مقرر کرو۔

سعدؓ نے اس قسم کی جگہ کوفہ کو تجویز کیا۔ جہاں سے موافق بیان مورخین کے حضرت نوحؑ اپنی کشتی پر سوار ہوئے۔ اور اہل عرب یہ بھی کہتے ہیں کہ سانپ بعد وسوسہ دینے حواؑ کے یہیں اتارا گیا تھا۔ اس لئے وہ کہتے ہیں کہ کوفیوں میں دغا بازی اسی کے اثر سے ہے۔ یہ شہر مابعد میں ایسا مشہور ہوا کہ دریائے فرات اسی کے نام سے نہر کوفہ کہلانے لگا۔ خطِ کوفی عربوں میں یہیں سے جاری ہوا۔ کوفہ کے تعمیر کرنے میں پتھر اور سنگ مرمر اور لکڑیاں اچھی عمارتوں کے واسطے مدائن کے شکستہ مکانوں سے لائی گئی تھیں۔ کیونکہ بابلستان کے اطراف میں ان چیزوں کی ایسی گرانی ہے کہ وہاں عمارتیں کچی اینٹوں کی بنائی جاتی ہیں۔ سعدؓ نے کہ جن کو کچھ ذائقہ فارس کی آرائشوں کا تھا ایک محل گرمی کے واسطے بنوایا۔ اور اس میں

بہت بڑا پھاٹک مدائن کے خسرو فارس کے محل کا لگایا۔ جب اس محل کی خبر حضرت عمرؓ کو معلوم ہوئی، آپ بہت ناخوش ہوئے کیونکہ آپؓ ڈرتے تھے کہ آپؓ کے سرداران کہیں عرب کی سادگی چھوڑ کر غیر ملکوں کی آرائشوں میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

حضرت عمرؓ نے اس لئے ایک معتمد ایلچی جن کا نام محمد بن مسلمہ تھا بھیجا کہ سعدؓ کو سخت ملامت کریں۔ کوفہ پہونچکر محمد بن مسلمہ نے اس محل کے دروازے کے پاس بہت لکڑیاں فراہم کیں۔ اور اس میں آگ لگا دی۔ جب حضرت سعدؓ نکلے اور اس حرکت پر شکایت کی محمد بن مسلمہ نے خلیفۂ وقت کا اس مضمون کا خط دکھلایا۔

"ہم کو معلوم ہوا ہے کہ تم نے بہت بلند محلسرا تعمیر کیا ہے جیسا کسرائے فارس کا تھا! اور اُس میں بہت بڑا پھاٹک اُس کے محل کا لگا کر مرصع کیا ہے۔ اس نظر سے کہ اُس پر محافظ تعینات کروگے۔ کہ جو تمھارے پاس انصاف اور مدد کے واسطے آنا چاہے وہ تمھارے پاس نہ جا سکے جیسا کہ تم نے کسرائے فارس کی اقتدا کی یاد رکھو کہ کسرائے فارس مر کر قبر میں گئے۔ ہر گاہ رسول اللہؐ اپنے مبتذل ہی کے مکان سے اعلیٰ سے اعلیٰ آسمان پر گئے۔ ہم نے محمد بن مسلمہ کو تمھارا محل جلانے کو بھیجا ہے۔ اس دنیا میں دو مکان تمھارے لئے بس ہیں۔ ایک رہنے کو اور دوسرا بیت المال کے واسطے"

حضرت سعدؓ نے حضرت عمرؓ کے حکم میں کچھ عذر نہ کیا۔ اور محل کو جلتے ہوئے دیکھتے رہے۔ بلکہ انھوں نے محمد بن مسلمہ کے سامنے کچھ تحفے پیش کئے لیکن انھوں نے انکار کیا۔ اور مدینہ کو واپس آئے۔ سعدؓ نے رہنے کے واسطے اور بیت المال کے لئے دو مکان بنائے کہ وہ دوسری سمت میں کوفہ کے تھے۔

جس سال کوفہ کی بنیاد پڑی اسی سال حضرت عمرؓ نے ام کلثوم بنت حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا کہ نواسی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئیں۔ اس رشتہ داری سے آپؓ کی محبت اور اعتماد حضرت علی کے ساتھ اور بھی زیادہ ہوا۔

کہ آپ کے مشیر تھے۔ اور دوسرے مشیر آپ کے حضرت عثمانؓ تھے۔ اور یہ دونوں بزرگ خلیفۂ وقت کو انتظام مملکت میں بڑی مدد دیتے تھے۔ اگرچہ حضرت عمرؓ کے احکام کیسے ہی سخت معلوم ہوتے ہوں لیکن اس میں شک نہیں کہ بے جانبدار اور بڑا انصاف تھے۔ اور ایک موقع پر جب آپؓ کے بیٹے پر نشہ خواری ثابت ہوئی تو آپ نے ضابطے کے موافق ان پر پچیس دُرّے لگائے۔

فصل انیسویں

بصرہ کی بنا سے ساسانیوں کے حاکم اہواز کو جس کا نام ہرمزان تھا نہایت تکلیف ہوئی۔ اُس کا علاقہ درمیان فارستان اور بابلستان کے تھا۔ اُس نے سمجھا کہ اس شہر کی ترقی سے ہماری رکاوٹ ہے۔ صوبہ فارس کے زرخیز صوبوں میں تھا جہاں روئی چاول چینی اور گیہوں ہوتے تھے۔ اس قدر شہروں سے معمور تھا کہ مورخ طبری نے ستاروں کے غنچے سے تشبیہ دی ہے۔ اس کے وسط میں سوسا بڑی تجارت کی جگہ تھی۔ بادشاہ فارس کے سیر و سیاحت کی جگہ تھی۔ اور ایسا کہا جاتا ہے کہ پیغمبر دانیال کی قبر یہیں ہے۔ یہ شہر ایک وقت محل اور ایوان شاہی سے معمور تھا۔ اگرچہ اب بالکل جنگل اور شیر کے رہنے کی جگہ ہے۔

یہاں ہرمزان نے بادشاہی دولت فراہم کی اور ایوان بنایا۔ وہ خاندان عالی سے تھا۔ اور اُس کے مورث اعلےٰ نے ایک وقت تخت فارس پر جلوس کیا تھا۔ اس لیئے اس کے خاندان کے لوگ شاہی تاج پہنتے تھے۔ چونکہ خاندان شاہی سے تھے اور اُن کے خاندان کی عزت اہل فارس بادشاہوں کی طرح کرتے تھے۔

اس دلیر شخص نے جس نے مسلمانوں کی قوت جنگ قادسیہ میں دیکھی تھی بصرہ کی ترقی بخش قوت پر حملہ کرنا چاہا۔ اس کے بانیوں نے مدینہ میں خلیفۂ وقت کے پاس

حفاظت کے واسطے التجا کی۔ اور خلیفہ نے کچھ لشکر مدد کے واسطے مدینہ سے اور سعدؓ نے کوفہ سے روانہ کیا۔ ہرمزان کو اس لڑائی کے برپا کرنے سے تاسف ہوا۔ اُس کو برابر شکست ہوتی گئی۔ اور آخرش اپنا نصف ملک دے کر اُس نے صلح کی۔ اور اُس میں صرف چار شہر رہ گئے۔ اُس کو اس پر بھی آرام کرنے کا موقع نہ ملا۔ یزدجرد نے مرے سے ہرمزان اور اُس کے ہمسایہ کے حاکم فارستان کو ملامت لکھی کہ کیوں نہیں اکٹھے ہو کر مسلمانوں سے مقابلہ کیا۔ اُس کے حکم سے ہرمزان نے بدعہدی کی۔ ہرمزان کا اپنے مفروری بادشاہ کا اطاعت کرنا اُس کے زوال کا باعث ہوا۔ خلیفہ وقت نے مختلف اطراف سے فوج کی فراہمی کا حکم دیا اور اہواز کے فتوحات پورا کرنے کے لئے چھ مہینے تک اُس کا محاصرہ رہا جس درمیان میں بہت حملے ہوئے اور سخت لڑائی فریقین سے ہوئی۔ آخرش براءؓ بن مالک کو اس مسلمانوں کے لشکر کی سرداری ملی۔ یہ رسول اللہ صلعم کے مرغوب تھے۔ اور اُن کے بہ نسبت لوگوں کو حسن ظن تھا۔ اُن کو ہر وقت موت و حیات یکساں معلوم ہوتی تھی خطرناک جگہوں میں وہ سب کے آگے ہوتے تھے اور جس لڑائی میں وہ گئے فتح ہوئی۔ اُن کے سردار لشکر ہونے پر لشکر نے خوشی سے اُن کو گھیر لیا اور کہا کہ اے براءؓ قسم کھائیے کہ ان کافروں کو شکست ہو۔ براءؓ نے قسم کھائی کہ جگہ قبضہ میں آجائیگی اور دشمن بھاگیں گے لیکن ہم شہید ہونگے۔

دوسرے ہی حملے میں وہ ہرمزان کے ہاتھ سے شہید ہوئے لشکر نے اُن کی شہادت کو فال خیر سمجھا۔ اُنھوں نے کہا کہ آدھی قسم اُن کی پوری ہوئی لیکن آدھی باقی ہے وہ بھی پوری ہو جائیگی۔

تھوڑے ہی عرصے کے بعد ایک پارسی باغی ابو شبرا کے پاس کہ براءؓ کی جگہ پر سردار ہوئے تھے آیا۔ اور اُن پر قلعہ کی ایک راہ ظاہر کی جس کے ذریعہ سے پانی اس قلعہ میں جاتا تھا۔ ایک سو مسلمان اس راہ سے چلے۔ اور پھاٹک کھول دیا کہ مسلمانوں کا لشکر

قلعہ کے اندر چلا آیا۔ ہرمزان ایک مضبوط برج میں تھا۔ اُس کی دیوار سے اُس نے صلح کی گفتگو شروع کی۔ میرے ساتھ ایک ہزار تیر انداز ہیں اور تمھاری جان لینے کو کافی ہیں لیکن بہرکیف اس بیکار خوں ریزی کا کیا فائدہ۔ ہم کو عزت کے ساتھ جانے دو۔ اور ہم کو حفاظت کے ساتھ خلیفۂ وقت کے پاس لے چلو۔ اگر وہ ہم کو تخت سے اتار دینگے تو ہم راضی ہیں۔

اس پر لوگ راضی ہوئے۔ ہرمزان جب قلعہ سے نکلا تو اُس کی لوگوں نے تعظیم کی اور محافظین کے ساتھ مدینہ روانہ ہوا۔ وہ اس طرح جاتا تھا جس طرح سردار محافظین کے ساتھ جاتے ہیں۔ قیدیوں کی طرح نہیں۔ جیسے ہی وہ اس شہر میں پہونچا۔ اُس نے کچھ آرام کیا۔ اور کپڑا نہایت مرصع پہنا اور تاج شاہی سر پر رکھا اور مدینہ کے دروازے میں داخل ہوا۔ مدینہ کے باشندے اس پُر تکلف لباس میں اس کو دیکھ کر متعجب ہوئے۔

حضرت عمرؓ اپنے مکان میں نہ تھے۔ مسجد میں تھے اس لئے ہرمزان کو مسجد کی طرف لے گئے۔ جب مسجد کے قریب پہونچے تو دیکھا کہ خلیفہ وقت کا لبادہ لٹکا ہی۔ آپ پیوند لگا ہوا کپڑا پہنے ہیں۔ اور اپنا عصا سر کے نیچے رکھ کر سوتے ہیں۔ ساتھ کے آدمی تعظیم کے ساتھ کچھ فاصلہ پر بیٹھ گئے۔ اور آپ کے جاگنے کے منتظر رہے۔ انھوں نے ہرمزان سے آہستہ کہا کہ مسلمانوں کے بادشاہ یہی ہیں۔ اور یہ اسی طرح بلا محافظین کے سوتے ہیں؟ جواب ملا ہاں۔ آپؓ اکیلے آتے جاتے ہیں۔ اور جہاں خوش آیا سو رہتے ہیں۔ اور آپ کیا عدل و انصاف کی کارروائی بلا افسر اور ایلچی اور اراکین کے کرتے ہیں۔ جواب کہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ آخرش ہرمزان نے کہا کہ یہ حالت پیغمبروں کی ہی۔ بادشاہوں کی نہیں ہی۔ جواب ملا کہ یہ پیغمبر نہیں ہیں۔ بجائے پیغمبر صلعم کے ہیں۔ جب خلیفہ وقت اٹھے۔ آپؓ نے ساتھیوں کو پہچانا۔ اور فرمایا کہ تم خبر لائے ہو لیکن یہ شخص جو فضولی کے ساتھ آراستہ لباس پہنے ہی کون ہی۔ لوگوں نے جواب دیا کہ یہ ہرمزان اہواز کا بادشاہ ہی۔ آپؓ نے اپنا منہ پھیر کر فرمایا کہ اس کافر کو یہاں سے لے جاؤ

اور اس کا مرصع کپڑا اتار کر اسلام کے سادے لباس میں لاؤ۔

حسب الحکم آپ کے ہرمزان کو لے گئے۔ اور یمن کا سادہ لباس پہنا کر تھوڑے ہی عرصہ میں اس کو لے آئے۔ ہرمزان نے اپنی جان بچانے کے واسطے اُس خون کے بدلے میں کہ اُس نے براء ابن مالک کو مارا تھا۔ بہت طرح کے حیلے کئے۔ اُس نے اپنی پیاس بجھانے کے واسطے پانی مانگا۔ اور ایک ظرف پانی کا پیالہ لایا گیا۔ اُس نے قبل پینے کے خلیفۂ وقت سے اجازت چاہی کہ جب تک میں پانی نہ پی لوں محفوظ رہوں خلیفۂ وقت نے اس کو منظور کیا۔ جب پانی آیا اُس نے اُس کو زمین پر پھینکا اور کہا کہ جب تک ہم پانی نہ پئیں گے آپ کے قول کے موافق محفوظ رہینگے۔

حضرت عمرؓ اس فقرے میں کب آنے والے تھے۔ آپؓ نے فرمایا کہ کوئی چیز تم کو نہ بچائے گی۔ لیکن اسلام قبول کرنا۔ اُس نے اطاعت کی اور اسلام قبول کیا۔ اور سچے مسلمانوں میں شمار ہونے لگا۔

وہ اس کے بعد مدینہ میں رہنے لگا اور خلیفۂ وقت نے اُس کو تحفے دیئے۔ اور مابعد میں بڑے کام کی خبریں فارس کی نسبت اُس نے حضرت عمرؓ کو دیں۔ اہواز کے فتوحات سنہ ۱۹ھ میں پورے ہوئے۔

فصل بیسویں

حضرت عمرؓ اپنے دور کے ماتحت افسروں پر بھی نہایت تیز نظر رکھتے تھے کہ مبادا غیر ملک کی آرائشوں میں جس کے وہ فاتح تھے مبتلا نہ ہو جاویں۔ اور اپنے عرب کی سادگی کو کہ کامیابی کا ذریعہ ہے بھول نہ جائیں۔ باوجود اس بات کے کہ آپ نے سعدؓ کا کوفہ کا محل جلوا دیا۔ اور اُن کو سخت تنبیہ کی لیکن تاہم اُن کی شکایت متواتر پہونچی کہ آپ آرائش پسند ہیں اور یہ کہ انصاف نہیں کرتے ظلم کرتے ہیں۔ اور غنیمت کی تقسیم میں عدل نہیں رکھتے

اور لڑائی کے کاموں میں سست ہیں۔ اکثر الزاموں میں سے بے بنیاد ٹھہرے لیکن باتحقیقات کامل آپؓ معطل کئے گئے۔

جب یہ خبر رے میں یزدجرد کو پہونچی کہ مسلمانوں کے سردار جنھوں نے قادسیہ میں فتح حاصل کی۔ رستم کو مار ڈالا۔ اور مدائن پر قبضہ کر لیا۔ اور اُس کو پہاڑوں میں نکالا۔ حکومت سے معزول کئے گئے۔ اس کی امید تازہ ہوئی اور خطوط اُن صوبوں کے نام لکھے۔ کہ اب تک فتح نہ ہوئے تھے اور بڑی کوشش واسطے حصول اپنی سلطنت کے کی۔ اس فراہمی کے واسطے نہاوند تجویز ہوا۔ یہ بہت قدیم جگہ تھی بعضوں کا بیان ہے کہ اس کے بانی حضرت نوحؑ تھے۔ اور انھیں کے نام سے یہ جگہ اس لئے مشہور ہوئی۔ اور ہمدان سے یہ مقام تیس کوس کے فاصلہ پر تھا جس کو قدیم یونانی اکٹانا کہتے تھے۔ یہاں پر ڈیڑھ لاکھ آدمی جمع ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے مشیروں کو مدینہ کی مسجد میں جمع کیا۔ اور اس خبر کو کہ اُسی وقت ملی تھی سُنایا۔ آپؓ نے فرمایا کہ شاید یہ آخری بڑی کوشش فارسیوں کی ہے۔ اگر ہم لوگ اس دفعہ اُن کو شکست دینگے۔ تو وہ پھر اس قدر فراہم کبھی نہ ہو سکینگے اس لئے آپ نے اپنی رائے ظاہر کی کہ ہم خود اس دفعہ کے لشکر کی سالاری میں جایا چاہتے ہیں۔ اس پر بڑے قوی عذر ہوئے۔ اور عثمانؓ نے کہا کہ اطراف سے لشکر فراہم کیجئے لیکن آپ خود خواہ کوفہ خواہ حلوان میں رہئے۔ اور وہاں سے مدد بھیجا کیجئے۔ کہ اگر مسلمانوں کو شکست بھی ہو تو پھر فراہم کر کے اُن سے پھر حملہ کرائیے۔ اور دوسروں نے مختلف مشورے دیئے۔ آخر کو یہ امر حضرت عباسؓ ابن عبدالمطلب کے پاس کہ اُس وقت کے بڑے دانشمندوں میں قوم قریش کے شمار کئے جاتے تھے پیش کیا گیا اُن کی رائے ہوئی کہ خلیفہ وقت کو مدینہ میں رہنا چاہئے۔ اور لشکر کی سالاری نعمانؓ ابن مکری کو کہ اس وقت اہواز میں اُس وقت سے تھے جیسے سعدؓ نے اُن کو وہاں عراق سے تعینات کیا تھا حضرت عباسؓ کا انتقال ۳۲ھ میں ہوا انگریزی

مورخ کا بیان ہے کہ ایسی بڑی بڑی سلطنتوں کے مثل جیسے شام خالدیہ۔ بابلستان اور میدیہ دکردستان) کے امورات کا تجویز ہونا تھوڑے سے ریش سفید عربوں سے کہ چند برس اس کے پیشتر بے خانماں مفروری تھے تعجب خیز معلوم ہوتا ہے۔ نعمان کے پاس نہاوند جانے کا حکم بھیجا گیا۔ اور اُن کو مدینہ۔ بصرہ اور کوفہ سے مدد آ پہونچی۔ اُن کا لشکر اس مدد کے پہونچنے پر بھی تھوڑا تھا لیکن سب تجربہ کار معتمد اور فتوحات حاصل کئے ہوئے تھا۔ اُن کے پاس دس ہزار آدمی اور بھی سواد۔ حلوان اور دوسری جگہوں سے آ پہونچا۔ فارسیوں کا لشکر جو نہاوند میں جمع ہوا۔ فیروزان کے تحت میں تھا۔ یہ شخص ضعیف اور کم زور تھا لیکن پر دلیر اور آزمودہ کار تھا۔ اور صرف ایک یہی سردار باقی رہ گیا تھا۔ کہ اس کام کے لائق تجویز پایا۔ اور سب پہلی لڑائیوں میں ہلاک ہو چکے تھے۔ یہ پرانا شخص عربوں کے میدان کے بہادرانہ حملے سے پوری طرح واقف تھا۔ اس لئے اُس نے ایک مستحکم جگہ میں مورچہ بندی کی۔ اور اُس کے گرداگرد کھائی کھدوائی۔ اور اُس کو پانی سے بھرا۔ یہاں اُس کا قصد ہوا کہ پہلے مسلمانوں پر حملہ نہ کرے۔ بلکہ ٹھہرا رہے۔ یہاں تک کہ اُن کو بے صبری ہو اور تب دفعتہً اُن پر آپڑے۔

نعمانؓ فارسی لشکر کے آگے آئے اور اُن پر بارہا آوازہ لڑائی کا دیا لیکن وہ پُرانا آدمی مورچہ سے نہ نکلا۔ دو مہینے بے کار گزر گئے۔ اور مسلمانوں میں فیروزان کی تجویز کے موافق ناراضی اور شکایت افسر کی ہونے لگی۔ نعمانؓ نے ایک حیلے کی تجویز کی کہ غنیم کو مورچہ سے نکالیں۔ اُنھوں نے جلد جلد خیمہ اُکھاڑ اور پیچھے ہٹے۔ اور کم قیمت چیزوں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ یہ چال چل گئی۔ فارسیوں نے حملہ کیا۔ اگرچہ بہت ہوشیاری سے تعاقب کرتے تھے۔ نعمانؓ دوسرے دن بھی پیچھے ہٹے۔ اور اُن کا مخالف پیچھا کرتا رہا جب اپنے مورچہ سے اہل فارس دور پڑ گئے تب اُنھوں نے ایک جگہ رات کو قیام کیا اور اُنھوں نے اپنے لشکر سے کہا کہ کل صبح سے لڑائی کے واسطے آمادہ رہو۔ ہم رسول اللہ صلعم کے ساتھ

اکثر لڑائیوں میں رہے ہیں۔ آپ کا معمول تھا کہ جمعہ کی نماز کے بعد لڑائی شروع کرتے تھے۔ دوسرے روز جب لشکر جنگ کی صفوں میں قائم کیا گیا۔ نعمانؓ نے اُن کے سامنے نماز پڑھی اور دعا کی کہ اے اللہ اسلام کی مدد کر۔ ہم کو کافروں پر فتح دے۔ تب ماتحت کے افسروں کی طرف مخاطب ہوئے۔ اور کہا کہ اگر ہم شہید ہوں تو فلاں شخص میری جگہ پر سالار ہو۔

آپؓ نے ایک نشانی لڑائی شروع کرنے کی بتائی۔ آپؓ نے فرمایا کہ ہم تکبیر پکاریں گے اور اپنا جھنڈا ہلا دینگے تیسری دفعہ جس طرح ہم حملہ آور ہوں اسی طرح سب ہوں۔ آپؓ نے تکبیر اللہ اکبر کہہ کر پکاری تیسری مرتبہ جھنڈا ہلا کر تکبیر پکاری۔ اور تمام ہوا تکبیر سے گونج گئی۔ دونوں لشکر کی حرکت مہیب تھی۔ وہ سب فوراً ہی اپنے گرد سے لپٹ گئے جس میں صرف تلوار کی ایسی آواز معلوم ہوتی تھی کہ کیا ہوتا ہے۔ ہر گاہ اللہ اکبر کی صدا اور فارسیوں کا کوسنا اور زخمیوں کی چلاہٹ سنی جاتی تھی۔ ایک ہی گھنٹے میں فارسیوں کو پوری شکست ہوئی اور نعمان نے کہا اے اللہ میری دعا بہ نسبت فتحیابی کے قبول ہوئی۔ اب میری شہادت کی بھی دعا قبول ہو۔ آپؓ اپنے جھنڈے کے ساتھ ایک دشمن کے تعاقب میں ہوئے لیکن ابھی وقت ایک مفروری فارسی کا تیر آپؓ کو لگا۔ اور انتقال کیا۔ اُن کی لاش خون اور گرد آلود اُن کے بھائی کے پاس لائی گئی۔ اور اُن کا جھنڈا حذیفہؓ کو جن کو اپنا قائم مقام نامزد کیا تھا دیا گیا۔

فارسیوں کا تعاقب بڑی خونریزی کے ساتھ کیا گیا۔ فیروزان ہمدان کی طرف بھاگا لیکن رات کے وقت جب پہاڑ پر چڑھتا تھا پکڑا گیا۔ اور اُس کے ساتھ بہت خچر اور اونٹ آسائش کے اسباب سے لدے ہوئے تھے۔ یہاں وہ مع کئی ہزار آدمیوں کے مارا گیا۔ بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ چالیس خچروں پر شہد تھے۔ اور اسی سے اہل عرب ہنسی سے کہتے ہیں کہ فیروزان اپنے شہد میں پھنس گیا۔ کل فارسی جو اس جنگ میں مارے گئے۔ ایک لاکھ آدمی تھے۔ یہ واقعہ ۲۱ھ ہجری میں بمطابق ۶۴۲ء کے پیش آیا۔ اور اہل اسلام اس کو فتح الفتح

کہتے ہیں۔

لڑائی کے دوسرے روز ایک شخص گدھے پر حذیفہؓ کے سامنے خیمہ گاہ میں آیا۔ یہ وہی شخص تھا جس نے آتش پرستوں کے آتش کدہ میں خدمت کی تھی اور ڈرتا تھا کہ کہیں مسلمان اُسے نہ مار ڈالیں۔ اُس نے کہا کہ ہماری اور ہمارے ساتھی کی جان بخشی جاوے تو ہم آپؓ کو خزانہ بتا دیتے ہیں جس کو یزدجرد نے رے جاتے وقت میرے سپرد کیا ہے۔ اُس کے شرائط منظور ہونے پر اُس نے ایک مہر کیا ہوا صندوق دیا اور اُس کو کھولنے پر حذیفہؓ نے دیکھا کہ دو لعل اور قیمتی جواہرات سے بھرا ہوا تھا۔ آپؓ نے اُس کو بیشمار دولت تصور کیا۔ اور کہا کہ یہ جواہرات نہ لڑائی میں ہاتھ آئے نہ تلوار کے زور سے۔ اس لئے اُن کے تقسیم کا حق ہم کو نہیں ہے۔ اپنے ماتحت افسروں کی رائے سے اُنھوں نے اس صندوق کو خلیفہ وقت کے پاس مع خمس حصۂ غنیمت کے روانہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے ان بادشاہی جواہرات کو حقارت سے دیکھا اور لینے سے انکار کیا اور فرمایا کہ ہم بھی اس کے مستحق نہیں جنھوں نے اس کے ملک کو حاصل کیا ہے وہی لوگ اس کی تقسیم کے سزاوار ہیں۔ اس لئے جو آدمی لے گیا تھا اُسی کے معرفت فوراً ہی واپس دیا۔ حذیفہؓ نے ان جواہرات اور زیورات کو فروخت کیا۔ اور جب اُن کی قیمت لشکر میں تقسیم کی گئی۔ ہر سوار کو چار ہزار اشرفی ملی جب حضرت عمرؓ نے فتح نہاوند کی خبر سُنی۔ آپؓ نے پہلے اپنے ساتھی نعمانؓ کی خیریت پوچھی جواب سُن کر آپؓ نے فرمایا کہ اللہ اُن پر رحمت کرے۔ وہ شہید ہوئے اور خوب روئے۔ اور آپؓ نے پوچھا کہ اور کون شہید ہوا جن سے آپؓ واقف تھے اُن کے نام لئے گئے۔ اور جن سے واقف نہ تھے اُن کی نسبت آپؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُن کو جانتا ہے۔ اور اسی مضمون کی آیت پڑھی۔

فصل اکیسویں

فارسی لشکر کہ فیرزان کی تحت میں شکست اٹھا چکا تھا ہمدان کے قریب جمع ہوا۔

لیکن حذیفہؓ نے کچھ لشکر بھیج کر اُس کو بھی شکست دی اور اپنا صدر نہاوند میں مقرر کیا۔
تب شکست یافتوں نے ہمدان میں پناہ لی اور ایک مضبوط قلعہ میں اپنے کو مستحکم کیا۔

ہمدان ملک فارس میں دوم شہر تصور کیا جاتا تھا۔ اس کے باشندوں میں یہودی بہ نسبت اور شہر کے زیادہ تھے۔ یہ ایک بلندی پر واقع تھا جس کے بغل سے ہو کر دھارے کوہ الوند سے جاری تھے۔ اس جگہ کی حکومت اُسی حبش کو ملی تھی۔ جو حلوان میں شکست اُٹھا چکا تھا حبش نے نہاوند میں آکر حذیفہؓ سے ملاقات کی۔ اور صلح کر لی لیکن صلح سازشی تھی۔ اور واپس جا کر ہمدان کو مستحکم کیا۔ اور اس درمیان میں آذربایجان سے اُس کے پاس امدادی لشکر بھی آگیا خلیفہ عمرؓ نے حاکم ہمدان کی اس بدعہدی کا حال سُن کر ایک قوی لشکر ایک لائق افسر کے ساتھ جن کا نام نعیم ابن مکرم تھا روانہ کیا حبش شجاع اور ہوشیار آدمی تھا۔ اپنے لشکر کی بڑی تعداد پر بھروسا کر کے وہ اپنے قلعہ سے نکل آیا۔ اور مسلمانوں سے میدان میں آلڑا۔ لڑائی تین روز تک رہی۔ اور نہاوند سے بھی سخت تر تھی لیکن آخر میں مسلمان کامیاب ہوئے اور اس شہر پر قابض ہو گئے

نعیمؓ اب رے کی طرف چلے جہاں یزدجرد نے پناہ لی تھی۔ آپ نے اس شہر کو اس خطرے کی حالت میں چھوڑا۔ اور اس کو ایک رئیس کے سپرد کیا جس کا نام سیاوش بن براہام تھا۔ یہاں فارسی صوبوں نے کہ ابھی تک مفتوح نہ ہوئے تھے امدادی لشکر بھیجے کیونکہ سیاوش نے اخیر تک لڑنے کا عہد کیا تھا۔ اُس کی حمایت بے کار تھی دغابازی اور فریب فارسیوں میں رائج تھا۔ زین نے ایک قوی رئیس شہرے کا تھا۔ اور سیاوش کا دشمن تھا مسلمانوں سے سازش کی۔ اور جب سیاوش ایک دروازے سے حملہ آور ہوا تو زین نے مسلمانوں کے دو ہزار آدمیوں کو دوسرے دروازے سے شہر میں داخل کیا۔ شہر کی گلیوں میں سخت خونریزی ہوئی۔ اور دونوں لشکر خوب لڑے۔ سیاوش اپنے بہت لشکر کے ساتھ مارا گیا۔ اور وہ شہر قبضہ میں آگیا اور لوٹا گیا۔ اور اس کا قلعہ توڑ دیا گیا۔

اور زین اپنی خیر خواہی کے صلہ میں وہاں کا حاکم مقرر ہوا۔
نعیم نے اب اپنا لشکر متفرق سمت میں روانہ کیا یعنی قومس اور دامغان اور جرجان (قدیم ہرکانیہ) اور طبرستان کی طرف۔ یہاں خفیف مزاحمت ہوئی لیکن قومی جرأت زائل ہو گئی تھی۔ بلکہ مذہبی جوش بھی جاتا رہا تھا۔ فرخام ایک جنگجو عاقل نے جب اس سے لوگوں نے مشورہ لیا کہا کہ فارسیوں کا مذہب کہنہ ہو گیا۔ نئے مذہب نے سب کو برطرف کیا۔ میری رائے ہے کہ صلح کر لیں۔ اور جزیہ دیں۔ اس کی رائے قبول کی گئی کل طبرستان نے جزیہ دینا قبول کیا۔ پانچ لاکھ درہم دینا منظور کیا۔ اور شرط کی کہ مسلمان اس اطراف میں لشکر نہ رکھیں
پھر آذربائجان پر حملہ ہوا۔ یہیں سے ہمدان کو مدد گئی تھی۔ یہ صوبہ رے اور ہمدان سے اُتر ہے۔ اور کوہ قاف کے سلسلہ تک پہونچا ہوا ہے۔ یہ آتش پرستوں کا قلعہ تھا جہاں اُن کا آتشکدہ تھا۔ اور ہمیشہ آگ جلا کرتی تھی۔ اسی سے اس کا نام آذربائجان تھا۔ آذر کے معنی آگ کے ہیں۔ اس کے حکام نے مقابلہ کیا لیکن شکست اٹھائی۔ آتشکدے توڑ دیے گئے اور آذربائجان قبضہ میں در آیا۔ اسلام کے فتوحات اب کوہ قاف کے سلسلے تک پہونچ گئی لیکن یہ پہاڑ اطاعت میں در آنے کو ہنوز باقی تھے۔ کوہ قاف کے سلسلے پورب کی طرف آذربائجان کو ارزنا اور کنارہ بحر اخضر (کیسپین) سے جدا کرتے ہیں۔ اور شمال کی جانب آذربائجان کو وسیع ملک سے سرماشیہ کے (یعنی جو اب روس کہلاتا ہے۔ اور سابق میں تاتاریوں کے قبضے طاقت بادشاہ استراخان اور قازان اور کاسک کے تھا) جدا کرتا ہے۔ اس پہاڑ کے دروں کی حفاظت قدیم زمانے میں بذریعہ قلعے اور دیوار اور لوہوں کے دروازوں کے واسطے روکنے جنگلی آدمیوں کے حملے سے کی پرسا یہ زمین سے یاجوج اور ماجوج کے (گوگ میگوگ) کہ قدیم زمانے کے خوفناک تھے کی جاتی تھی۔ کیونکہ انھیں راہوں سے شمالی جنگلی اشخاص آتے تھے کہ بہت قوی گھوڑے سوار تھے۔ اور خیموں میں رہتے تھے۔ اور اپنی ننگی تلواروں کی پرستش کرتے تھے اور اپنے دشمنوں کے سروں کے چمڑے سے جس کو لڑائی میں مارتے تھے۔ اپنے گھوڑوں کو

آراستہ کرتے تھے۔

مسلمانوں کے لشکروں نے متفرق سرداروں کے تحت میں ان دروں میں پہاڑوں کے گزر کیا۔ اور دربند پر قبضہ کرلیا۔

اُن میں سے ایک شہر یا قلعہ تھا جس کے لئے بڑی سخت لڑائی مسلمانوں کو کرنی پڑی اُس کو اہل فارس **دربند** کہتے ہیں۔ اور ترک **ضمیر کاپی** جس کے معنی لوہے کے دروازے کے ہیں پکارتے ہیں۔ اور اہل عرب اس کو **باب الابواب** کہتے ہیں۔ یہ اُس درے کی حفاظت کرتا ہے کہ درمیان **کوہ قاف** کی بلندی کے اور بحر اخضر کے ہے۔ اس میں تین دروازے تھے ایک اُن میں سے تہ زمین ہوگیا۔ اور اب صرف دو باقی ہیں۔ اُن کی نسبت لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جب یہ بھی تہ زمین ہوجائینگے تو قیامت آجائیگی۔

عبدالرحمان بن ربیعہ ایک اُن افسروں سے تھے جنھوں نے **کوہ قاف**[1] پر قبضہ کیا تھا۔ اُن کو حضرت عمرؓ نے **دربند** کی حکومت سپرد کی تھی اور فرمایا کہ اُن پر خوب نگراں رہو کیونکہ آپ کا مسلمانوں کی حفاظت کا ان درں کی فتوحات میں بڑا خیال تھا اور اس کا خدشہ تھا کہ شمالی حملوں میں کہیں مسلمانوں کا لشکر تباہ نہ ہوجاوے۔ **عبدالرحمٰن** نے حضرت عمرؓ کی مرضی سے ایک سردار سے اُس مُلک کے جس کا نام **شہر براد** تھا اقرار نامہ کیا کہ اُس سے اس شرط پر جزیہ لیا جائیگا کہ وہ **دربند** کی حفاظت بمقابلہ جنگلی

---

[1] واضح رہے کہ ملک فارس کے اتر ایک نہایت بلند پہاڑ ہے جو ایشیا کو یورپ افرنگستان سے جدا کرتا ہے۔ اور اس کے دونوں طرف دو بڑے سمندر بحر اخضر اور بحر اسود ہیں۔ اس کو کوہ قاف کہتے تھے۔ قدیم زمانے میں جب کہ جغرافیہ کم تھا۔ لوگ سمجھتے تھے کہ اس پہاڑ کے بعد دنیا نہیں ہے۔ اور ایسی جگہ ہے کہ دیوؤں سے آباد ہے حالانکہ وہ لوگ جنگلی آدمی تھے کہ آدمیوں کو مارڈالنا اور اُن کو کھا جانا اُن کے نزدیک کوئی بات نہ تھی۔ یہ لوگ آتے اور اہل فارس کو بہت تباہ کرتے۔ اس لئے سکندر ذوالقرنین نے ایسے آدمیوں کی حفاظت کے لئے ان پہاڑوں کے دروں میں دیوار بنائی چاہی۔ اور وہ دیوار پتھر

(باقی بر صفحہ آئندہ)

شمالی آدمیوں کے کرے۔ عبدالرحمنؓ سے اور شہرزاد سے ان پہاڑوں کے بہ نسبت گفتگو رہی۔ کہ فارسی حکایت اور قصص کی جڑ معلوم ہوتے ہیں۔ جب عبدالرحمن نے شہرزاد سے بہ نسبت قوم علانی اور روس کے کہ ان دروں سے پرے تھے اور نسبت دیوار یاجوج ماجوج کے کہ ان کے روکنے کے واسطے بنائی گئی تھی سنا۔ اُن کے خیالات روشن ہوگئے۔ ایک قصہ کو شہرزاد نے کہا اس سے الف لیلیٰ کے سندھباد جہازی کے قصہ کی اصلیت معلوم ہوتی ہے۔ طبری مورخ نے یوں لکھا ہے کہ ایک روز عبدالرحمن شہرزاد کے پاس بیٹھے تھے اور اس سے گفتگو کر رہے تھے۔ کہ اس کے ہاتھ میں انگوٹھی دیکھی جس میں لعل جڑا ہوا تھا۔ جو دن کے وقت مثل آگ کے روشن تھا۔ اور رات کو اور بھی زیادہ چمکتا تھا۔ شہرزاد نے کہا کہ یہ لعل یاجوج اور ماجوج کی دیوار سے آیا ہے۔ ایک بادشاہ نے جس کے ملک میں یہ دیوار واقع ہے بھیجا ہے۔ ہم نے اس کے پاس تحفے بھیجے تھے اور اس سے صرف ایک لعل چاہا تھا۔ اس پر عبدالرحمن کو متعجب پاکر اس نے اس آدمی کو بلایا کہ انگوٹھی لایا تھا۔ اور اس سے اس قصہ کو کہنے کے لئے حکم دیا۔ اس آدمی نے کہا کہ جب ہم نے تحفہ اور خط شہرزاد کا اس بادشاہ کو دیا۔ اس نے اپنے شکاری سردار کو بلایا۔ اور اس جواہر کے مہیا کرنے کا حکم دیا۔ اس شکاری نے ایک چیل کو تین روز تک بھوکا رکھا۔ اور کچھ کھانے کو نہ دیا۔ تب وہ اس چیل کو پہاڑوں میں اس دیوار کے پاس لے گیا۔ اور ہم بھی اس کے ساتھ ہوئے۔ ان پہاڑوں کی بلندی سے ہم لوگوں نے ایک غار تیرہ و تار کی طرف نیچے کو دیکھا۔ اس شکاری نے کچھ رنگین گوشت نکالا۔ اور اس کو اس غار کی طرف پھینکا۔ اور چیل کو کھول دیا۔ وہ اس پر جھپٹی اور زمین پر گرتے ہی اس کو چنگل میں اٹھا لائی

اور لوہے اور سیسے سے بنائی گئی۔ اور بعض جگہ ان دروں میں مستحکم لوہے کے دروازے لگائے گئے۔ اُن کی کنجی اہلِ فارس کے ہاتھ میں رہی۔ انھیں جنگلی قوموں کو قوم یاجوج اور قوم ماجوج کہتے تھے۔ کہ انھیں ترکوں اور تاتاریوں کے مورث تھے۔ اس دیوار کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ جس کا مضمون یہ ہے

(باقی برصفحہ آئندہ)

اور میر شکار کے ہاتھ پر پھر آکر بیٹھ گئی۔ اور یہ لعل جو چمکتا ہی اسی گوشت میں سٹا ہوا پایا گیا۔

عبدالرحمٰنؓ نے اس دیوار کا حال پوچھا۔ اُس نے جواب دیا کہ وہ لوہے اور پتھر اور پتیل سے بنی ہوئی ہی۔ اور ایک پہاڑ کی بلندی سے دوسرے پہاڑ تک ہی۔

عبدالرحمٰنؓ نے کہا یہ شاید وہی دیوار ہی جس کا ذکر قرآنؐ میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہی۔ آپؓ نے شہزادے سے اُس لعل کی قیمت پوچھی۔ اُس نے کہا کہ یہ بے بہا ہی۔ اس کی قیمت نہیں۔ اور اُس نے انگوٹھی ہاتھ سے نکالکر دینا چاہی لیکن آپؓ نے انکار کیا کہ اس قیمتی جواہرات کے ہم سزاوار نہیں۔ شہزادے نے کہا کہ اگر فارس کے بادشاہ اس کو دیکھتے تو زبردستی لیتے۔ لیکن تمہاری ایسی چال چلن کے لوگ تمام دنیا کو فتح کرینگے۔

ان قصوں کا اس قدر اثر ہوا کہ عبدالرحمٰنؓ دربند کے پار جاکر ان پر اسرار ملکوں پر حملہ کرنا چاہا لیکن پوری طرح حملہ نہیں کیا کیونکہ حضرت عمرؓ کی اس بارے میں سخت ممانعت ہی۔ آپؓ نے فرمایا کہ اگر ہم کو خلیفہ وقت کی ناخوشی کا ڈر نہ ہوتا تو ہم یاجوج اور ماجوج تک جاتے اور ان کافروں کو مسلمان کرتے عبدالرحمٰنؓ اس میدان میں پہونچے جو درمیان بحر اخضر اور بحر اسود کے ہی کہ حال کے ترکوں کے وحشی مورث اعلیٰ سے آباد تھا۔ ایک شخص نے کہ اس معرکہ میں عبدالرحمٰن کے ساتھ تھا۔ ذیل کے واقعات حضرت عمرؓ سے کہا۔ اُس نے کہا کہ انھوں نے ہم لوگوں کو اپنے قدیم دشمن فارسیوں سے مختلف پاکر پوچھا کہ تم فرشتہ ہو یا بنی آدم جس کے جواب میں ہم نے کہا کہ ہم لوگ بنی آدم ہیں لیکن آسمان کے فرشتے ہمارے ساتھ ہیں۔ اُن لوگوں نے ہم پر حملہ کرنے میں تامل کیا کہ فرشتے اُن کے محافظ ہیں لیکن ایک شخص کہ کسی قدر زیادہ ہوشیار تھا اُس نے ایک درخت کے اڈے سے ایک مسلمان کو تیر مارے اور وہ مر گیا۔ تب یہ عقیدہ اُن کا زائل ہو گیا۔ اور سمجھے کہ یہ بھی اہل موت سے ہیں یعنی

اور اُنھوں نے کہا کہ اے ذوالقرنین یاجوج ماجوج ملک کو تباہ کرتے ہیں۔ اُنھوں نے فرمایا میں ایک دیوار تمہارے اور اُن کے درمیان میں حائل کر دونگا۔ لوہے کے بڑے بڑے ٹکڑے لاؤ کہ ان پہاڑوں

(باقی برصفحہ آئندہ)

فانی ہیں۔ اور اُس وقت سے سخت لڑائی ہونے لگی۔ عبدالرحمٰنؓ نے ایک جگہ کہ جس کا نام بلنجر تھا محاصرہ کیا۔ اور یہ شہر بلغاریوں کا تھا۔ کہ ترکوں کے ہمسایہ تھے۔ جو ترکوں کی طرح اب تک دنیا میں غیر مشہور رہتے تھے۔ ترک اپنے ہمسایہ کی مدد کو آئے۔ ایک سخت لڑائی مسلمانوں سے ہوئی جس میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور عبدالرحمٰنؓ شہید ہوئے۔ تاہم ترک اپنے نئے حملہ آور کے ساتھ حُسنِ ظن رکھتے تھے۔ کیونکہ اُن کی لاش کو گاڑ دیا۔ اور اس پر ایک یادگار بنایا۔ اور قحط سالی اور خشکی میں وہاں جا کر دعا کرتے۔

عبدالرحمٰنؓ کا لشکر دربند کے اندر واپس آیا اور اُن کے بھائی مسلمانؓ ابن ربیعہ کو اُن کا جانشین حاکم کوہ قاف کے دروں کا بنایا۔ اور اس طرح سے یاجوج اور ماجوج کے ملک کی حملہ آوری ختم ہوئی۔

فصل بائیسویں

حضرت عمرؓ کی خلافت کہ بڑے بڑے اور مشہور واقعات کے باعث سے ممتاز تھی آخر ش دفعتہً ختم ہوئی۔ فارسی قیدیوں کے درمیان میں ایک شخص تھا جس کا نام فیروز تھا۔ کہ مدینہ میں تھا۔ اور آتش پرست کا مذہب رکھتا تھا۔ اُس کا آقا دو روپیہ روز بوجہ غلامی کے اُس کی کمائی سے لیا کرتا تھا۔ اس کی نالش اُس نے خلیفہ عمرؓ کے پاس کی کہ ہم پر جبر ہے۔ آپؓ نے اس کے حالات دریافت کئے۔

اس امر کے معلوم ہونے سے کہ وہ بڑھئی کا کام اور پن چکی بنانے میں ہوشیار ہے آپؓ نے فرمایا کہ تجھ کو دو درہم روزانہ دینا آسان ہے۔ فیروز نے کہا کہ ہم آپؓ کے واسطے پن چکی بنا دیں گے

کے دروں کو بند کر سکیں۔ اور انھوں نے معماروں سے کہا کہ دھونکنی سے دھونک کر لوہے کو سُرخ کرو اور پگھلا ہوا تانبا اور سیسا لاؤ کہ ہم اُن پر بہا دیویں۔ اس لئے جب یہ دیوار تیار ہوئی تو یاجوج اور ماجوج آنے سے عاجز رہے۔ نہ اُس کو کھود سکے اور نہ اس پر چڑھ سکے۔ کلام الٰہی کا مضمون صرف اس قدر ہے (حاشیہ متعلق صفحہ گزشتہ)

(باقی بر صفحہ آئندہ)

کہ آپ کو قیامت تک پیسیگی۔ اُس کے اس کہنے پر آپؓ کو تعجب آیا۔ اور حلم کے ساتھ فرمایا کہ یہ غلام مجھے دھمکی دیتا ہے۔ اگر محض دشنک پر کسی کو سزا دی جانے کی اجازت ہوتی تو ہم اس کو قتل کرتے۔ اور اس کو جانے دیا۔ اس کے تین روز بعد جب آپ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ فیروز نے اچانک میں تین چھری ماری۔ اُن کے ساتھی قاتل پر دوڑے۔ اس نے سخت مقابلہ کیا کئی کو مار ڈالا اور زخمی کیا۔ ایک نے اس پر اپنی چادر ڈالدی اور اُس کو پکڑ لیا۔ اُس پر اس نے خودکشی کی اور جہنم واصل ہوا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جس کے ہاتھ سے میرا قتل ہوا۔ اللہ کا شکر ہے کہ وہ مسلمان نہ تھا۔ آپؓ نے اپنے کو سنبھال کر نماز تمام کی جس میں آپ مشغول تھے اور فرمایا کہ جو شخص قصداً نماز ترک کرتا ہے وہ اسلام میں نہیں ہے۔

آپ تین روز تک مکان میں زندہ رہے۔ لیکن کوئی شخص آپؓ کو جانشین نامزد کرنے پر مجبور نہ کر سکا۔ آپؓ نے فرمایا کہ میں وہ نہیں کر سکتا جو رسول اللہ صلعم نے نہ کیا بعضوں نے کہا اپنے بیٹے عبداللہ ابن عمرؓ کو نامزد فرمائیے۔ آپؓ نے فرمایا کہ عمرؓ کے خاندان میں صرف عمرؓ ہی اس کام کے لئے بس ہے۔

آپؓ نے چھ آدمیوں کا مجمع قرار دیا جن کی بہ نسبت آپؓ نے فرمایا کہ یہ سب خلافت کے سزاوار ہیں لیکن اُن میں سے شاید حضرت علیؓ یا عثمانؓ چنے جاویں۔ شاید کہ خلافت کے واسطے آپ کے بعد تجویز کئے جاویں۔ اس لئے آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اگر تم خلیفہ ہو تو اپنے خاندان کی پالائش نہ کرنا۔ اور بنی ہاشم کو سب کی گردن پر سوار نہ کرنا۔ اور یہی باتیں آپ نے حضرت عثمانؓ سے بہ نسبت بنی امیہ کے کہیں۔ قلم دوات طلب کر کے ایک خط جانشین کے نام لکھا کہ جو شخص جانشین ہو اس کو لازم ہے کہ انجام میں امورات کے راستباز رہے۔ اور اسلام کی ترقی میں کوشاں ہو۔

آپؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ ابن عمرؓ سے کہ بڑے عالم فقیہ۔ صحابہ اور پرہیزگار

---

(۱) ص ہٹیر اعظم نے اپنے فتوحات کے حالات میں ان دیواروں کے نشانات کا حال لکھا ہے۔ اور ابھی تک کچھ نشانات باقی ہیں۔ گو مٹی سے اکثر اُن میں کے نشانات چھپ گئے ہیں۔

شخص تھے اور ہر طرح لائق تھے کہا کہ اسلام کے کاموں سے یہ نہایت ضروری کام ہے کہ اٹھارہ ہزار درہم جو ہم نے بیت المال سے قرض لیا ہے اس کو ادا کرو۔ سبھوں نے اس بارہ میں التجا کی کہ اس کی ضرورت نہیں کیونکہ آپؓ نے اس مال کو کار خیر میں صرف کیا ہے لیکن آپ نے فرمایا کہ یہ میری آخری مرضی ہے۔ تب آپؓ نے حضرت عائشہؓ کے پاس آدمی بھیجا کہ اجازت دیجئے کہ ہم آپؓ کے باپ ابوبکرؓ کے بغل میں دفن کئے جاویں۔ ابن عباسؓ اور حضرت علیؓ نے آپؓ کی بڑی تشفی کی۔ کہ آپؓ نے اللہ کی عنایت سے اسلام کے انتظام کو اس حسن سے انجام دیا ہے کہ کوئی شخص آپ کے بعد بے انصافی کا الزام نہیں دے سکتا۔ آپؓ نے فرمایا کہ اس کی گواہی آپؓ قیامت میں دیجئے گا۔ انھوں نے اپنا ہاتھ دیا اور وعدہ کیا لیکن آپؓ نے نوشتہ طلب کیا کہ قبر میں ساتھ رکھا جاوے۔ کل امورات کا بندوبست کر کے اور اپنی قبر کے بہ نسبت تجویز فرما کر آپؓ نے ساتویں روز قتل کے دن سے اپنی عمر کے تریسٹھویں برس میں بعد دس برس چھ مہینے کامیابی کے ساتھ خلافت کرنے کے انتقال فرمایا۔

آپؓ کے قتل کا بدلہ بمشورہ محمد بن ابی بکر کے عبداللہ ابن عمرؓ نے بڑی طرح لیا۔ اُن سے کہا گیا کہ یہ قتل حضرت عمرؓ کا بہ صلاح چند شخصوں کے ہوا۔ اور اس صلاح میں اس کی بیٹی لولو اور ایک عیسائی جس کا نام صوفین تھا۔ اور ہرمزان حاکم ساسانیان شامل تھا۔ اپنے غصہ کی حالت میں عبداللہ ابن عمرؓ نے تینوں کو قتل کیا۔

انگریزی مورخ کی رائے ہے کہ حضرت عمرؓ کے تمام تواریخی واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ بڑے قوی دماغ اور سلجھی ہوئی عقل اور سخت انصاف کے آدمی تھے۔ آپؓ ہی اہل اسلام کی سلطنت کے بانی تھے۔ اور آپ کے بعد آپؓ کے ایسا کوئی نہیں ہوا۔ آپؓ نے حضرت صلعم کی وصیتوں کا انجام دیا۔ حضرت ابوبکرؓ کو ان کی مختصر خلافت میں مشورے سے مدد دی۔ اور دانشمندی کے قواعد واسطے انتظام سلطنت اسلام کے جو بہت جلد

پھیل گئی۔ قایم کئے۔

وہ سخت دسترس جو آپ نے اپنے دور کے بالشکر سرداروں پر اُن کی کامیابیوں کے درمیان میں رکھا۔ آپؓ کی غیر معمولی حکومت کی لیاقت کو ظاہر کرتی ہے۔ آپؓ نے اپنی سادگی کے قایم رکھنے میں اور نشو و نما اور آرایش سے پرہیز کرنے میں اپنے پیغمبر برحق صلعم اور حضرت ابوبکرؓ کی پوری اقتدا کی۔ آپؓ نے اس بات کو اپنے خطوط میں جو اپنے سالار لشکر کے نام لکھے اکثر ظاہر کیا ہے۔

فارسی آرائشوں سے غذا اور پوشاک میں بہت لحاظ رکھنا اپنے ملک کی سادگی کی وضع رکھو۔ اور اللہ تعالیٰ تم کو کامیاب کریگا۔ اور اقبال دیگا۔ آپ کا اس سادگی پر اس قدر یقین تھا کہ آپؓ نے آرائشوں اور فضولی کے واسطے اپنے ماتحت کے افسروں کی سزا کی۔

آپ کے بعض قاعدوں سے آپ کے دل و دماغ کی قوت معلوم ہوتی ہے۔ آپؓ نے اُن لونڈیوں کے بیع و شرا کی ممانعت کی جو ذی اولاد ہوں۔ آپ ہر ہفتے میں اپنے خزانے سے بہت خیرات کرتے۔ اور موافق حاجت کے دیتے نہ موافق اُس کی طلب کے آپؓ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے زائد کو دوسروں کی رفع حاجت کے واسطے دیا ہے۔ اور اُس کے اوصاف کا بدلہ اللہ تعالیٰ آخرت میں دیگا۔

آپؓ نے اپنی ابتدائے خلافت سے اکثر صحابہ کو پنشن دی جنھوں نے اسلام کی ترقی میں کوشش کی تھی۔ حضرت عباسؓ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سالانہ دو لاکھ درہم تھا۔ اور آپؓ کے دوسرے قرابت داروں کا بھی اُن کے درجے کے موافق تھا۔ جو لوگ جنگ بدر میں لڑے تھے اُن کا سالانہ پانچ ہزار درہم تھا۔ اور اسی طرح جنھوں نے جنگ شام اور فارس اور مصر میں کارگزاری کی تھی اُن کی پنشن کچھ کم تھی حضرت صلعم کے ہر ازواج کا سالانہ دس ہزار درہم تھا لیکن حضرت عائشہؓ کا بارہ ہزار تھا۔ حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام ابن علیؓ نواسۂ رسول اللہ صلعم کا

سالانہ پانچ ہزار درہم تھا۔ آپؓ ہی پہلے شخص ہیں جنھوں سے نے حساب وکتاب خزانہ کا قایم کیا۔ آپؓ ہی نے پہلے سنہ ہجری جاری کیا۔ اور آپؓ ہی پہلے شخص ہیں جنھوں نے سکہ جاری کیا جس پر لکھا رہتا تھا۔ لا الٰہ الا اللہ اور اُس خلیفہ کا نام جس کا زمانہ ہوتا تھا۔ آپؓ کی خلافت میں چھتیس ہزار شہر اور قلعہ فتح ہوئے۔ اکثر نئے شہر آباد کئے بہت سے تجارت گاہ قایم کئے۔ بے حساب مسجدیں بنائیں۔ اور جتنے ملک فتح ہوئے ان کی ایک بہت بڑی سلطنت قایم کردی۔ آپؓ کے زمانہ خلافت میں تین بڑی سلطنتیں فتح ہوئیں۔ شام و فارس و مصر جو مسلمانوں کی تواریخ میں یادگار رہی۔ یہ بڑی قوت سلطنت اسلام کی صرف دس برس کے عرصہ میں حاصل ہوئی۔

یہ بات اور بھی قابل یاد ہے کہ یہ بڑے فاتح یہ بڑے بانی قانون اور یہ بادشاہ اعظم صرف ایک نیم تعلیم یافتہ مکہ کے عرب تھے۔ اُسی عیسائی مورخ کا قول ہے۔ ان ابتدائی حامیان اسلام کے بارے میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ آدمی نہ تھے دیوتے تھے آپ کے نکاح میں چھ بیبیاں آئیں تھیں زینب[1] بنت مطعون۔ ملیکہ[2] بنت جرول۔ و ام حکیم[3] بنت حارث۔ و جمیلہ[4] بنت عاصم۔ ام کلثوم[5] بنت علی۔ و عاتکہ[6] بنت زید۔ اور عبدالرحمٰن اوسط اور عبدالرحمٰن اصغر آپؓ کے بیٹے تھے لیکن لونڈی سے تھے۔ اور آپؓ کے عمال عبداللہ جراعی مکہ میں اور نافع بن عبداللہ طائف میں۔ اور ابو موسیٰ اشعری بصرہ میں اور مغیرہ بن شعبہ کوفہ میں۔ اور عمرو بن العاصؓ مصر میں۔ اور عمرو بن سعد حمص میں اور معاویہ بن ابی سفیان دمشق میں اور عمرو بن عتبہ اردن میں اور علی بن امیہ یمن میں اور عثمان ابی العاص بحرین سے تھے۔ اور عثمان عفان قاضی تھے اور

---

[1] والدہ عبداللہ و عبدالرحمٰن و حفصہ ۱۲ [2] والدہ عبیداللہ کہ شہید در صفین شد ۱۲ [3] والدہ فاطمہ ۱۲
[4] والدہ عاصم کہ جد عمر عبدالعزیز بود ۱۲ [5] والدہ زید و رقیہ ۱۲ [6] والدہ عیاض ۱۲۔

زید اور ربیعہ کاتب تھے۔

بعد وفات حضرت عمرؓ کے یہ چھ آدمی جانشین تجویز کرنے کے لئے جمع ہوئے۔ وہ لوگ یہ تھے۔ حضرت علیؓ۔ حضرت عثمانؓ طلحہؓ۔ و زبیرؓ و عبدالرحمانؓ و سعدؓ ابی وقاص۔ یہ لوگ عشرہ مبشرہ سے تھے اور حضرت صلعم کے نزدیکی قرابتمندوں سے ہیں۔

بعد بڑی گفتگو کے خلافت حضرت علیؓ کے پاس پیش کی گئی۔ اور آپؓ سے کہا گیا کہ بشرطیکہ آپؓ موافق قرآن اور حدیث اور اقوال شیخین کے معمل ہوں۔

آپؓ نے فرمایا کہ ہم مطابق قرآن اور حدیث کے کرینگے۔ اور شیخین کی متابعت اپنے پر لازم نہ پکڑینگے۔ بلکہ جو ہمارے انصاف میں آئیگا کرینگے۔ چونکہ یہ جواب حضرت علیؓ کا مجمع کی رائے کے خلاف تھا۔ اس لئے لوگوں نے حضرت عثمانؓ سے یہی بات کہی۔ اور انھوں نے قبول فرمایا۔ اور تین روز بعد وفات حضرت عمرؓ کے جانشین ہوئے۔ آپ کشیدہ قد تھے رنگ سانولا تھا۔ اور آپؓ کی ڈاڑھی حنا سے رنگین رہتی تھی۔ آپؓ اپنے مذہبی امورات میں سخت تھے۔ روزہ اور مراقبہ اور قرآن بہت تلاوت کرتے تھے۔ اور آپ ویسا سادگی کو نہیں پسند کرتے تھے جیسا حضرت عمرؓ بلکہ مال بہت خرچ کرتے تھے۔

آپؓ سخاوت کے باعث ہر دل عزیز تھے۔ ایک سال قحط سالی میں آپؓ نے مدینہ کے تمام محتاجوں کو غلہ دیا تھا۔ آپؓ نے خرچ کثیر کے ساتھ کچھ زمین مسجد نبوی کی بغل میں حضرت صلعم کے ازواج طیبات کے لئے خرید کی۔ آپؓ نے تبوک کی لڑائی کے واسطے ساڑھے چھ سو اونٹ اور پچاس گھوڑے دئیے تھے۔

اصحاب آپ کی بڑی منزلت کرتے تھے۔ اس باعث سے کہ حضرت صلعم کی دو بیٹیاں آپؓ کے نکاح میں آئیں تھیں۔ اور آپؓ دونوں ہجرتوں میں شریک تھے۔ حبش اور مدینہ کی ہجرت حضرت صلعم فرماتے تھے کہ۔ رفیقی فی الجنۃ عثمان۔

جیسے ہی آپؓ خلیفہ وقت ہوئے کہ عبداللہؓ ابن عمرؓ کے قتل کرنے کا مقدمہ
پیش ہوا کہ صرف شبہہ پر قتل کیا۔ آپ کو تامل ہوا کہ اس معاملہ میں کیا کیا جائے لیکن آپؓ نے
غور کر کے فرمایا کہ یہ واقعہ نہ میری خلافت میں ہوا۔ اور نہ عمرؓ کی۔ اس لئے دونوں
کی خلافت اس کی تجویز کے الزام سے پاک ہے۔ اور اس لئے عبداللہؓ ابن عمرؓ پر
قصاص کا حکم نہ آیا۔

ع ۳

M. A. Kureshi 26/10/57
It is the best history of Islam.
You can receive more knowledge after reading this book.